عشرۂ ذی الحجہ

ثمرات و برکات

www.KitaboSunnat.com

کاوشِ قلم
عبد السلام بن صلاح الدین مدنی

ناشر
جمعیۃ الدعوۃ والإرشاد وتوعیۃ الجالیات
میسان (طائف) سعودی عرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

عشرۂ ذی الحجہ

ثمرات وبرکات

کاوشِ قلم

عبد السلام بن صلاح الدین مدنی

ناشر

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات

میسان (طائف) سعودی عرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایامِ فضیلت ہیں

(نتیجۂ فکر: عبد السلام بن صلاح الدین مدنی)

یہ عشرۂ ذی الحجہ ❖ ایامِ فضیلت ہیں

تکبیر کہو ہر جا ❖ ایامِ فضیلت ہیں

عرفہ اسی عشرہ میں ❖ قربانی بھی ہے اس میں ت

حمد کرو رب کی ❖ ایامِ فضیلت ہیں

غفلت میں ہے کیوں مؤمن ❖ طاعت میں رہے ہر دن

بازار میں یا گھر ❖ میں ایامِ فضیلت ہیں

راتوں میں چراغوں کو ❖ تم گل کبھی مت کرنا

کر خوب عبادت کہ ❖ ایامِ فضیلت ہیں

امّاتِ عبادت بھی ❖ اعمالِ فراواں بھی

ایک ساتھ جمع ہیں سب ❖ ایام فضیلت ہیں

روزے بھی نمازیں بھی ❖ اذکار ووظائف بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم خوب بجالاؤ ❖ ایامِ فضیلت ہیں

مولی سے دعا مانگو ❖ رو رو کے سلام اب تم

وہ تم پہ رحم کردے ❖ ایامِ فضیلت ہیں

تحریر شدہ:

۲/ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ۔ ۲۳/جولائی ۲۰۲۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحمدلله رب العالمین والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین، وعلی آله وصحبه وأزواجه وذریاته الطیبین الطاھرین ومن تبعھم بإحسانٍ إلی یوم الدین أما بعد

عشرۂ ذی الحجہ (ماہِ ذو الحجہ کے ابتدائی دس دن) انتہائی فضیلت مآب ہیں، قرآن و احادیث نبویہ صحیحہ میں اس کی بڑی فضیلت و عظمت بیان کی گئی ہے، مسلمان ہمیشہ سے اس کی قدر و منزلت کا اہتمام کرتے آئے ہیں، عہدِ نبوت سے لے کر تا ہنوز اسلامیانِ عالم اس کی عظمت کا گن گاتے ہیں؛ اس عشرہ میں عبادتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، اور خوب خوب کیا جاتا ہے، مقالہ نگاران، انشاء پردازان، اور لکھنے والے اس پر لکھتے ہیں، مقررین و خطباء تقریریں کرتے ہیں، اہل ثروت صدقہ و خیرات کرتے ہیں، اصحاب استطاعت حجِ بیت اللہ کے لئے رختِ سفر باندھتے ہیں، اور جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا وہ نماز، روزہ، ذکر واذکار اور عبادت واطاعت میں مشغول رہتے ہیں۔

اس عشرہ کی مناسبت سے خاکسار نے 1442ھ کے ماہِ ذی الحجہ میں دس روزہ ورچوئل پروگرام بعنوان "سلسلۂ انوارِ عشرۂ ذی الحجہ" کا انعقاد کیا تھا، جو زوم ایپ، خاکسار کے فیس بک پیج اور صدائے سلام یوٹیوب چینل سے براہِ راست نشر کیا گیا تھا، جسے بحمدہ تعالی کافی پسند کیا گیا، اور بعض احباب کی طرف سے اس (سلسلہ) کو کتابی شکل میں مرتب کر کے طبع کرانے کی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا، انہی احباب، اصدقاء، اور عقیدت کیشان کی خواہش و تمنا کا احترام کرتے ہوئے اسے کتابی شکل میں مرتب کرکے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ظاہر سی بات ہے، یہ کوئی مستقل تالیف نہیں ہے، بلکہ تقاریر کا مجموعہ ہے، جس کی نوک پلک درست کرکے قارئین کے حوالہ کیا جارہا ہے، بنابریں تکرار کا پایا جانا فطری امر ہے، ہوسکتا ہے اس کی وجہ سے بعض طبیعتیں گرانی بھی محسوس کریں، تکرار کی وجہ سے بوجھل بھی لگے ،جس کے لئے پیشگی معذرت قبول فرمالیں،اور اگر کہیں کوئی خلل، خامی، خرابی، کمی اور نقص نظر آئے تو راقم آثم کو مطلع کریں تاکہ اس کی اصلاح کرلی جائے۔

کیوں کہ انسانی عمل میں خامیوں وخرابیوں کا پایا جانا از حد ضروری ہے، جس سے مجال انکار نہیں، کمال تو صرف ایک ذات وحدہ لاشریک لہ کو زیبا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ رب کریم اس عمل کو اپنے لئے خالص بنائے، عام مسلمانوں کے لئے نفع کا ذریعہ ثابت ہو، اور شرفِ قبولیت سے باریاب ہو، آمین یا رب العالمین، وصلی اللہ و سلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

طالبِ دعا وخادمِ دین

عبد السلام بن صلاح الدین مدنی ماتھاسیروی

موبائل:(+966557136090)

ایمیل:(smadani80@gmail.com)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عشرہ ذی الحجہ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین أما بعد

نیکیاں کمانے‘ اللہ کی طرف سے خیرات وبرکات‘ فیوض وافادات لوٹنے کے لئے اور اللہ کی قربت کے حصول کے لئے بیشمار مواقع میسر ہوتے ہیں‘ یہ بندۂ مؤمن پر اللہ رب ذو الجلال کا بے پناہ فضل وکرم ہے کہ اس نے بندۂ مؤمن کو پورے سال میں ایسے بیشتر مواقع عنایت فرمائے‘ جن میں انسان اپنے رب کو خوش کرنے‘ جنت حاصل کرنے‘ اور دنیا و آخرت کی کامیابیاں بٹورنے کی کوششیں کرتا ہے‘ اس کے لئے اپنی ساری صلاحیتیں صرف کر دیتا ہے، اور جتنے جتن ہو سکتے ہیں، کرتا ہے اور کرنا چاہیئے‘ علمہ من علمہ، وجھلہ من جھلہ۔

ابھی ماہِ رمضان المبارک کا مبارک مہینہ گزرا ہی ہے‘ جس میں مردِ مسلم نے (جسے توفیق ملی) خوب خوب عبادتیں کی‘ اپنے رب کو منانے کی کوشش کی‘ جنت کے حصول کے لئے سعیٔ بلیغ کی‘ اپنے گناہ دھلوانے کے لئے شبانہ روز ایک کر دیا‘ قرآن کی تلاوت میں مشغول رہا‘ قیام اللیل کیا، دعائیں کیں، تہجد کا اہتمام کیا، پھر اسی ماہ میں ایک رات ایسی بھی آئی‘ جس کو پانے کے لئے خوب خوب محنت وریاضت کی‘ جس میں عبادت کا ثواب ایک ہزار برس (۸۳ سال ۴ ماہ) کی عبادت کے برابر قرار دیا‘ جسے عرفِ شرع وعام میں (لیلۃ القدر) (شبِ قدر) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے‘ پھر اللہ رب کریم نے ذی الحجہ کے دس دن ایسے عطا فرمائے‘ جن میں عبادت وریاضت‘ محنت واطاعت کی فڑی فضیلت بیان کی گئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے'ابو عثمان الہندیؒ فرماتے ہیں: **كانوا يعظمون ثلاث عشرات : العشر الأخير من رمضان ، والعشر الأول من ذي الحجة ، والعشر الأول من محرم .**:"سلف تین عشروں کو بہت عظیم سمجھتے تھے: (۱) رمضان المبارک کا آخری عشرہ (۲) ذی الحجہ کا پہلا عشرہ۔ اور (۳) ماہِ محرم الحرام کا پہلا عشرہ۔"[1]

آئندہ سطور میں اسی عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل ومسائل کا تذکرہ کرنے کی سعی کی جائے گی' اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالی ہمیں ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق ارزانی فرمائے

- عشرۂ ذی الحجہ افضل ہیں یا رمضان کی دس راتیں؟ عام طور پر جب یہ بات ذکر کی جاتی ہے کہ عشرۂ ذی الحجہ افضل ہیں یا ماہِ رمضان کی آخری دس راتیں؟

اس کا جواب شیخ الاسلام بن تیمیہ نے بہت پہلے دے دیا تھا' فرماتے ہیں: **أيام عشر ذي الحجة أفضل من أيام العشر من رمضان، والليالي العشر الأواخر من رمضان أفضل من ليالي عشر ذي الحجة.**[2] (ترجمہ: ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن رمضان کے آخری دس دنوں سے افضل ہیں اور رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں ذوالحجہ کی دس راتوں سے افضل ہیں۔

---

(1) دیکھئے: لطائف المعارف از ابن رجب ص ۸۰۔

(2) مجموع فتاوی ابن تیمیہ: 25/154)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن القیم بیان کرتے ہیں کہ (وَإِذَا تَأَمَّلَ الْفَاضِلُ اللَّبِيبُ هَذَا الْجَوَابَ وَجَدَهُ شَافِيًا كَافِيًا، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ أَيَّامِ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ، وَفِيهَا: يَوْمُ عَرَفَةَ، وَيَوْمُ النَّحْرِ، وَيَوْمُ التَّرْوِيَةِ، وَأَمَّا لَيَالِي عَشْرِ رَمَضَانَ فَهِيَ لَيَالِي الْإِحْيَاءِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ — صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — يُحْيِيهَا كُلَّهَا، وَفِيهَا لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، فَمَنْ أَجَابَ بِغَيْرِ هَذَا التَّفْصِيلِ لَمْ يُمْكِنْهُ أَنْ يُدْلِيَ بِحُجَّةٍ صَحِيحَةٍ) "جب فاضل اور سمجھدار شخص اس جواب پر غوروخوض کرے گا تو وہ اسے شافی وکافی پائے گا کیونکہ ذوالحجہ کے دس دنوں کے علاوہ ایام کے اعمال اللہ تعالی کو دس ذوالحجہ کے اعمال سے زیادہ محبوب نہیں اور ان ایام میں یومِ عرفہ، یوم نحر اور یوم ترویہ بھی ہیں (جو خاص فضیلت کے حامل ہیں) اور رمضان کی آخری دس راتیں شب بیداری کی راتیں ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ رات بھر عبادت کیا کرتے تھے اور ان راتوں میں شبِ قدر بھی۔ چنانچہ جو شخص اس تفصیل کے بغیر جواب دے گا اس کے لئے ممکن نہیں کہ وہ صحیح دلیل پیش کرسکے"[3]

- ذی الحجہ کا مہینہ حرمت کا مہینہ ہے' جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَٰبِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ﴾ (التوبہ:٣٦) بے شک اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہے جس دن اس نے آسمانوں اور

---

(3) بدائع الفوائد:3/660' مجموع فتاوی ابن تیمیہ ١٥/١٣٠

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمین کو پیدا کیا اس میں سے چار حرمت والے ہیں یہی سیدھا دین ہے سو ان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:،،

"إن الزمان قد استدار کھیئته یوم خلق الله السموات والأرض السنة اثنا عشر شھرا منھا أربعة حرم:ثلاث متوالیات ذوالقعدة و ذوالحجة والمحرم و رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان"[4] (ترجمہ:زمانہ گھوم گھما کر (مہینوں کی ترتیب کی) اس ہیئت میں آگیا ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔سال بارہ مہینے کا ہے جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے ذوالقعدہ'ذوالحجہ اور محرم لگاتار ہیں اور چوتھا مہینہ رجب جو جمادی (الآخرۃ) اور شعبان کے درمیان ہے۔

ذی الحجہ کا مہینہ حج کا مہینہ ہے' اور اس ماہ کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اس ماہ میں حج کے جملہ شعائر ادا کئے جاتے ہیں' جس میں دور دراز سے' قریب و دور سے کاخ و قصور سے پورے عالم سے مسلمانان مکہ مکرمہ کا قصد کرتے ہیں' جہاں قبولیت دعا' مغفرتِ ذنوب و سیئات' حصولِ رضائے الہی اور دخول جنت کے سارے سامان مہیا کئے جاتے ہیں' اور بندۂ مؤمن اپنے گھر لوٹتا ہے' اور وہ اس طرح ہو جاتا ہے جیسے کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنم دیا ہو' جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ) (5)

(4) صحیح بخاری رقم (4662)

(5) بخاری رقم (۱۵۲۱)،مسلم رقم (۱۳۵۰) من حدیث ابی ہریرۃ۔ رضی اللہ عنہ۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ذی الحجہ کے دس دن (عشرۂ ذی الحجہ) کی فضیلت و اہمیت اور اس اس کے مقام و مرتبہ کے لئے یہی کافی ہے رب کریم نے ان دس دنوں کی قسم کھائی ہے' فرمایا: ("وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ" (الفجر) "قسم ہے فجر کی' اور دس راتوں کی۔") اور بات سبھی جانتے ہیں کہ رب تعالی عظیم ہے' اور ایسے ویسے امر کی قسم نہیں کھاتا' بلکہ عظیم ذات عظیم چیزوں کی ہی قسم کھاتا ہے

مفسرین کی اکثریت کے قول کے مطابق ان دس راتوں سے مراد ذو الحجہ کی پہلی دس راتیں (دس دن) مراد ہیں۔ امام ابن کثیرؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اسی کو صحیح کہا ہے (6)

(4) یہی دس دن ہیں جنہیں اللہ تعالی نے (أیام معلومات) قرار دیا ہے' اللہ تعالی نے فرمایا: ("وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ") (الحج:۲۸) "اور چند معلوم دنوں میں جو چوپائے جانور اللہ نے ان کو دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیں۔" اکثر مفسرین کے نزدیک ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں (7)

(5) رسول اکرم ﷺ کی گواہی: حضور نبی کریم ﷺ نے ان دنوں کو سب سے اعلیٰ و افضل، سال کے تمام دنوں میں سب سے بہتر اور عظیم قرار دیا ہے۔ پیغمبر اعظم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے»)) أَفْضَلُ أَيَّامِ الدُّنْيَا الْعَشْرُ - يَعْنِي: عَشْرَ ذِي الْحِجَّةِ. ((قِيلَ: وَلاَ

---

(6) دیکھئے: تفسیر طبری: ۱۱/۵۳۱، ابن کثیر: ۱۴/۳۳۸) 'لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف لابن رجب: ص260)

(7) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۱۴/۴۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِثْلُهُنَّ فِي سَبِيلِ اللهِ؟قَالَ)) :وَلاَ مِثْلُهُنَّ فِي سَبِيلِ اللهِ،إِلاَّ رَجُلٌ عَفَّرَ وَجْهَهُ بِالتُّرَابِ(((ترجمہ:"دنیا کے افضل ترین دن ایام العشر (یعنی ذوالحجہ کے دس دن) ہیں۔ دریافت کیا گیا کہ کیا جہاد فی سبیل اللہ کے ایام بھی ان کی مثل نہیں؟ فرمایا:"جہاد فی سبیل اللہ میں بھی ان کی مثل نہیں سوائے اس شخص کے جس کا چہرہ مٹی میں لتھڑ جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے")[8]

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وارد ہے 'فرمایا: أفضل أيام الدنيا أيام العشر[9] (دنیا کے دنوں میں سب سے افضل دن ایام عشر (عشرۂ ذی الحجہ) ہیں

(6) انہی دس دنوں کو نبی کریم ﷺ نے جہاد سے بھی افضل قرار دیا ہے' الا یہ کہ کوئی بندہ اپنی جان مال میں سے کچھ بھی واپس لے کر نہ آیا ہو' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ما العمل فی أيام العشر أفضل منها في هذه قالوا: ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: ولا الجهاد إلا رجل خرج يخاطر بنفسه وماله فلم يرجع بشيئ")[10] (ترجمہ: ذوالحجہ کے دس دنوں سے افضل کوئی عمل نہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے

---

(8) صحیح الجامع رقم:(۱۱۳۳)

(9) صحیح الجامع (۱۱۳۳) الأمالی از الشجری (۱۶۸۷)

(10) بخاری: رقم (۹۶۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: جہاد بھی نہیں مگر وہ شخص جو اس حال میں نکلا کہ اس نے اپنی جان اور مال کو خطرے میں ڈالا پھر کچھ بھی ساتھ لے کر نہ پلٹا۔

(۷) انہی دس دنوں میں یومِ عرفہ بھی ہے' جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ) ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ جس قدر عرفہ کے دن لوگوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہے اس سے زیادہ کسی اور دن آزاد نہیں کرتا۔''[11]

امام قرطبی فرماتے ہیں: (ما رؤي الشيطان يوماً هو فيه أصغر ولا أحقر ولا أدحر ولا أغيظ منه في يوم عرفة، وما ذاك إلا لما رأى من تنزل الرحمة وتجاوز الله عن الذنوب العظام)[12] ''شیطان یومِ عرفہ کے علاوہ کسی اور دن میں اپنے آپ کو اتنا چھوٹا' حقیر' ذلیل اور غضبناک محسوس نہیں کرتا جتنا اس دن کرتا ہے۔ یہ محض اس لیے ہے کہ اس دن میں وہ اللہ کی رحمت کے نزول اور انسانوں کے گناہوں سے صرفِ نظر کا مشاہدہ کرتا ہے۔ البتہ بدر کے دن شیطان نے اس سے بھی بڑی شے دیکھی تھی''۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! یومِ بدر اس نے کیا دیکھا؟ فرمایا: ''جبرئیل کو جو فرشتوں کی صفیں ترتیب دے رہے تھے''۔[13]

---

(11) مسلم: رقم (۱۳۴۸)

(12) تفسير القرطبي 419/2

(13) مالک' عبد الرزاق۔ یہ روایت مرسل صحیح ہے)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(8)انہی دس دنوں میں ایک دن (یوم النحر) بھی کہلاتا ہے،جس کے بارے میں نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اَعْظَمَ الْاَیَّامِ عِنْدَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ یَوْمُ النَّحْرِ ثُمَّ یَوْمُ الْقَرِّ))(ترجمہ:''اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سب سے عظمت والا دن یومِ نحر (دس ذی الحجہ) ہے،پھر یوم القر (یعنی اس سے اگلا گیارہ ذی الحجہ کا دن) ہے۔'')[14]

ایک وضاحت:

''القر'' قرار (ٹھہرنے،رکنے اور جم جانے) سے ہے۔یہ ۱۱ویں ذی الحجہ ہے،کیوں کہ اس میں لوگ منیٰ میں قیام کرتے ہیں۔اس وجہ سے اسے ''یوم القر'' کہتے ہیں[15]

(9)انہی دس دنوں میں امہات العبادات (نماز،روزہ،حج،عمرہ وغیرہ) مجتمع ہوتی ہیں:

حافظ ابن حجر۔رحمہ اللہ۔فرماتے ہیں:،،ظاہری طور پر عشرئہ ذی الحجہ کے امتیاز کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بڑی بڑی عبادتیں جمع ہو جاتی ہیں،یعنی نماز،روزہ،صدقہ اور حج۔ان کے علاوہ دیگر ایام میں ایسا نہیں ہوتا۔[16]،،

ان دس دنوں میں انجام دیئے جانے والے اہم اعمال وامور

---

(14) صحیح ابوداؤد رقم (۱۷۶۵)، صحیح الجامع رقم (۱۰۶۴)، تخریج زاد المعاد:۲/۲۴۱ (تحقیق شعیب ارناؤط)

(15) دیکھئے: صحیح الجامع ۱/۲۴۲

(16) فتح الباری 2/534

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(ا) ذکر و اذکار، تسبیح و تہلیل، تمجید و تقدیس: جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ما من أيام ،العمل الصالح فيهن أحب الى الله ،من هذه الأيام العشرة، قالوا: يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل الله؟ قال: ولا الجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله فلم يرجع من ذلك بشيء[17] (ترجمہ: "ان دس دنوں کے اعمال صالحہ جتنے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اتنے اور دِنوں کے نہیں یعنی ان دنوں کے اعمال نماز روزہ، تسبیح، تہلیل، تکبیر اور صدقہ خیرات وغیرہ اللہ عزوجل کو بہت ہی محبوب ہیں لہٰذا ان دنوں میں بندگی وعبادت میں زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ جہاد بھی ان دنوں کے اعمال صالحہ کے برابر نہیں ہوتا؟ فرمایا: جہاد بھی برابر نہیں ہو سکتا۔ ہاں وہ مجاہد جو جان مال لے کر جہاد کے لئے نکلے اور پھر کوئی چیز واپس نہ لائے یعنی خود بھی شہید ہو جائے اور مال بھی خرچ ہو جائے۔ ایسا جہاد ان دِنوں کے اعمال صالحہ کے برابر ہو سکتا ہے"

اللہ اکبر! اس حدیث مبارک پر غور و تامل کیجئے' ذرا تفکر و تدبر سے کام لیجئے کہ اس عشرہ کی کتنی بزرگی اور عظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بندہ کی ایک ایک نیکی کو اتنا محبوب رکھتا ہے کہ ایک ایک نیکی پر اس کو دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ ہزاروں گا تک ثواب دیتا ہے۔ اس عشرہ کی نیکی کو بہت محبوب رکھتا ہے۔ یہ بحرِ رحمت کی جیموہیں جو عاجز بندہ کو اسکے بحرِ رحمت حظ وافر لینے کے لئے پکار رہی ہیں۔ کاش کہ انسان ایسے وقتوں کی قدر

(17) بخاری رقم (۹٦۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے اور کمر بستہ ہو کر کچھ کما لے۔ خوش قسمت ہی وہ لوگ جو ایسے وقتوں میں بحرِ رحمت میں غوطہ لگاتے ہیں۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (ترجمہ: عشر ذی الحجہ میں کیا جانے والا عمل سے زیادہ پاکیزہ، عظمت والا، اور باعتبار اجر سب سے عظیم کوئی بھی عمل نہیں ہے، کہا گیا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، الا یہ کہ ایک آدمی اپنی جان و مال لے کر نکلا اور کچھ بھی لے کر واپس نہ ہو)[18]

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:،، **ما من أيام أعظم عند الله سبحانه ولا أحب إليه العمل فيهن من هذه الأيام العشر فأكثروا فيهن من التهليل والتكبير والتحميد** ،،[19] (ترجمہ: ان ایام میں کیا جانے والا اللہ کے نزدیک عمل سب سے زیادہ عظیم، سب سے زیادہ محبوب عمل ہے، لہذا ان میں بہ کثرت تہلیل، تکبیر، اور تحمید کرو)

---

(18) (رواه الدارمي 1/357 وإسناده حسن كما في الإرواء 3/398 شرح مشكل الآثار رقم:۲۹۷۰, صحيح الجامع:(۱۱۴۸)

(19) مسند أحمد (5446)، دارقطني في ((العلل)) (12/376) واللفظ لهما، والطحاوي في ((شرح مشكل الآثار)) (2971) باختلاف يسير) شیخ احمد شاکر نے (مسند احمد ۷/۲۲۴) کی تخریج کرتے ہوئے اس کی سند صحیح قرار دیا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عشرہ ذی الحجہ سے بڑھ کر اللہ سبحانہٗ کے نزدیک اور کوئی دن نہیں ہیں اور ان دنوں کے اعمال جیسے اللہ کو پیارے ہیں اور کوئی عمل نہیں۔ لہٰذا ان دِنوں میں لا إله إلا الله، الله أكبر اور الحمدلله کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

(۲) نماز: نماز دین کا ستون 'مؤمنوں کی معراج' ایمان کی نشانی 'میزانِ عمل' قربِ الٰہی کا ذریعہ 'ہر عمل (توحید کے بعد) نماز کے تابع' جنت میں داخلہ کا عظیم سبب 'گناہوں کے دھلنے دھلانے کا سبب' دنیا و آخرت کی ساری بھلائیوں کے سمیٹنے کا ذریعہ ہے' اس عشرہ میں بھی خصوصی طور پر نماز کی ادائیگی کا اہتمام ہونا چاہیے 'ترکِ نماز تو ویسے بھی عظیم گناہ ہے' اور اس عشرہ میں تو اس کے ترک کی شناعت و قباحت فزوں تر ہو جاتی ہے، چنانچہ علامہ رحیبانی رقم طراز ہیں: (افضل مکان جیسے مکہ، مدینہ، بیت المقدس، اور عام مساجد میں نیکی اور بدی دونوں دوگنا ہوتی ہیں، اسی طرح فضیلت والے اوقات میں بھی، جیسے: جمعہ کے دن، حرمت والے مہینے، اور رمضان، ہاں نیکی کے دوگنا ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے، البتہ گناہ کے دوگنا ہونے میں اختلاف ہے، حضرات: ابن عباس و ابن مسعود۔ رضی اللہ عنہم۔ جیسے لوگ دوگناہ ہونے کے قائل ہیں، بعض محققین نے حضرات ابن عباس و ابن مسعود کے بات کو کیفیت پر محمول فرمایا ہے، نہ کہ کمیت پر)[20]

---

(20) مطالب اولی النہی: ۲/ ۳۸۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن مفلح اپنی مایۂ ناز کتاب الآداب الشرعیہ میں فرماتے ہیں: (زِيَادَةُ الْوِزْرِ كَزِيَادَةِ الْأَجْرِ فِي الْأَزْمِنَةِ وَالْأَمْكِنَةِ الْمُعَظَّمَةِ)[21] (ترجمہ: عظمت والے مقامات و اوقات میں جس طرح اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے، گناہ بھی فزوں تر ہوتے ہیں)، لہذا اس عشرہ میں نماز ترک کرنے کو عام ترک کی طرح سمجھا جانا چاہیئے اور نہ ہی عام معصیتوں کو ہی عام گناہوں کی طرح جاننا چاہیئے۔

(۳) صیام: شریعتِ اسلامیہ میں عمومی طور پر روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے' چنانچہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ،،(من صام يومًا في سبيل الله ، باعَد الله وجهَه عن النار سبعين خريفًا)[22] (ترجمہ: جس نے اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھا' اللہ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت تک دور کر دیتا ہے، اور خصوصی طور پر عشرۂ ذی الحجہ کے نو دن کی فضیلت اور اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے' جیسا کہ آپ ﷺ کی بعض ازواجِ مطہرات سے مروی ہے کہ: (كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم تسع ذي الحجة ، ويوم عاشوراء ، وثلاثة أيام من كل شهر)[23] (ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے نو روزے' عاشوراء کے دن کا روزہ' ہر مہینہ کے تین روزے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

---

(21) الآداب الشرعیۃ: ۴۳۱/۳۔

(22) بخاری رقم (۲۸۴۰)، مسلم رقم (۱۱۵۳)

(23) ابو داؤد رقم (۲۴۳۷' نسائی رقم: (۲۳۷۲)، مسند احمد (۲۶۴۶۸)، و (۲۲۳۳۴) وصححہ الألبانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴)یومِ عرفہ کا روزہ: یومِ عرفہ کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے' کیوں کہ اس دن رب کریم اپنے بندوں پر خصوصی نوازشات فرماتا ہے' جہنم سے گردنیں آزاد کرتا ہے' عام بخشش کا اعلان کیا جاتا ہے' نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ‹‹ ((مَامِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ ، مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ. وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلائِكَةَ. فَيَقُولُ : مَا أَرَادَ هَؤُلاءِ؟ ››[24] (ترجمہ: یومِ عرفہ کو اللہ تعالی سب سے زیادہ جہنم سے گردنیں آزاد فرماتا ہے' اور اس دن وہ بندوں سے قریب ہوتا ہے' پھر فرشتوں کے سامنے فخر ومباہاۃ فرماتے ہوئے عرض کرتا ہے: ان لوگوں کو کیا چاہیے؟ (اللہ اکبر! غور فرمائیں کس قدر سخاوت کا دریا رواں ہوتا ہے' ان کو کیا چاہیے؟ اندازہ کیجئے ایک بندۂ مسلم کو کیا چاہیے؟ مغفرت! گناہوں سے بخشش! جہنم سے گلوخلاصی! رب کی مرضیات' جنت میں داخلہ اور اس کی لذتِ آشنائی وغیرہ وغیرہ

جہاں تک بات رہی روزہ کی' تو اس کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ 'نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ‹‹ ((سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟ فَقَالَ : يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالبَاقِيَةَ ››[25] (ترجمہ: آپ ﷺ سے عرفہ کے روزے سے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہ معاف فرمادیتا ہے

---

(24) مسلم رقم (۱۳۴۸)

(25) مسلم رقم (۱۱۶۲) من حدیث أبی قتادہ۔ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ مبارپوری۔ صاحبِ تحفۃ الأحوذی۔ فرماتے ہیں: امام نووی نے فرمایا کہ علماء کہتے ہیں: اس سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، اگر صغیرہ گناہ اس پاس نہیں ہوں گے تو گناہِ کبیرہ میں تخفیف کردی جائے گی، اور اگر گناہِ کبیرہ بھی نہ ہوں تو درجات بلند کئے جائیں گے "[26]

اسی لئے یہودیوں نے ایک دن جناب عمر۔رضی اللہ عنہ۔ سے فرمایا: امیر المؤمنین! قرآن میں ایک آیت ایسی ہے، جسے آپ لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں، اگر ہم یہودیوں کی جماعت میں ایسی آیت نازل ہوتی تو ہم اسے عید کا دن قرار دے لیتے، (یعنی ہم جشن مناتے) عمر نے فرمایا: وہ کونسی آیت ہے؟ یہودی نے کہا: (الیوم أکملت لکم دینکم و أتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الإسلام دینا) (المائدۃ:۳) حضرت عمر نے فرمایا: ہم اس دن کو بھی جانتے ہیں جس دن یہ آیت اتری (جمعہ کا دن تھا) جہاں اتری اس جگہ کو بھی جانتے ہیں (عرفہ میں آپ ﷺ کھڑے تھے) (اس کے باوجود ہم اس دن کوئی جشن نہیں مناتے)[27]

(۵) حج وعمرہ: گناہوں کی مغفرت معافی، رب کی رضامندی وخوشی، جہنم سے گلو خلاصی اور جنت میں مقام اور لذتِ آشنائی میں حج وعمرہ کا جو اہم رول ہے وہ جگ ظاہر ہے، سب جانتے ہیں، اور ہر فردِ مسلم اس کے لئے کوشاں رہتا ہے، بہت سارے دل اس کی زیارت و دید کے لئے تڑپتا رہتا ہے، اور اس کے جو فضائل و مناقب ہیں، وہ اپنی مثال آپ ہے، اور کتاب و

---

(26) دیکھئے تحفۃ الأحوذی: ۳/ ۴۵۳)

(27) دیکھئے بخاری رقم: (۴۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنت میں واضح و مبرہن ہیں' جو اسی عشرے میں ادا کئے جاتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (العُمْرَةُ إلَى العُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا ، وَالحَجُّ المَبْرُورُ ، لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إلاَّ الجَنَّةُ)[28] (ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک (گناہوں کے لئے) کفارہ ہے' اور مقبول حج کا ثواب جنت کے علاوہ کچھ بھی نہیں (یعنی جنت ہی ہے)

(٦) دعاؤں کا اہتمام: دعا کی بڑی اہمیت ہے' اس کا اپنا مقام ہے' اس کی ضرورت بھی ہے اور فردِ مومن کے لئے عظیم سلاح بھی' دعاؤں سے تو کبھی غافل ہی نہیں ہونا چاہئے' بلکہ اس کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے

(٧) قیام اللیل: قیام اللیل عظیم عبادت ہے' بزرگوں کی مبارک عادت رہی ہے' انبیاء۔ علیہم السلام۔ کی سنت رہی ہے' حقیقی اولیائے عظام کا وطیرہ رہا ہے' مومنوں کی شان ہے' بندگانِ نیک خو کی پہچان ہے' اس عشرہ میں بھی قیام اللیل کا اہتمام ہونا چاہئے' جناب سعید بن جبیر۔ رحمہ اللہ۔ فرمایا کرتے تھے:،، "لا تُطْفِئُوا سرجَكُم ليالي العشرِ"،، ترجمہ: عشرۂ ذی الحجہ کی راتوں میں اپنے چراغ گل مت کیا کرو (یعنی: راتوں میں جاگا کرو اور عبادت کرو)[29]۔

سبحان اللہ! یہ ہمارے اسلاف تھے جو مواسمِ خیرات تلاش کیا کرتے تھے

---

(28) بخاری رقم (١٧٧٣)، مسلم رقم (١٣٤٩)

(29) دیکھئے: لطائف المعارف فیما لمواسم العام من الوظائف) ص 585

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۸) صدقہ و خیرات: اس عشرہ میں ایک انتہائی مقدس عمل اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرنا بھی ہے، اسلام انسانیت کی فلاح وبہبود کا مذہب ہے اور اس میں صدقہ و خیرات اور زکاۃ و عطیات کے ذریعے غریبوں، ناداروں، بے بسوں، محتاجوں، لاچاروں، بے کسوں، اور ضرورت مندوں کی مدد کا باقاعدہ نظام وضع کیا گیا ہے۔ زکاۃ کے لئے ایک نصاب متعین کیا گیا ہے اور اس کی ایک باقاعدہ مدت ہے جبکہ صدقہ سال کے تمام دن کسی بھی مقدار میں کیا جاسکتا ہے۔

صدقہ فلاح انسانیت کا ایک ایسا عمل ہے جسے کسی بھی دن اور کسی بھی ساعت میں نکالا جاسکتا ہے لیکن عشرۂ ذی الحجہ میں صدقہ و خیرات کرنا ایک خاص اہمیت کا حامل ہے، اور اس لئے آج کے دن صدقے کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے، ایک بار سماحۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثیمین۔ رحمہ اللہ۔ سے پوچھا گیا کہ رمضان کے مہینے میں صدقہ و خیرات کرنا افضل ہے یا عشرہ ذی الحجہ میں؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ،،بلاشبہ عشرۂ ذی الحجہ میں صدقہ و خیرات اور نمازیں پڑھنا رمضان میں یہ عمل کرنے سے افضل ہے، آگے فرماتے ہیں، یقینا یہ بات عوام کے لئے عجیب ہوسکتی ہے، مگر اہل علم کے لئے نہیں تعجب خیز نہیں ہے، اس لئے میں علمائے کرام سے کہوں گا کہ وہ عوام کے سامنے اس بات کی وضاحت فرمائیں کہ عشر ذی الحجہ میں نیک اعمال رمضان میں نیک اعمال کرنے سے بہتر ہے،،[30]

---

[30] سنا جائے (https://www.youtube.com/watch?v=vEpUytvHx0c)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدقے اور خیرات کی اہمیت کے لئے واضح قرآنی آیات اور صحیح احادیث متواتر موجود ہیں جن سے صدقے کی اہمیت مسلمہ ہو جاتی ہے اور اسے دنیا اور آخرت دونوں میں نفع بخش قرار دیتی ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ) (ترجمہ: اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے وہ دن آنے سے قبل اللہ کے راستے میں خرچ کرلو جس دن میں نہ کوئی تجارت ہوگی، اور نہ ہی دوستی کام آئے گی، اور نہ سفارش، اور کافر ہی ظالم ہیں) (البقرۃ:254)

نیز اللہ تعالی نے فرمایا: (آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ) (الحدید:۷) اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ اور اس سے خرچ کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہیں (دوسروں) کا جانشین بنایا ہے، وہ لوگ جو تم میں سے خرچ کریں گے ان کے لئے بہت بڑا اجر وثواب ہے۔

نیز اگر ہم صحیح احادیث کا بنظرِ غائر مطالعہ کرتے ہیں تو رسولِ گرامی ﷺ نے صدقہ و خیرات پر خوب خوب ابھارا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: (مَن تَصدَّقَ بعَدلِ تَمرَةٍ مِن كَسبٍ طَيِّبٍ، ولا يَقبَلُ اللهُ إلَّا الطَّيِّبَ، وإنَّ اللهَ يَتقَبَّلُها بيمينِهِ، ثُمَّ يُربِّيها لِصاحِبِه، كما يُربِّي أحَدُكُم فَلُوَّهُ، حتَّى تكونَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِثْلَ الجَبَلِ)[31] (ترجمہ: جس نے پاکیزہ کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، اللہ تعالیٰ پاکیزہ کے علاوہ کچھ قبول نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے، پھر اسے خرچ کرنے والے کے لئے اس کی ایسے پرورش کرتا ہے جس طرح تم میں کوئی اپنے گھوڑے کے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے، حتی کہ وہ پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ورایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: (قالَ اللهُ عزَّ وجلَّ: أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْکَ. وقالَ: يَدُ اللهِ مَلْأَى، لا تَغِيضُها نَفَقَةٌ، سَحّاءُ اللَّيْلَ والنَّهارَ)[32] (ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اے ابنِ آدم خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا، اللہ کے ہاتھ بھرے ہوئے ہیں، رات دن خرچ کرنے سے بھی کمی نہیں ہوتی")۔

نیز حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ عید کے دن نبی کریم ﷺ عید گاہ کی جانب نکلے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا: (أَيُّها النَّاسُ، تَصَدَّقُوا)[33] (ترجمہ: لوگو! صدقہ کیا کرو)

مندرجہ بالا آیات و احادیث کے علاوہ بیشتر آیات و احادیث دواوینِ کتاب و سنت میں مل جائیں گی جو صدقہ و خیرات پر دلالت کرتی ہیں

(31) بخاری رقم: (۱۴۱۰)، مسلم رقم: (۱۰۱۴)

(32) بخاری رقم: (۴۶۸۴) مسلم رقم: (۹۹۳)

(33) بخاری رقم: (۱۴۶۲) مسلم رقم: (۸۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدقہ وخیرات کرنے کے فوائد وبرکات:

صدقہ و خیرات کرنے سے انسانی زندگی میں عجیب قسم کے انقلابات پیدا ہوتے ہیں، اس سے عمر میں اضافہ، مصیبتیں رفو چکر ہوتی ہیں، پریشانیاں دور ہوتی ہیں، مصیبتیں کوسوں میل دور بھاگتی ہیں، قلبِ مضطر کو فرحت وانبساط محسوس ہوتا ہے، دنیا و آخرت کی کامیابی کا سبب ہے، بلائیں ٹلتی ہیں، وبائیں ختم ہوتی ہیں، ربِ کریم کی رضا حاصل ہوتی ہے، دخولِ جنت کا سبب ہے، جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے، صدقہ و خیرات سے دلوں کو سکون ملتا ہے، ذہن و مزاج میں بالیدگی اور ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے، بندۂ مؤمن کو رب کی قربت حاصل ہوتی ہے، اور آخرت میں رب کی جنت ملتی ہے، علامہ ابن القیم فرماتے ہیں: (ترجمہ: ،، بلاؤں کے خاتمے کے لئے صدقہ میں عجیب تاثیر ہے، گو کہ فاجر، یا ظالم کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو، بلکہ اگر کافر کی طرف سے ہو (پھر بھی عجیب تاثیر ہے)، کیوں کہ اللہ تعالی صدقہ و خیرات کرنے سے قسم قسم کی بلاؤں کا ٹال دیتا ہے، اور یہ بات عوام و خواص سب کے یہاں معلوم و مشہور ہے، اور اہل زمین اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں، کیوں کہ انہوں نے اس بات کا تجربہ کیا ہوا ہے،،[34]

نیز فرماتے ہیں: ،، صدقہ و خیرات کے اس قدر فوائد و برکات ہیں، جنہیں اللہ تعالی کے علاوہ کوئی شمار نہیں کر سکتا ہے،،[35]

---

(34) دیکھئے: الوابل الصیب من الکلم الطیب ص ر ۳۱

(35) دیکھئے: عدۃ الصابرین وذخیرۃ الشاکرین ص ر ۲۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس لئے اس عشرہ میں صدقہ وخیرات کا خصوصی اہتمام ہونا چاہئے۔

(۹)صلہ رحمی :اس عشرہ میں انجام دئے جانے والے اعمال میں سے ایک عمل صلہ رحمی بھی ہے، اسلام جہاں معاشرے کو گناہوں سے بچانے کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا وسیع نظام دیتا ہے، وہاں خاندانوں اور ان کی عمدہ روایات کو تحفظ دینے کے لیے صلہ رحمی کے اُصول کو لازم قرار دیتا ہے۔ اسلامی نظام ہر فرد کو بنیادی ضروریات مہیا کرنے کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ اس کے بعد رشتہ داروں اور تمام لوگوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ صلہ رحمی اور اسلامی اخوت کے جذبے سے محروم طبقے کا دست و بازو بنیں۔ اس طرح ایک صحت مند اور مثبت معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر محروم طبقوں کو کسی طرف سے جذبہ خیر سگالی یا تعاون کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو وہ پس کر رہ جاتے ہیں اور جرائم و کرائم کی دنیا میں قدم رکھ کر معاشرے سے انتقام لیتے ہیں یا پھر مایوسی کا شکار ہو کر خودکشی کی حرام موت مرتے ہیں، والعیاذ باللہ۔

صحت مند تعمیری معاشرتی سرگرمیوں کے لیے صرف مادی وسائل کا ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ایک انسان خوشی اور غمی کے مواقع کو بانٹنا چاہتا ہے۔ خوشی کے موقع پر رشتہ داروں اور دوست احباب کی شمولیت خوشی کو دوبالا کر دیتی ہے اور مصیبت و پریشانی کے وقت انہی لوگوں کا ساتھ غم کے زخم مندمل کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اسلام نے اس فطری تقاضے کے پیش نظر صلہ رحمی کو دین کا حصہ اور قطع رحمی کرنے والے کی مذمت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ہے۔اس لیے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ صلہ رحمی کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرے۔

احادیث نبویہ کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو صلہ رحمی کی فضیلت و اہمیت اور اس کے مقام و مرتبہ پر ڈھیر ساری احادیث مل جائیں گی،بلکہ احادیث کا خزانہ مل جائے گا،آپ ﷺ نے فرمایا:(من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليصل رحمه)[36](ترجمہ:جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتاہے،اسے صلہ رحمی کرنی چاہیئے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحمی ایمان کی پختہ دلیل ہے،اہل ایمان کبھی بھی قطع رحمی نہیں کرتے۔

صلہ رحمی سے عمر اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے،جیسا کہ حضرت انس بن مالک ۔رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں،کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(من أحب أن يبسط له في رزقه وينسأله في أثره فليصل رحمه)[37](ترجمہ:جسے یہ بات پسند ہے کہ اس کا رزق فراخ اور عمر دراز ہو تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیئے)

---

(36) بخاری رقم:(۲۱۳۸) من حدیث ابی ہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔

(37) بخاری رقم:(۲۰۶۷) مسلم رقم:(۲۵۵۷) من حدیث انس بن مالک۔رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضاحت: عمر میں اضافہ سے مراد یا تو عمر میں برکت ہے یا اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کرنے والے کی عمر میں حقیقی طور پر اضافہ فرما دیتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عمر کی دو قسمیں ہیں: (۱) عمر مطلق، جسے صرف اللہ جانتا ہے، اور (۲) عمر مقید، جس سے مذکور حدیث کی مراد واضح ہو جاتی ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے فرشتے کو حکم دے رکھا ہے کہ اس کی ایک عمر لکھ دی جائے؛ اور فرمایا: اگر اس نے صلہ رحمی کی تو اس قدر اس کی عمر بڑھا دی جائے گی، البتہ فرشتہ کو اس بات کا قطعی علم نہیں ہوتا کہ عمر میں اضافہ ہوا یا نہیں، ہاں اللہ تعالی یہ ضرور جانتا ہے کہ کس چیز پر معاملہ ٹھہرا ہے اور جب فرشتہ آ جاتا ہے تو آگے پیچھے نہیں ہوتا"[38]

اگر کوئی شخص اللہ کی قربت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے، نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: (إن الله خلق الخلق حتى إذا فرغ من خلقه قالت الرحم هذا مقام العائذ بک من القطيعة قال: نعم أما ترضين أن أصل من وصلک وأقطع من قطعک قالت: بلى يا ربّ قال فهو لک)[39] (ترجمہ: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کی تخلیق سے فارغ ہوئے تو رحم نے کہا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ مانگنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں کیا تو اس بات

(38) مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۸/۵۱۷، نیز دیکھئے: صحیح الأدب المفرد: ۱/۲۴، شیخ البانی نے انتہائی عظیم بات کہی ہے

(39) بخاری رقم: (۵۹۸۷) مسلم: (۲۵۵۴) من حدیث ابی ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے گا، اسے میں جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا، اسے میں توڑوں گا۔ کہا: کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اب ایسے ہی ہو گا)

اسی پر بس نہیں، بلکہ صلہ رحمی ان عظیم اسباب میں سے ایک سبب ہے، جن کی بنیاد پر بندۂ مؤمن جنت کا مستحق قرار پائے گا، جیسا کہ حضرت ابو ایوب انصاری کی حدیث سے مترشح ہے، فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبیٔ کریم ﷺ سے سوال کیا کہ ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت میں لے جائے، تو نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: (تعبداللہ لا تشرک به شیئًا وتقیم الصلاة وتؤتي الزكاة وتصل الرحم)[40](ترجمہ: اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور صلہ رحمی کرو۔)

صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کرنے والوں کی تعریف کرتے اور اسے اپنے حکم کی بجا آوری گردانتے ہیں: (وَٱلَّذِينَ يَصِلُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَيَخَافُونَ سُوٓءَ ٱلۡحِسَابِ) (سورۃ الرعد:۲۱)(ترجمہ: اور وہ لوگ ہیں کہ جنہیں ملانے کا اللہ نے حکم دیا، اُنہیں ملاتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بُرے حساب سے ڈرتے ہیں)

رشتہ داروں کے مابین محبت پھیلنے کا ذریعہ ہے۔ صلہ رحمی کے ذریعے رشتہ داروں میں محبت بڑھتی ہے۔ اسکے ذریعے ان کی زندگی خوشگوار گزرتی ہے۔

---

(40) بخاری رقم:(۱۳۹۶)، مسلم رقم:(۱۳)، صحیح الأدب المفرد رقم:(۳۵)، مسند احمد رقم:(۲۳۵۸۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلہ رحمی عظمت اور احترام حاصل ہونے کا ذریعہ ہے: جب انسان رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے، ان کی عزت و احترام کا خیال رکھتا ہے تو جواب کے طور پر وہ بھی عزت کرتے ہیں اور معاملاتِ زندگی میں اس کے معاون بن جاتے ہیں۔

صلہ رحمی کس طرح ہوسکتی ہے؟

آج کی اس بھاگتی دوڑتی دنیا میں صلہ رحمی ہی کیا سارے رشتوں میں کچھ دوریاں محسوس ہوتی ہیں، اس لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ صلہ رحمی کس طرح ہوسکتی ہے؟

(۱) گاہے بگاہے رشتہ داروں سے ملاقات کی جائے۔

(۲) اگر فاصلہ زیادہ اور وقت کا مسئلہ ہو تو اس کے لیے مواقع خاص کئے جاسکتے ہیں مثلاً ہر سال عید کسی ایک جگہ یا مرکزی گھر میں اکٹھے منائی جائے۔ ان کے گھروں میں آیا جایا جائے۔ ان سے حال احوال پوچھتے رہیں۔

(۳) اب تو ٹیلی فون کی سہولت ہر جگہ میسر ہے، اس کے ذریعے رابطے کیا جاسکتا ہے

(۴) خاندان کے بڑوں کی عزت و توقیر کی جائے۔ چھوٹی موٹی باتوں کو خواہ مخواہ ایشو یا اپنی اَنا کا مسئلہ نہ بنالیا جائے۔ چھوٹوں پر شفقت کی جائے۔ خاندان کے غریب افراد پر صدقہ کیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) روپے پیسے کے علاوہ پُر خلوص مشورے اور بہتر معاملات کی طرف رہنمائی کے ذریعے بھی ان کی معاونت ہو سکتی ہے۔ اُمرا کے ساتھ نرمی اور احترام کا معاملہ کیا جائے۔ اگر کوئی رشتہ دار گھر میں ملنے کے لیے آجائے تو اس کا پر تپاک استقبال کیا جائے۔ جس حد تک ممکن ہو، ان کی خدمت کر کے خوشی محسوس کی جائے۔ خوشی اور غمی کے مواقع پر ان کے ساتھ شامل ہوا جائے، اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی خوشی غمی کی محفلوں کو فرسودہ روایات سے پاک کر دیں۔ تصنع اور نمود و نمائش کی بجائے سادگی سے کام لیا جائے تاکہ ایک دوسرے کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے کوئی بوجھ محسوس نہ ہو۔ اگر ہمارے شادی کے پروگرام ہفتہ بھر جاری رہیں اور فوتگی کے موقع پر لمبے چوڑے رسوم و رواج چلتے رہیں تو لوگوں کے لیے ان میں شمولیت مشکل ہو جاتی ہے۔

(۵) تحفے ہدیے کا تبادلہ ہونا چاہئے: باہمی محبت میں تحائف بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے: (تحادّوا تحابّوا)[41] "ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو، اس سے محبت پھیلتی ہے۔" تحفہ خواہ کیسا ہی ہو، خوش دلی سے قبول کرنا چاہئے۔ تحفے ہدیے دیتے ہوئے نمود و نمائش سے قطعی احتراز برتا جانا چاہئے؛ تاکہ محبت بڑھانے کا یہ ذریعہ بوجھ نہ بن جائے۔

---

(41) الآدب المفرد رقم(۵۹۴)، مسند ابو یعلی رقم:(۶۱۴۸)، بیہقی رقم:(۱۲۲۹۷) صحیح الآدب المفرد رقم:(۵۹۴)، التلخیص الجبیر ۳/۱۰۴۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(٦) بیماروں کی عیادت کی جائے، خاص کر اس عشرے میں اس امر کی اہمیت بڑھ جاتی ہے، ایک مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کی عیادت کرنا تو اسلام کا حق ہے؛ مگر اس سے آگے بڑھ کر انسانیت کی بنیاد پر بلا تفریق مذہب وملت غیر مسلم برادران وطن کی مزاج پرسی بھی اجر و ثواب سے خالی نہیں، اگر اس میں تبلیغ اسلام کی نیت کرلی جائے تو پھر نور علی نور، اور ایک مسلمان بھائی کی عیادت تو ایک دوسرے مسلمان پر حق ہے، واجب ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (حَقُّ المُسْلِمِ علی المُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلامِ، وعِيادَةُ المَرِيضِ، واتِّباعُ الجَنائِزِ، وإجابَةُ الدَّعْوَةِ، وتَشْمِيتُ العاطِسِ)[42] (ترجمہ: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، بیمار پرسی کرنا، جنازہ میں شرکت کرنا، دعوت قبول کرنا، اور چھینکنے پر جواب دینا) روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایک غیر مسلم یہودی لڑکے کی خبر گیری اور عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کو اسلام کی دعوت دی، اور وہ لڑکا آپ ﷺ کی خوش خلقی سے متاثر ہو کر آپ کی بے لوث دعوت کے نتیجے میں مسلمان ہو گیا[43]

اسی طرح نبی اکرم ﷺ اپنے چچا ابو طالب کی بیمار پرسی اور دعوت ایمان کے لیے بھی تشریف لے جاتے تھے، مگر وہ بری صحبت کا شکار ہو گئے اور مشرف بہ اسلام نہ ہو سکے[44]

---

(42) بخاری رقم: (١٢٤٠)، مسلم رقم: (٢١٦٢) من حدیث ابی ہریرہ

(43) پورے واقعے کے لئے دیکھئے: بخاری رقم: (١٣٥٦)

(44) پورے واقعہ کے لئے ملاحظہ کیجئے: بخاری رقم: (٤٧٧٢)، مسلم رقم: (٢٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷)سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہر وقت رشتہ داروں کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ بھلائی کا حکم دیا جائے اور بُرائی سے روکا جائے۔ خاندان میں رائج غیر شرعی کاموں کی اصلاح کی جائے۔ ایک سنجیدہ اور باوقار انسان اگر خاندان کے معاملات میں دلچسپی لے تو اسے تبلیغ دین کے لیے بہترین پلیٹ فارم مل سکتا ہے۔

صلہ رحمی کے وقت قطعی رحمی کی سزاؤں پر بھی ایک نظر ڈالنی چاہئے، کیوں کہ اللہ تعالی نے انتہائی غلیظ سزاؤں کا اعلان فرمایا ہے، بلکہ اتنی شدید سزائیں سنائی ہیں کہ دوسری کسی معصیت پر اتنی سخت سزائیں نہیں سنائی گئیں ہیں، ذرا سنجیدگی سے ان امور پر غور فرمائیں

(۱) قطع رحمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور لعنت کا سبب بنتی ہے، فرمان باری ہے:(فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ)(سورۃ محمد:۲۳)(ترجمہ آیت:اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو زمین میں فساد برپا کردو، اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی)

(۲) قطع رحمی کرنے والے فاسق ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:(وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾ الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ)(سورۃ البقرۃ:۲۷)(ترجمہ آیت:اور جو لوگ اللہ تعالی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مضبوط عہد کو توڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالی نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے' انہیں کاٹتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں)

(۳) قطع رحمی کرنے والے کو آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی سزا ملتی ہے، نبیؐ اکرم ﷺ کا یہ فرمان ملاحظہ فرمائیں (ما من ذنب أجدر أن يعجل الله لصاحبه العقوبة في الدنيا مع ما يدخر له في الاخرة مثل البغي وقطيعة الرحم)[45] (بغاوت اور قطع رحمی کے علاوہ کسی اور کو اللہ تعالیٰ سزا دینے میں جلدی نہیں کرتے۔ ان دونوں عملوں کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ دنیا میں فوراً سزا دیتے ہیں اور آخرت میں بھی اُنہیں سزا ملے گی)

(۴) قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا:

حضرت ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: (إن أعمال بني آدم تعرض على الله تبارك وتعالىٰ عشية كل خميس ليلة الجمعة فلا يقبل عمل قاطع رحم)[46] (ترجمۂ حدیث: بنی آدم کے اعمال جمعرات کی شام اور جمعہ کی رات کو اللہ تعالیٰ کے پاس پیش کئے جاتے ہیں تو آپ قطع رحمی کرنے والے کے عمل کو قبول نہیں کرتے)

---

(45) ابو داؤد رقم: (۴۹۰۲) ترمذی رقم: (۲۵۱۱) ابن ماجہ رقم: (۴۲۱۱)، مسند احمد رقم: (۲۰۳۷۴) صحیح الادب المفرد رقم: (۲۳)

(46) صحیح الترغیب رقم: (۲۵۳۸)، مسند احمد رقم: (۱۰۲۷۲) (تحقیق ارناؤط، وحسّنہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) قطع رحمی کرنے والا اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے، جیسا کہ اماں عائشہ۔رضی اللہ عنہا۔سے مروی ہے، آں رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الرحم معلقة بالعرش تقول: من وصلني وصله الله ومن قطعني قطعه الله)[47]

(ترجمۂ حدیث: صلہ رحمی اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے اور کہتی ہے۔ جس نے مجھے ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں سے کاٹ دے گا)

(۵) جنت سے محرومی: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لا يدخل الجنة قاطع)[48] (ترجمۂ حدیث: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا)

صلہ رحمی کے لیے معاون امور

اس وقت جبکہ صلہ رحمی کے عنوان سے کچھ تفصیلی گفتگو ہو گئی ہے، اور یہ مجھے معلوم ہے کہ یہاں اس کا موقع محل نہیں تھا کہ اس تفصیل کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا جاتا، مگر افسوس کا مقام یہ ہے کہ اس وقت جبکہ پوری دنیا ایک گاؤں میں نہیں بلکہ مٹھی میں

(47) مسلم رقم: (۲۵۵۵)

(48) بخاری رقم: (۵۹۸۴) من حدیث جبیر بن مطعم۔رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمٹ کر آگئی ہے،لوگ سوشل میڈیا سے ایسے چپکے رہتے ہیں کہ انہیں اپنے رشتہ داروں کے متعلق کچھ خبر ہی نہیں رہتی ہے،اور اگر رہتی ہے تو بسا اوقات ان ذرائع ابلاغ نے دشمنیاں در دشمنیاں پیدا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے،یا ان ذرائع کی وجہ سے دوریاں بڑھ رہی ہیں،فاصلے سمٹنے کی بجائے زیادہ ہو رہے ہیں،قربتیں ختم ہو رہی ہیں،والعیاذ باللہ،اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صلہ رحمی کے کچھ معاون امور کا تذکرہ کر دیا جائے

(۱)سب سے پہلے ہمیں صلہ رحمی کے لیے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر کوئی کام کرنا ممکن نہیں ہے۔

(۲)ہمیں صلہ رحمی کے فوائد اور قطع رحمی کے نقصانات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ قرآن و حدیث میں موجود ترغیب اور ترہیب کی باتیں پڑھنے سے ایک مسلمان شعوری طور پر صلہ رحمی کرنے کی کوشش کرے گا۔ قطع رحمی کی عقوبتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ حتیٰ الوسع اس سے بچنے کی کوشش کرے گا۔

رشتہ داروں کی طرف سے اگر کوئی ناپسندیدہ بات سامنے آئے تو اس کی اچھی تاویل کی کوشش کرنی (۳) چاہیے اور اگر وہ معذرت کریں تو اسے قبول کرنا چاہیے۔ انتقامی جذبے سے گریز کرنا چاہیے

(۴)جہاں تک ہوسکے،بُرائی کا بدلہ احسان سے دینا چاہیے۔ البتہ کسی کی تربیت کے لیے اور غیر شرعی کاموں پر تنبیہ کے ساتھ ناراضگی کا اظہار بھی ہونا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵)صلہ رحمی کے لئے سوشل میڈیا(واٹس ایپ، فیس بک،ٹویٹر،ٹیلی گرام)وغیرہ میں خاندانی گروپ بناکر بھی اس رشتے کو خوب سے خوب بہتر بنایا جاسکتا ہے

(۱۰)والدین کی برماں برداری کرنا:اس عشرہ کا ایک انتہائی مقدس کام ماں باپ کی فرماں برداری بھی ہے، دنیا کے رشتوں میں سب سے اہم رشتہ والدین کا ہے بلکہ اس کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم وہدایت میں جزو ایمان کا درجہ دیا ہے اللہ پاک کی طرف اتارے گئے صحیفہ ہدایت میں اللہ تعالی کی عبادت کے ساتھ ساتھ ان کی عظمت اور شکر گزاری پر بھی زور دیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو اپنے اعمال میں اللہ کی عبادت کے علاوہ ماں باپ کی راحت رسانی کا درجہ ہے

جیسا کہ ارشاد ہے(وقضى ربک إلا تعبدو إلا إياه و بالوالدين إحسانا) (بنی اسرائیل 23)(ترجمہ:تمہارے رب کا حکم ہے صرف اسی کی عبادت کرو اور اپنے والدین کی خدمت اور اچھا برتاو کرو)

ایک حدیث میں ارشاد ہے(رِضى اللهِ في رِضى الوالِدَينِ، وسَخَطُ اللهِ في سَخَطِ الوالدينِ)[49](ترجمہ:والد کی رضامندی میں اللہ کی رضامندی ہے)

---

(49) ترمذی رقم:(۱۸۹۹)ابن حبان رقم:(۴۲۹) بیہقی رقم:(۷۸۳۰)وہو حدیث صحیح من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص۔رضی اللہ عنہما۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حضرات گرامی! جو اپنے مالک و مولا کو راضی رکھنا چاہتا ہے وہ اپنے والدین کو راضی رکھے اللہ کی رضا حاصل کرنے کی اولین شرط والدین کی رضا جوئی ہے جو کوئی اپنے والد کو ناراض کرے کا وہ اپنے آپ کو رضا الٰہی سے محروم کرلے گا، کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے ماں باپ کو اس مبارک عشرہ میں بھی راضی نہیں کرپاتے، کبھی حضرت اسماعیل۔علیہ السلام۔کی زندگی اور ان کی تابعداری کے نمونے بھی ملاحظہ کرلئے جائیں تو کافی حد تک اس نافرمانی سے بھی محفوظ رہا جاسکتا ہے، کبھی غور کیا کہ والدین کی فرمابرداری کی برکات اللہ دنیامیں بھی اتارتا ہے

والدین کی جو تکلیفیں، محنتیں اور مشقتیں جو وہ اپنی اولاد کی پرورش میں برداشت کرتے ہیں وہ اب معلوم بھی ہیں معروف بھی ہیں، اس کے باوجود جو کوئی والدین کی خدمت نہیں کرتا ان کو تکلیف دیتا ہے وہ شقی شخص ایمان کی حقیقی دولت سے محروم ہے؛ کون نہیں جانتا کہ ماں نو ماہ تک بچے کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے، ساری تکلیفیں برداشت کرتی ہے، نو ماہ تک مسلسل اٹھائے رکھتی ہے؛ پیدائش کے وقت دردِ زہ برداشت کرتی ہے، موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہو کر بچے کو جنم دیتی ہے، ایک بار ایک صحابی حضور نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنی ماں کو اپنے کاندھوں پر بٹھا کر حج کروایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، کیا میں نے ماں کا حق ادا کر دیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، تُونے ابھی اپنی ماں کی ایک رات کے دودھ کا حق بھی ادا نہیں کیا[50]

اللہ تعالی کی شکر گزاری تو لازم ہے کیونکہ اس نے سب کو وجود بخشا ہے لیکن اللہ نے اپنے بعد والدین کی عظمت کو اجاگر کیا ہے کیونکہ انسان کو وجود بخشنے والے ان کے ماں باپ ہی ہیں اور والدین کو اولاد کی پرورش کا زریعہ بنایا ہے والدین کو بہت دکھ اٹھانے پڑتے ہیں

اسی لیے فرمایا(ان اشکرلی ولوالدیک)(ترجمۂ آیت: تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر)

تفسیر ابن کثیر میں ہے ایک شخص اپنی والدہ کو اٹھائے طواف کر رہا تھا اس نے رسول پاک سے پوچھا میں نے اس طرح خدمت کر کے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا آپ نے فرمایا ایک سانس کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔

حضرت ابو ہریرہ ایک گھر میں رہتے تھے ان کی والدہ دوسرے گھر میں جب وہ کہیں جاتے تھے تو اپنی والدہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے تھے السلام علیکم یا امتاہ

---

(50) تفسیر ابن کثیر ۵/۶۴ میں یہ واقعہ مذکور ہے, بعض علماء نے اس پر کلام کیا ہے, البتہ امام بخاری نے نقل فرمایا ہے کہ ایک یمنی شخص نے اپنے کندھے پر اپنی ماں کو اٹھائے طواف کروایا, اور پھر حضرت ابن عمر۔رضی اللہ عنہما۔سے پوچھا کہ کیا میں نے اپنی ماں کا بدلہ چکا دیا ہے تو آں رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابھی تو تیری پیدائش کے وقت ماں نے جو دردِزہ برداشت کی ہے, اس کا بھی حق ادا نہیں ہوا ہے, دیکھئے: صحیح الأدب المفرد رقم:(۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وہ جواب میں فرماتی تھیں وعلیک یابنی اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے رحمک اللہ کما ربتنی صغیرا وہ اس کے جواب میں کہتی رحمک اللہ کما بررتنی کبیرا(51)

ایک آدمی نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا، پوچھا میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا تیری ماں، سائل نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں پھر سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں پھر سائل نے پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ(52)

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ کچھ لوگ اس عشرہ میں بھی اپنے ماں باپ سے صلہ رحمی تو چھوڑ دیجئے، بات تک کرنا پسند نہیں کرتے، حالانکہ یہ عشرہ کس قدر مبارک ہے، آپ نے گزشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمالیا ہے۔

(۱۱)امر بالمعروف اور نہی عن المنکر: امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سماجی تعلقات کو صحت مند بنانے میں اہم کردار ہوتا ہے۔ کتاب وسنت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسلام کے مقاصد کے حصول کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کردار اور اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس کو بیان کیا گیا

---

(51) صحیح الأدب المفرد رقم:(۱۱)

(52) بخاری رقم:(۵۹۷۱)، مسلم رقم:(۲۵۴۸) من حدیث ابی ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے یہاں تک کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وجہ سے ہی مسلمانوں کو سب سے بہترین امت قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی کا یوں ارشاد ہوتا ہے۔

(كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ)(آل عمران:١١٠)(ترجمۂ آیت: تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے منظر عام پر لایا گیا ہے۔ تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو)

اس آیت کے مطابق مسلمان اس وقت تک بہترین امت ہیں جب تک وہ نیکیوں کی طرف دعوت اور برائیوں سے مقابلے کی اپنی ذمے داری کو فراموش نہیں کریں گے ، جس دن اس نے اپنا یہ فرض طاق نسیاں میں سجا کر رکھ دیا، تو پھر وہ بہترین امت نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالی نے پیغمبر اکرم ﷺ کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے، فرمایا:(خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ)(الأعراف:١٩٩)(ترجمۂ آیت: آپ در گزر کو اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں، اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں)۔ جو شخص بھی یہ فرض انجام دیتا ہے رسول گرامی ﷺ کے فرمان کے مطابق اس نے انبیائے کرام۔ علیہم السلام۔ کی عظیم رسالت کی انجام دہی میں ان کا ساتھ دیا ہے۔

انسان ایک سماجی مخلوق ہے۔ اس کی تقدیر کا تعلق اس معاشرے کی تقدیر کے ساتھ ہوتا ہے جس میں وہ زندگی گزارتا ہے۔ انسان جو کام انجام دیتا ہے اس کا فائدہ اور نقصان خود اس انسان کو بھی ہوتا ہے اور معاشرے پر بھی اس کے کام کے مثبت یا منفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسروں کے اعمال بھی اس کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح انسان اپنے اعمال و کردار کا ذمے دار ہوتا ہے اسی طرح وہ اس معاشرے کے اعمال کا بھی ذمے دار ہوتا ہے جس میں وہ زندگی بسر کرتا ہے۔ اللہ کے بندوں نے تاریخ کے مختلف ادوار میں جو اصلاح و انقلاب کی تحریکیں چلائیں ان کا مقصد بھی برائیوں کا خاتمہ اور بھلائیوں کی ترویج ہی تھا۔

اسلامی معاشرے میں ایک مسلمان شخص کو اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی اصلاح کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ دوسروں کے اعمال و کردار سے بے اعتنائی در حقیقت اپنی کردار کشی کے مترادف ہے۔ اگر معاشرے میں گناہ اور برائی پھیل جائے تو معاشرے کے تمام افراد اس سے متاثر ہوتے ہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انسانوں کو آزادی سے ہمکنار کرنے کے علاوہ ان کی سعادت پر مبنی زندگی کا بھی ضامن ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے اس سلسلے میں ایک دلچسپ نکتے کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

(مَثَلُ القائِمِ على حُدُودِ اللهِ والواقِعِ فيها، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا على سَفِينَةٍ، فأصاب بَعْضُهُمْ أعْلاها وبَعْضُهُمْ أسْفَلَها، فَكانَ الَّذِينَ في أسْفَلِها إذا اسْتَقَوْا مِنَ الماءِ مَرُّوا على مَن فَوْقَهُمْ، فقالوا: لو أنّا خَرَقْنا في نَصِيبِنا خَرْقًا ولَمْ نُؤْذِ مَن فَوْقَنا، فإنْ يَتْرُكُوهُمْ وما أرادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا، وإنْ أخَذُوا على أيْدِيهِمْ نَجَوْا، ونَجَوْا جَمِيعًا)[53] (ترجمۂ حدیث: اللہ کی حدود

(53) بخاری رقم: (۲۴۹۳) عن النعمان بن بشیر۔ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر قائم رہنے اور حدود الٰہی سے تجاوز کرنے والوں کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے ایک بحری جہاز کے حصے تقسیم کر لئے، کچھ لوگ اوپر کے حصے میں چڑھ گئے اور کچھ نیچے کے حصے میں رہ گئے، جو لوگ کشتی کے نچلے حصہ میں رہے وہ اوپر چڑھ کر پانی لاتے تھے لہٰذا اوپر والوں پر ان کا گزر ہوتا تھا۔ نیچے والوں نے سوچا کہ ہم اپنے جہاز کے نچلے حصے میں سوراخ کر کے پانی لے لیتے ہیں تاکہ (ہمارے بار بار جانے سے) اوپر والوں کو تکلیف نہ ہو، اب اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تو (جہاز میں پانی بھر جانے سے) ڈوب کر سب ہلاک ہو جائیں گے، اگر انہوں نے نیچے والوں کو روک دیا تو سبھی (غرق ہونے سے) بچ جائیں گے)

رسولِ اکرم ﷺ نے اس دلچسپ مثال کے ذریعے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے منطقی ہونے کو بیان کیا۔ آپ اجتماع پر فرد کی نگرانی کو ایک فطری حق جانتے ہیں۔ اس طرح اسلام نے اپنے پیروؤں سے کہا ہے کہ وہ معاشرے کے سلسلے میں فرض شناسی کا مظاہرہ کریں۔ ظلم اور گناہ کو دیکھنے کے بعد خاموشی اختیار نہ کریں، جیسا کہ آپ ﷺ کا واضح حکم موجود ہے، فرمایا: (مَن رأى منكم مُنكرًا فليغيّرْهُ بيدِهِ فإن لم يستطعْ فبلسانِهِ فإن لم يستطعْ فبقلبِهِ)[54] (ترجمۂ حدیث: تم میں سے جو کوئی قابل انکار چیز دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو زبان سے (برا بھلا کہے) اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے (اس کو برا جانے) اس لئے ایک بندۂ مؤمن کی ہمیشہ ذمہ

---

(54) مسلم رقم: (۱۹۷۷)، ابوداؤد رقم: (۲۷۹۱)، ترمذی رقم: (۱۵۲۳)، ابن ماجہ رقم: (۳۱۵۰)، نسائی رقم: (۴۳۶۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داری ہے کہ وہ ہمیشہ دوسروں کو نیکیوں کی دعوت دیں اور برائیوں سے منع کریں۔ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں جو تاکید کی ہے اس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اسلام معاشرے کو صحت مند رکھنے کی تعلیم دیتا ہے، برائیوں پر قدغن لگانے کی پرزور وکالت کرتا ہے، اور اچھی باتوں کے حکم دینے کا حکم بھی دیتا ہے۔

(۱۱) تلاوتِ قرآن: اس عشرہ میں اور ایک کام کرنے کا ہے، وہ ہے تلاوتِ قرآن کریم، اور بہ شدتِ اہتمام تلاوتِ قرآنِ کریم۔

قرآن کریم رُشد و ہدایت کا سرچشمہ، نجاح و فلاح کا گنجینہ، ہماری کامیابی و بامرادی کا عظیم زینہ اور آخری آسمانی کتاب ہے، جو اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر امام الانبیاء سید المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔ جس شب یہ آخری آسمانی صحیفہ نازل ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسے لیلۃ القدر سے تعبیر کیا۔ اس سے قرآن کریم کی عظمت و رفعت اور بلندی شان کا پتہ چلتا ہے۔

قرآن کریم کے ذریعے راہِ نجات تلاش کی جاتی ہے، اس میں شفاء ہے، اس سے روحانی و جسمانی امراض سے نجات ملتی ہے۔ اس کے عجائب و غرائب کی کوئی انتہاء ہے، نہ اس کے فوائد کی کوئی حد۔ یہ وہ کتاب مبین ہے جس نے اولین و آخرین، جنّ و انس کو ہدایت کی راہ دکھائی، جن لوگوں نے اس سے اعراض کیا اور اس سے لو لگائے بغیر راہ رو بنے، وہ کامیابی کی منزل نہ پاسکے، انہیں منزل نہ ملی، اور جنھوں نے کتاب اللہ پر اعتماد کیا وہی کامیاب ہوئے، جنھوں نے اس کے مطابق عمل کیا، وہ دین و دنیا کی سعادت سے بہرہ ور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ یہ خصوصیات اس لئے بھی ہیں کہ یہ محفوظ کتاب ہے، اس کی حفاظت کے مختلف اسباب ہیں، ایک سبب تلاوت کی کثرت بھی ہے۔ قرآن کریم عام کتابوں سے ممتاز ہے، اس لئے اس کی تلاوت کے بھی کچھ آداب ہیں، جن کی رعایت لازم ہے، ذیل میں وہ آداب ذکر کئے جاتے ہیں۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ آج ہم جس قدر قرآن کریم سے دور ہوئے ہیں، شاید کسی دوسری چیز سے اتنا دور ہوئے، ہمارے ہاتھوں میں، ہماری قوم کے ہاتھوں میں، ہمارے بچوں اور بچیوں کے ہاتھوں میں رمضان کے علاوہ کتنی بار قرآن کریم دیکھا گیا؟ کتنی بار ہم نے قرآنِ کریم کو ختم کیا؟ کتنی بار ہم نے اسے سمجھنے کی کوشش کی؟

روزانہ سوتے، جاگتے، اٹھتے بیٹھتے ہم موبائل میں ہزاروں بار نظر ڈالتے ہیں؛ کوئی گھنٹی بجتی ہے، ہمارا ہاتھ موبائل کھولنے کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے، تڑپ اٹھتا ہے، قلق و اضطراب میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس وقت تک ہمیں سکون نہیں ملتا جب تک ہم اسے دیکھ نہ لیں، مگر ذرا اپنے من میں جھانک کر، اپنے گریبان میں تاک کر دیکھیں، اور سوچیں کہ قرآن کریم سے اس قدر دور ہوگئے، کہ دن پر دن گزرتے جاتے ہیں، مہینوں مہینے بیت جاتے ہیں، ہم قرآنِ کریم پر پڑی ہوئی دھول صاف کرنے کی ہمت نہیں جٹا پاتے، تلاوت کرنے کی بات تو انتہائی دور کی ہے۔

یہ عشرہ ہمیں اس جانب بھی توجہ مبذول کرنے کی دعوت دیتا ہے، کہ قرآنِ کریم کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں، اس کی تلاوت کریں، اسے سمجھ کر پڑھنے کی کوشش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں، اس سے روشنی حاصل کریں، اس سے شفا حاصل کریں، اس کے احکامات، اوامر و نواہی پر عمل درآمد کی سعی کریں۔

فرصت اگر ملے تو پڑھنا مجھے ضرور ❖ ❖ میں نایاب الجھنوں کی مکمل کتاب ہوں

(۱۲)توبہ و استغفار: یوں تو توبہ و استغفار ہمہ دم مشروع اور مطلوب عمل ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا) (سورۂ التحریم:۸) (ترجمۂ آیت: اے مومنو! اللہ کی طرف خالص توبہ کرو)، نبیٔ کریم ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ ایک ایک نشست میں سو سو بار توبہ کیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: (یا أیُّها النّاسُ، توبوا إلى ربِّكم؛ فإنّي أتوبُ إلى اللهِ عزَّ وجلَّ كلَّ يومٍ مِئةَ مَرَّةٍ)[55] (ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب کی طرف توبہ کرو، کیوں کہ میں ہر دن سو بار توبہ کیا کرتا ہوں)، تاہم اس عشرہ میں اس کی اہمیت دہ چند ہو جاتی ہے۔

سفلی جذبات، دنیوی خواہشات اور غلط رجحانات کا شکار انسانی نفس ہمیشہ قبائح کی طرف مائل اور معصیت کی طرف راغب رہتا ہے۔ اگر اس کی بروقت اصلاح نہ کی جائے تو انسان کج فطرتی کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ نفس انسان کو برائیوں کا کثرت سے حکم دینے لگتا ہے جس کی وجہ سے بندۂ مومن مخالف شریعت سرگرمیوں کا ارتکاب کرنے لگتا ہے جس سے بچنا انسان کے لئے از حد دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے گناہوں کے ترک کرنے کو افضل

---

(55) مسلم رقم:(۲۷۰۲)، نسائی رقم:(۱۰۲۸۱)، مسند احمد رقم:(۱۸۲۹۲) من حدیث عبد اللہ بن عمر۔ رضی اللہ عنہما۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترین ہجرت کہا گیا ہے۔ گناہ اور خطا کرنا انسان کا جز لاینفک ہے البتہ انسانیت کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان اپنی خطاؤں کا اعتراف کرے پھر اس پر حضورِ قلب کے ساتھ ندامت و پشیمانی کے آنسو بہائے اور پختہ ارادہ کے ساتھ گناہوں سے علاحدہ ہونے کا عزم مصصم کرلے کہ میں بھی گزشتہ گناہوں کا دوبارہ ارتکاب نہیں کروں گا۔ انبیاء و مرسلین کے نورانی قافلے کی آمد کا مقصد اصلی اور ان ذوات قدسیہ کی دعوتی، روحانی اور اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز و محور نفوس انسانی کا تزکیہ ہے۔ اور تزکیہ نفس میں توبہ و استغفار کرنا بہت ہی ممد و معاون ثابت ہوتا ہے چونکہ اصلاحِ مفاسد اور تزکیہ نفس کی راہ اسی وقت ہموار ہوتی جب انسان کے باطن سے گناہوں کے اثرات بھی زائل ہو جائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب بندہ توبہ و استغفار کثرت سے کرے۔ جب بندہ عاصی اپنے رب کے حضور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالی نہ صرف گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے بلکہ گناہوں کے اثرات کو بھی زائل کردیتا ہے۔

قرآنِ کریم کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جب انسان کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو چار چیزیں یعنی (۱) زمین (۲) انسان کے جسمانی اعضا (۳) کراماً کاتبین اور (۴) نامۂ اعمال بندہ کی اس نافرمانی پر اس کے خلاف گواہ مقرر کردیے جاتے ہیں۔ لیکن جب بندہ صدقِ دل اور حسنِ نیت کے ساتھ اللہ کے حضور توبہ و استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالی ان گواہوں کے قوت حافظہ سے بندہ کے اس گناہ کو بھی مٹادیتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا کسی اور کے سامنے پشیمان نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کائنات ارضی میں کوئی بھی ایسا فردِ بشر نہیں ہوگا' جو بے گناہ ہو' یا اس سے کوئی خطا اور غلطی سرزد ہی نہ ہو' انسان غلطیوں کا پتلا ہے' اور چوبیس گھنٹے اس کے معاصی اور گناہ میں بسر ہوتا ہے' جو گناہ نہ کرے' وہ انسان نہیں فرشتہ ہوا کرتا ہے' انسانی سماج میں بے گناہ افراد کی تلاش ایک سراب کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے مغفرت کے دروازہ کو ہمیشہ کھول رکھا ہے' اور اپنی صفات میں (غفور' غافر اور غفار) بہت ہی واضح رکھا ہے' چنانچہ کتنے ایسے مقامات ہیں' جہاں اپنی صفت (غفور) کو بیان کیا ہے' کتنے ہی ایسے مقامات ہیں' جہاں غفار بصیغۂ مبالغہ تذکرہ فرمایا ہے۔

قرآن کریم میں ۵ بار اللہ نے لفظ (غفار) کا ذکر فرمایا ہے (طہ ۸۲' ص ۶۶' الزمر ۵' غافر: ۴۲' اور نوح: ۱۰) لفظ غفور کو اللہ تعالی نے پورے قرآن میں ۹۱ بار ذکر فرمایا ہے ، دوسری طرف لفظ غافر کو رب کائنات نے ا ایک ہی بار ذکر فرمایا ہے

اللہ تعالی نے اپنے گناہگار بندوں کو بخشنے کے لیے اپنے تین اوصاف جلیلہ کا ذکر بیان فرمایا ہے یعنی (۱) غافر (۲) غفور اور (۳) غفار۔ علمائے کرام اس کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں کہ جب بندہ دانستہ یا نادانستہ طور پر کسی جرم یا خطا کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے نفس پر ظلم کرنے والا یعنی ظالم بن جاتا ہے اور پھر اپنے ظلم کو قبیح جانتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالی اس بندے کو فرماتا ہے میں غافر ہوں اور کوئی بندہ عادتاً نفسانی و شیطانی خباثتوں کا اسیر بن کر ظلوم کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور اس مقام پر وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدقِ دل اور حسنِ نیت کے ساتھ احساسِ ندامت کا اظہار کرتا ہے تو دستِ رحمت الٰہی بار دیگر اس کی طرف دراز ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے میں غفور ہوں تو میری رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اور وہ بندہ جو فطرتاً گناہوں، بدکرداریوں اور گناہ وعصیاں کے دلدل میں دھنس کر پہلے دونوں حدوں (یعنی ظالم و ظلوم) کو پار کر کے ظلام کی حد تک پہنچ جاتا ہے اگر اسے بھی گزشتہ برے اعمال کی وجہ سے گناہگاری کا احساس ہو جائے اور وہ بھی اگر تہہ دل و جان سے اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی بھی توبہ و استغفار کو قبول کرتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے بندے تو میری رحمت سے ناامید نہ ہونا چونکہ میں غفار بھی ہوں میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔

"مغفرت" کا معنی: قرآن کریم' احادیث نبویہ' اور لغات عرب کو بغور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غ۔ف۔ر کے کئی اطلاقات ہیں' آپ بھی ان اطلاقات کو ملاحظہ فرمائیں:

(۱) چھپانا، ڈھانکنا

(۲) اس لفظ کا اطلاق کسی بھی معمولی چیز پر بھی ہوتا ہے' جیسے کہ کہا جاتا ہے غفر الثوب " یعنی "ہدبۃ الثوب" اور غفر الأرض یعنی چھوٹی نبات اس معنی میں شاید رب تعالیٰ نے چھوٹے بڑے تمام معاصی کی مغفرت کی طرف اشارہ فرمایا ہے

(۳) لفظ غفر کا معنی کبھی کبھار "پردہ پوشی ،، کا الٹا" کھلنا' واضح ہونا " بھی ہوتا ہے

(۴) لفظ غفر سے کبھی کبھی (عفو) کا معنی بھی مراد ہوتا ہے' جس کا مطلب یہ ہوتا ہے پردہ پوشی فرما کر رب تعالیٰ معاف بھی فرما دیتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لفظ،،مغفرت،، کی حقیقت:

لفظ غفر کی حقیقت' جیسا کہ امام اصبہانی۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں:"ایسی چیز پہنانا جو گندگی سے بچا سکے"

چنانچہ جب اللہ بندے کی مغفرت فرمادیتا ہے تو ایسی پوشاک اس کو زیب تن کروا دیتا ہے' کہ اسے اب کوئی بھی گندگی ہاتھ نہیں لگا سکتی ہے' اور اسے کوئی گندا نہیں کر سکتا ہے

بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالنے' اس کی پردہ پوشی کرنے' اسے ڈھانکنے' اور اس کی بخشش کے لئے رسول اللہ ﷺ نے کئی طریقے بتلائے ہیں' جن کو اپنا کر بندہ رب کائنات سے اپنی بخشش کروا سکتا ہے' اپنی غلطیوں کو ڈھانک سکتا ہے

مغفرت طلبی انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی شانِ ووقار

بخشش طلبی انبیائے کرام کی خاص شعار رہا ہے' اور تمام نے اسے اپنی حیات کی زینت بنایا ہے' آپ کہہ سکتے ہیں کہ مغفرت اور بخشش طلب کرنا انبیائے کرام کی خاص صفت رہی ہے چنانچہ حضرت آدم۔علیہ السلام۔ سے لے کر نبیٔ اکرم ﷺ تک تمام انبیائے کرام نے اپنے رب سے مغفرتیں طلب کی ہیں' بطور نمونہ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حضرت آدم۔علیہ السلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابونا آدم۔علیہ السلام کا قصہ اتنا ہی زیادہ مشہور ہے' آپ کی دعا بھی اتنی ہی مشہور ہے' قرآن کریم کریم میں مختلف مقامات اور کئی جگہوں پر رب تعالی نے حضرت آدم۔علیہ السلام۔کے واقعہ کو ذکر فرمایا ہے' حضرت آدم سے معمولی لغزش کیا سرزد ہوئی کہ اس عظیم اور جلیل القدر پیغمبر نے رب کریم کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیک دئے' اور دعا کرنے لگے:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ (الاعراف:۲۳)(ترجمۂ آیت: ان دونوں نے کہا اے رب! ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے)

حافظ ابن کثیر۔رحمہ اللہ۔اس دعا کے بارے میں فرماتے ہیں:

وهذا اعتراف، ورجوع، وإنابة، وتذلل، وخضوع، واستكانة، وافتقار إليه تعالى، وهذا السرّ ما سرى في أحد من ذرّيته إلا كانت عاقبته إلى خير في دنياه وأخراه [56]

آپ اندازہ فرمائیں کہ ابوالبشر۔علیہ و علی نبینا الصلاۃ و السلام۔کس طرح اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہیں۔آیئے اس دعا کے تعلق سے چند باتیں ذہن نشین کریں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

---

(56) البدایۃ والنہایۃ:۱/۱۸۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اعترافِ ربوبیت: حضرت آدم نے اپنی دعا میں سب سے پہلے ربوبیت کا حوالہ دیا ہے' جو قبولیت دعا کے لئے بہت اہم' اور امید افزا ہے' قرآن کریم کی دعاؤں میں غور کیجئے' تو پتہ چلے گا کہ اکثر دعائیں رب کے اقرار سے ہی شروع ہوئیں ہیں
- اعتراف تقصیر: اندازہ کیجئے کہ رب کی ربوبیت کے اقرار واقبال کے بعد حضرت آدم نے سب سے پہلے اپنی لغزش کا اعتراف کیا' اور اللہ کو یہ ادا بہت پسند ہے' کہ انسان سے اگر غلطی ہو جائے تو اپنی غلطی کا اعتراف کرلے' اور اسی کا واسطہ ابا آدم نے دیا' گویا کہ بندے کو اپنی غلطی کا اعتراف' اور اقبالِ جرم کر کے اللہ سے مانگنا چاہئے
- حضرت آدم نے اپنے انجام کار بھی ذکر فرمادیا کہ اے اللہ اگر تو نے نہیں بخشا تو میرا کیا حشر ہوگا' اور ہمارا شمار کس میں ہوگا' اگر مجھ پر رحم نہ کیا گیا تو میں خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا

(2) حضرت نوح۔علیہ السلام۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے لئے بچانے کی درخواست کی تھی' اللہ نے اس بات پر انہیں ٹوکا' فرمایا: (قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ (•) قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ ۖ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ) (ھود:۴۶۔۴۷)(ترجمہ: فرمایا اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے، کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں، سو مجھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مت پوچھ جس کا تجھے علم نہیں، میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں نہ ہو جاؤ۔

کہا اے رب! میں تیری پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں جو مجھے معلوم نہیں، اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان والوں میں ہو جاؤں گا)

اس لئے اس عشرہ میں خصوصی طور پر توبہ واستغفار کا اہتمام ہونا چاہئے، اور خوب خوب یہ عمل بجالایا جانا چاہئے۔

(۱۳) ذکر واذکار: ہماری زندگی میں ذکر الہی کی بڑی اہمیت ہے، اس کا اندازہ آپ یوں کر سکتے ہیں کہ آپ ﷺ کا مبارک ارشاد ہے کہ (مَثَلُ الذي يَذْكُرُ رَبَّهُ والذي لا يَذْكُرُ رَبَّهُ، مَثَلُ الحَيِّ والمَيِّتِ)[57] (ترجمۂ حدیث: جو ذکر کرنے والے اور جو نہیں کرنے والا ہے۔ اس کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے) یعنی ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے، اللہ اکبر! ذاکر آدمی زندہ ہوتا ہے۔ اور جو ذاکر نہیں وہ مردہ ہے۔ اس سے اندازہ کرلیں کہ اللہ جل شانہ نے اس کو ہماری روحانی حیات کے لئے کتنا ضروری قرار دیا۔ پھر اس بات پر بھی غور فرمائیں کہ اللہ تعالی نے اس پر کوئی پابندی بھی نہیں لگائی، وضو کی پابندی نہیں لگائی، جگہ کی پابندی عائد نہیں فرمائی، حالت وکیفیت سے مربوط نہیں فرمایا(صرف ایک پابندی لگائی کہ گندی جگہ پر نہ کرو باقی ہر طرح سے اللہ پاک کا نام لیا جاسکتا

(57) بخاری رقم:(٦٤٠٧)، مسلم رقم:(٧٧٩) من حديث ابي موسى الأشعری۔ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے)۔ لیٹے، کھڑے بیٹھے، چلتے پھرتے، کام کرتے، فرصت میں، مشغولیت میں ہر حال میں ذکر کرو، فرمایا:(الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ(آل عمران:١٩١)(ترجمۂ آیت: وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں، (کہتے ہیں) اے ہمارے رب تونے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو سب عیبوں سے پاک ہے سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا) پھر اللہ پاک نے عقلمندوں کی تعریف خود فرمائی کہ عقلمند کون لوگ ہیں، تو فرمایا کہ عقلمند وہ لوگ ہیں جو کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اور کائنات کی پیدائش میں اور جو کچھ اس میں ہے اس پر غور وفکر کرتے ہیں اور ان کے دل سے بے ساختہ یہ بات بلند ہوتی ہے۔ کہ اے اللہ تونے ان سب چیزوں کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا، پس ہمارے اوپر بھی فضل فرمادیں اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات فرمادے۔ تو عقلمندوں کی نشانی یہ بتائی گئی ہے، ذکر واذکار سے دل منور، دماغ صاف وشفاف، اور مزاج میں تازگی پیدا ہوتی ہے، شیخ الاِسلام ابن تیمیہ۔رحمہ اللہ۔فرماتے ہیں:(ما يصنع أعدائي بي؟ أنا جنتي وبستاني في صدري إن رحت فهي معي لا تفارقني إن حبسي خلوة وقتلي شهادة وإخراجي من بلدي سياحة)[58](ترجمہ: دشمن میرا کیا بگاڑیں گے؟ میری جنت تو میرے سینے میں ہے جہاں جاؤں ساتھ ہے۔ قید وبند میری خلوت ہے قتل میرے لیے شہادت ہے اور جلاوطنی میری سیاحت ہے)

---

(58) الوابل الصیب ص۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بہ کثرت اس دعا کا ورد فرمایا کرتے تھے:(اللھم أعنِی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک) (ترجمہ: الٰہی اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما)[59]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ مجھ سے کہنے لگے (المحبوس من حبس قلبه عن ربه تعالی والمأسور من أسره هواه)[60](ترجمہ: محبوس وہ نہیں جسے قید کر دیا جائے۔ بلکہ محبوس وہ ہے جس کا دل اپنے رب سے رک جائے۔ اسیر وہ نہیں جو گرفتار ہو جائے بلکہ اسیر وہ ہے جو خواہشات کا اسیر ہو جائے)

ایک بار آپ ﷺ سفر پر تھے، مکہ کے قریب ایک پہاڑ (جُمدان) سے گزر رہے تھے کہ آپ فرمانے لگے:(سبَق المُفرِّدونَ سبَق المُفرِّدونَ (قالوا: يا رسولَ اللهِ ما المُفرِّدونَ؟ قال) :الذّاكرونَ اللهَ كثيرًا والذّاكراتُ)[61](ترجمہ: مفردون سبقت لے گئے آپ سے پوچھا گیا اللہ کے رسول مفردون کون لوگ ہیں؟ فرمایا کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں)

یہ عشرہ انتہائی قیمتی اور بے تحاشا نیکیاں کمانے کا عشرہ ہے،اسے یوں ہی ضائع کر کے اپنے کو محروم نہ کریں،خاص کر:۔

---

(59) ایضا

(60) آیضا

(61) مسلم رقم:(۲۶۷۶) من حدیث ابی ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) تکبیرات کا اہتمام: اس عشرے میں تکبیرات کا اہتمام ہونا چاہئے' اور خوب خوب ہونا چاہئے' بازاروں میں' مارکیٹوں میں' دکانوں میں' مکانوں میں' جلوت میں' خلوت میں' ہر جگہ اور ہر مقام پر ہونا چاہئے' حضرات ابن عمر اور ابوہریرہ (رضی اللہ عنہما) ان دس دنوں میں بازار میں نکل جاتے اور بآواز بلند پکارتے تھے یہاں تک بازار والے ان کی آواز سن کر تکبیرات بلند کرتے تھے [62] (اس عشرہ میں تکبیرات کی عام طور پر دو قسمیں ہیں (۱) تکبیراتِ مطلق جو ذی الحجہ کے چاند نظر آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایامِ تشریق کے آخری دن تک ممتد رہتا ہے' یہ تکبیرات صبح و شام' دن رات' کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہیں' اس کا کوئی بھی وقت مقرر نہیں ہے (۲) تکبراتِ مقید: یومِ عرفہ کی فجر کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایام تشریق کے آخری دن (۱۳ویں تاریخ) کی عصر کی نماز کے بعد ختم ہوجاتا ہے' یہ ہر نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں [63]' یہ حضرت عمر سے ثابت ہے [64]' حضرت علی سے بھی ثابت ہے' ارواء الغلیل: ۱۲۵۳)

---

(62) دیکھئے: بخاری معلقا ۱/ ۳۲۹' بصیغۃ الجزم' قبل حدیث رقم: ۹۶۹)' ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف (۲/ ۱۶۴) میں اور امام بیہقی (۳/ ۲۷۹) رقم ۶۳۴۸) نے اسے موصولا ذکر کیا ہے' اور البانی نے اسے ارواء الغلیل (۶۵۱) میں صحیح قرار دیا ہے' نیز حافظ ابن حجر کی تغلیق التعلیق (۲/ ۳۷۷-۳۷۸) بھی ملاحظہ کیا جائے' حافظ نے انتہائی نفیس بحث فرمائی ہے)

(63) (دیکھئے: فتاوی ابن باز ۱۳/ ۱۷' الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین: ۵/ ۲۲۰-۲۲۴)

(64) (دیکھئے: ابن المنذر فی الأوسط رقم (۲۲۰۰)، بیہقی رقم (۶۴۹۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباس سے بھی منقول ہے[65] امام نووی فرماتے ہیں:،، شہروں میں یہ لوگوں کی عادت رہی ہے ‘‘[66]

(۱۵) قربانی: اس عشرۂ ذی الحجہ کا ایک انتہائی مہتم بالشان عمل اللہ کے راستے میں قربانی کرنا ہے

جس طرح حاجیوں کے لئے صفاو مروہ کے درمیان ایک دوڑ نہیں 'بلکہ اس عظیم واقعہ کی طرف غماز ہے' جس میں شدتِ پیاس سے ایک بچہ تڑپتا ہے' پانے کے لئے روتا بلکتا ہے' اور ایک ماں (جو اپنے بیٹے سے ٹوٹ کر محبت کرتی ہے) بچے کی تڑپ اور اس بلکنا اور سسکنا اسے صفااور مروہ تک پانی کی طلب میں دوڑنے پر مجبور کردیتی ہے' اسی طرح قربانی کا معاملہ بھی ہے' وہ باپ اپنی ساری محبت پدری کو قربان کرکے اللہ کی محبت میں ڈوب کر اپنے محبوب اور عزیز بیٹے کو راہِ الٰہی میں قربان کرتا ہے' زمین پر لٹا دیتا ہے' قربانی کی کوشش کرتا ہے' گردن میں چھری پھیرنے کی سعیٔ بلیغ کرتا ہے' اللہ اکبر! چھری تو حضرت اسماعیل ذبح نہ کرسکی' مگر حضرت ابراہیم۔ علیہما السلام۔ نے امت کے لئے ایک شاندار اور قابل ﷺ تقلید نمونہ (نمونۂ فرمانبرداری' اطاعت کیشی' جذبۂ قربانی) پیش کردیا جو رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے لائق اسوہ ہو گیا۔ انسانی تاریخ میں ڈھوڈھنے سے بھی ایسی مثال نہیں ملتی۔

---

(65) دیکھئے: حاکم: ۱/ ۱۴۴۰' اور اسے صحیح قرار دیا ہے' بیہقی رقم ۶۴۹۸

(66) دیکھئے: شرح النووی علی مسلم ۱۸۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بیٹے کی قربانی کیا تھی' ایک عمل تھا' خواہشات کی قربانی کا' اللہ کی محبت میں اپنی ذات کی قربانی کا' اپنی انا کی قربانی کا' اپنے جذبات کی قربانی کا' بلکہ یوں کہیئے کہ اللہ کے لئے ہر کچھ قربان کر دینے کا۔

محبت چاہتی ہے پھر وہی بیٹے کی قربانی

لہذا ہمیں بھی اپنی ناجائز خواہشات' نفسانی شہوات' انا' خود سر جذبات کی قربانی پیش کرنے کی آج بھی ضرورت ہے' جیسے کل تھی۔

قربانی حضرت ابراہیم ۔علیہ السلام ۔ کی سنت ہے' مگر آپ ﷺ کا وطیرہ رہا ہے' آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے کسی بھی موڑ پر ترک نہیں فرمایا' سفر و حضر میں قربانی پیش کی' اور اپنے عمل سے قربانی کی اہمیت کو اجاگر فرمایا' اس کی تعلیم دی' آپ ﷺ کے صحابہ ؓکرام نے اسے برتا' اور قربانی کرتے رہے۔

لہذا اس عشرے میں قربانی کا عمل بھی انتہائی بابرکت' باعثِ خیر و فلاح اور نجات و صلاح کا ذریعہ ہے' اور عظیم ثواب کے سمیٹنے اور بٹورنے کا سبب بھی۔ اللہ کریم سے بہ تضرع و ابتہال دعا ہے کہ وہ ہمیں اس عشرے میں (بلکہ سال کے دیگر تمام ایام میں) نیک اعمال کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے' ہمارے اعمال کو شرفِ قبولیت سے نوازے' اور اپنی رضا کا باعث بنائے' آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکبیرات عشرہ ذی الحجہ: فضائل و مسائل

تکبیر کا معنیٰ: تکبیر کا مطلب، اللہ کی بڑائی بیان کرنا، رب کی عظمت کرنا

تکبیر کا مطلب، اللہ کی ذات، سب سے بڑی ہے، ذات کے اعتبار سے، قدرت کے اعتبار سے، تعظیم کے اعتبار سے، عزت و جلال کے اعتبار سے، قوت و شوکت و سطوت کے اعتبار سے،

اللہ اکبر جب شیطان سنتا ہے، اپنے آپ کو ذلیل و خوار محسوس کرتا ہے،

تکبیر نماز کا شعار اور مظہر ہے، ایک مردِ مؤمن نماز میں ۷۰ بار سے زیادہ اللہ اکبر کا ورد کرتا ہے، عیدین کی نمازوں کی شان ہے، حج کی پہچان ہے۔

تکبیر ایک مسافر کا رفیقِ سفر ہے، سواری پر چڑھنے اور گھر سے نکلنے کے وقت مشروع ہے، چڑھائی چڑھتے وقت کہہ کر ایک بندہ اللہ کی تنزیہ بیان کرتا ہے۔

اللہ اکبر کلمۂ تقدیس ہے، جس سے ایک مردِ مؤمن اللہ کی تقدیس بیان کرتا ہے، جب کوئی خوشی میسر آئے، تو اللہ اکبر کہنا چاہئے، جب آگ لگ جائے تو اللہ اکبر کہنے سے آگ بجھ جاتی ہے، اللہ اکبر سے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، ذبح کرتے وقت اللہ اکبر کہہ کر جانور حلال کیا جاتا ہے۔

تکبیر عجائبات سے بھرپور ایک ایسا کلمہ ہے، جس نے بہیترے لوگوں کے دلوں کی دنیا بدلی ہے، ایک مردِ مجاہد جب بلند آواز سے اللہ اکبر کہہ کر گرجتا ہے تو شان و شوکت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والے جابر و قاہر حکمران بھی اپنی ہمت ہار بیٹھتا ہے، اور سینہ سپر ہو جاتا ہے، اللہ اکبر کہہ کر ایک غازی جب مردِ قلندر بن کر وار کرتا ہے تو بڑے بڑے سرکش و شیطان صفت لوگ بھی راہِ فرار اختیار کرنے میں ہی عافیت محسوس کرتا ہے۔

تکبیر ذریعۂ ہدایت، وسیلۂ سعادت، سببِ دخولِ جنت، باعثِ فتح و جیت ہے

تکبیر کہنے کا تاکیدی حکم نبیٔ کریم ﷺ کو ملا، فرمایا(و کبّرہ تکبیرا)(الإسراء:۱۱۱)(ترجمۂ آیت: اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو)، نیز فرمایا:(و ربک فکبر)(سورۂ المدثر:۳)(ترجمۂ آیت: اور اپنے رب کی تکبیر بیان کیجئے)

تکبیر پریشانیوں کے ازالے کا سبب ہے، مصائب سے چھٹکارا ملتی ہے، قلق و اضطراب دور ہوتا ہے، دلوں کو سکون اور قلبِ مضطر کو راحت و اطمینان حاصل ہوتا ہے، اس سے رنج و غم دور اور الم و تکلیف کافور اور زندگی خوشگوار ہوتی ہے،

عشرۂ ذی الحجہ میں تکبیر پڑھنا انتہائی مقدس اعمال میں سے ہے، یہ برگزیدہ عمل ہے، اور اللہ کو انتہائی پسند ہے، ماہِ ذی الحجہ کے شروع کے دس دن انتہائی مبارک ہیں، مہتم بالشان ہے، قابلِ تعظیم ہے، ان ایام میں نیک اعمال کی بڑی فضیلت ہے، اللہ کے یہاں انتہائی محبوب اور مقبول ہیں، بڑے قابل تعظیم ہے، جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے، حتی کہ افضل أيام الدنيا أيام العشر قرار دیا ہے، دوسری حدیث سب سے عظیم اور محبوب بتایا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، اسی لئے ان ایام میں بہ کثرت اللہ کا ذکر کیا جانا چاہیئے، اذکار و اوراد کا اہتمام ہونا چاہیئے، اور تکبیرات میں مشغول رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالی نے فرمایا: ({وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ} [الحج:28])

حضرت عبد اللہ بن عباس۔ رضی اللہ عنہما۔ فرماتے ہیں: (وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ أَيَّامُ الْعَشْرِ، وَالأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ)؛ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوهُرَيْرَةَ رضي الله عنهما يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوقِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ، وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِمَا. [67] (ایام معلومات میں اللہ کا ذکر کیا کرو، ایام عشر سے مراد: ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں، اور ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں، حضرات ابن عمر و ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہما۔ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن میں بازار میں نکل جاتے اور تکبیر پڑھا کرتے تھے، اور لوگ ان کی تکبیر کو سن کر تکبیر پڑھا کرتے تھے)

یہاں پر ایام معلومات سے مراد ذی الحجہ کے شروع کے دس دن ہیں،

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (ما مِن أيَّامٍ أعظمَ عِندَ اللهِ، ولا أحَبَّ إليهِ مِنَ العملِ فيهِنَّ مِن هذهِ الأيَّامِ العشرِ؛ فأكثِرُوا فيهِنَّ مِنَ التَّهليلِ، والتَّكبيرِ، والتَّحميدِ) [68] (ترجمہ: اللہ

---

(67) أخرجه البخاري في صحيحه معلقاً (1/ 329.)

(68) دیکھیئے: مسند أحمد رقم: ۵۴۴۶، عبد ابن حمید: ۸۰۵، شرح مشکل الآثار: ۲۹۷۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے یہاں سب سے عظمت والے اور محبوب ترین دن ان دس دنوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، لہٰذا ان میں بہ کثرت تہلیل، تکبیر اور تحمید کیا کرو)

اس عشرہ میں تکبیرات کی عام طور پر دو قسمیں ہیں

(۱) **تکبیراتِ مطلق**: جو ذی الحجہ کے چاند نظر آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایامِ تشریق کے آخری دن تک ممتد رہتا ہے' یہ تکبیرات صبح و شام' دن رات' کسی بھی وقت پڑھی جا سکتی ہیں' اس کا کوئی بھی وقت مقرر نہیں ہے

(۲) **تکبیراتِ مقید**: یومِ عرفہ کی فجر کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایام تشریق کے آخری دن (۱۳ویں تاریخ) کی عصر کی نماز کے بعد ختم ہو جاتا ہے' یہ ہر نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں [69] (یہ حضرت عمر سے ثابت ہے) [70]، حضرت علی سے بھی ثابت ہے، [71] حضرت ابن عباس سے بھی منقول ہے' دیکھئے: حاکم: ۱/ ۱۴۴۰' اور اسے صحیح قرار دیا ہے' بیہقی رقم ۶۴۹۸) امام نووی فرماتے ہیں: ،، شہروں میں یہ لوگوں کی عادت رہی ہے ،،[72]

---

(69) دیکھئے: فتاوی ابن باز ۱۳/ ۱۷' الشرح الممتع للشیخ ابن عثیمین: ۵/ ۲۲۰-۲۲۴'

(70) دیکھئے: ابن المنذر فی الأوسط رقم: ۲۲۰۰' بیہقی رقم: ۶۴۹۶

(71) ارواء الغلیل: ۳/ ۱۲۵

(72) دیکھئے: شرح النووی علی مسلم ۶/ ۱۸۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکبیرات کے الفاظ ہیں: تکبیرات کے مختلف الفاظ بسند صحیح ثابت ہیں' چند ایک کا تذکرہ مفیدِ مطلب ہو گا۔ان شاء اللہ

(۱)"اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ "[73] یہ الفاظ حضرت ابن مسعود۔رضی اللہ عنہ جیسے صحابی سے ثابت ہیں

(۲)اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ کَبِیرًا » [74]' یہ حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے

(۳)اللہ أکبر کبیرا، اللہ أکبر کبیرا، اللہ أکبر وأجل، اللہ أکبر وللہ الحمد » [75]' یہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے)

(۴)اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ، وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ [76] یہ الفاظ ابراہیم نخعی کہا کرتے تھے

(۵)ان الفاظ کے علاوہ بھی کئی اور الفاظ ہیں جو دیگر متعدد تابعین سے ثابت ہیں، تاہم صحابۂ کرام۔رضوان اللہ علیہم۔سے ثابت الفاظ عمل کے لئے کافی ہیں۔

ایام تشریق میں تکبیرات:

(73) دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ (2/165-168)، "إرواء الغلیل" (3/125)

(74) دیکھئے: مصنف عبد الرزاق رقم: ۲۰۵۸۱) وسندہ صحیح

(75) دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ رقم: ۵۷۷۳) وسندہ صحیح

(76) مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۴۹۰) وسندہ صحیح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی نے فرمایا:واذكروا الله فى أيام معدودات(سورۃ البقرہ:۲۰۳)(ترجمہ:اور اللہ تعالی کی یاد ان گنتی کے چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو)

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:أيام التشريق أيام أكل وشرب وذكر لله"،[77]

کچھ صحابہ کرام کے آثار بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

كان عمر بن الخطاب – رضي الله عنه – يكبر بعد صلاة الفجر من يوم عرفة إلى صلاة الظهر من آخر أيام التشريق،[78]۔حضرت عمر۔رضی اللہ عنہ۔عرفہ کی فجر کی نماز کے بعد سے لے کر آخری ایام تشریق کی ظہر کی نماز تک تکبیر پڑھا کرتے تھے۔

عن عكرمة عن ابن عباس أنَّه كان يكبر من صلاة الفجر يوم عرفة إلى آخر أيام التشريق لا يكبر في المغرب: الله أكبر كبيرًا الله، أكبر كبيرًا، الله أكبر وأجل الله، أكبر ولله الحمد"[79](جناب عکرمہ حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ عرفہ کی فجر کی نماز کے بعد سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن تک تکبیر پڑھا کرتے تھے، مغرب میں نہیں پڑھا کرتے تھے(یعنی عصر تک پڑھا کرتے تھے)۔

---

(77) رواه مسلم رقم(1141)،

(78) رواه الحاكم(1/299)وصححه.وإسناده صحيح)

(79) رواه ابن أبي شيبة(2/167)وعنه ابن المنذر(4/301)وإسناده صحيح.وصححه الحاكم(1/299)وصحح إسناده الألباني في الإرواء(654).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عن عبيد بن عمير قال: كان عمر رضي الله عنه يكبر في قبته بمنى، فيسمعه أهل المسجد، فيكبرون ويكبر أهل الأسواق حتى ترتج منى تكبيرًا"، (ترجمہ: عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ حضرت عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ منی میں اپنے (قبہ) خیمہ میں اس زور سے تکبیر پڑھتے تھے کہ مسجد والے سن لیا کرتے تھے، چنانچہ وہ بھی تکبیر پڑھنے لگتے تھے، اور بازار والے بھی تکبیر پڑھا کرتے تھے، یہاں تک منی تکبیر سے گونج گونج جاتا تھا)[80]۔

كان عمر رضي الله عنه يكبر بمنى أيام التشريق في غير أدبار الصلوات، والناس كانوا يكبرون بتكبير عمر رضي الله عنه حتى ترتج منى تكبيرًا (ترجمہ: چنانچہ حضرت عمر ۔رضی اللہ عنہ۔ فرض نمازوں کے علاوہ بھی منی میں تکبیر پڑھا کرتے تھے، اور لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی تکبیر سن کر تکبیر پڑھا کرتے تھے، یہاں تک پورا منی گونج اٹھتا تھا)

اب اخیر میں اس تعلق سے چند بدعتیں ذکر کردیے جاتے ہیں تاکہ ان سے احترازواجتناب کیا جاسکے، فأقول وباللہ التوفیق:

(۱) اجتماعی طور پر تکبیر پڑھنا

(۲) خواتین کا تکبیر نہ پڑھنا، جبکہ حضرت میمونہ ۔رضی اللہ عنہا۔ سے قربانی کے دن تکبیرات پڑھتی تھیں، اور دیگر خواتین بھی ابان بن خلف اور عمر بن عبد العزیز پیچھے پڑھا کرتی تھیں، اور مسجدوں میں پڑھا کرتی تھیں، (كنا نؤمر أن نخرج يوم العيد حتى نخرج

(80) ورواه الفاكهي في أخبار مكة (4/259) والبيهقي (3/312) بإسناد صحيح صححه ابن كثير في تفسيره (1/245).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البکر من خدرھا حتی نخرج الحیض فیکنَّ خلف الناس فیکبرن بتکبیرھم ویدعون بدعائھم یرجون برکۃ ذلک الیوم وطھرتہ)[81]۔

(81) بخاری ومسلم, من حدیث أم عطیہ۔ رضی اللہ عنہا۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراهیم۔علیہ الصلاۃ والسلام۔کی زندگی کی چند گوشے

(عبرت ونصیحت کے لئے)

حضرت ابراهیم۔علیہ السلام۔کی زندگی کا از اول تا آخر کا بنظرِ غائر مطالعہ کیجئے تو یہ حقیقت طشت ازبام ہو جائے گی کہ آپ کی زندگی مکمل طور پر امتحان، آزمائش، ابتلاء، اور فتنوں سے عبارت تھی، اللہ تعالی نے فرمایا: (وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ)(البقرہ:۱۲۴)(ترجمہ: جب ابراہیم ﴿علیہ السلام﴾ کو ان کے رب نے کئی باتوں سے آزمایا* اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنادوں گا، عرض کرنے لگے: اور میری اولاد کو**، فرمایا میرا وعدہ ظالموں سے نہیں)

اور ابتدا تا آخری مراحل آپ کو آزمایا جاتا رہا، مگر کمال کی بات یہ ہے کہ آپ ہر امتحان میں مکمل طور پر نہ صرف کامیاب رہے، بلکہ امتیازی پوزیشن حاصل کی، اور رب نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا، جیسا ارشادِ باری تعالی ہے(وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا)(النساء:۱۲۵)(ترجمہ: باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکوکار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو اور ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنالیا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنا لیا، تمام انبیاء کے حالات اور ان کی محبتوں کو آپ دیکھ جائیں، آپ کو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالی نے اپنے مرسلین میں سے صرف دو ہی ایسے گزرے ہیں جن کو خلیل بنایا ہے۔

(۱) حضرت ابراہیم اور (۲) حضرت محمد مصطفی ﷺ، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، حضرت جندب بن عبد اللہ۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: (سَمِعْتُ النبيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّمَ قَبْلَ أنْ يَمُوتَ بخَمْسٍ، وهو يقولُ: إنِّي أبْرَأُ إلى اللهِ أنْ يَكونَ لي مِنكُم خَلِيلٌ، فإنَّ اللهَ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا، كما اتَّخَذَ إبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، ولو كُنْتُ مُتَّخِذًا مِن أُمَّتي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، ألَا وإنَّ مَن كانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أنْبِيَائِهِمْ وصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ، ألَا فلا تَتَّخِذُوا القُبُورَ مَسَاجِدَ، إنِّي أنْهَاكُمْ عن ذلكَ)[82]

اور خلۃ محبت کا آخری درجہ ہے جس میں کوئی ملاوٹ و آمیزش کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی ہے، اور ایک محب ایک محبوب کو اس قدر ٹوٹ کر چاہتا ہے کہ اپنا سب کچھ قربان کر دینا فخر ہی نہیں سعادت یقینی گمان کرتا ہے، اور نجات اخروی کا ذریعہ اور سبب گردانتا ہے، اور یہی چیزیں ان دونوں نبیوں میں کوٹ کوٹ سرایت کر گئی تھیں، اور خلیل کو خلیل اس لئے کہا جاتا کہ محب کی محبت اس کے رگ وریشے میں رچ بس جاتی ہے، اور روح تک اتر جاتی ہے، جیسا کہ کسی عربی شاعر نے کہا ہے

قَدْ تَخَلَّلْتَ مَسْلَكَ الروحِ مِنِّي * وبذا سُمِّيَ الخليلُ خَلِيلًا

(82) مسلم: رقم (۵۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کیوں کہ یہ خلیلی دوستی و محبت میں کسی دوسرے کی مشارکت ہرگز قبول نہیں کرتی ہے، اس لئے نبی کریم ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (لو كنتُ مُتَّخِذًا من أهلِ الأرضِ خليلًا لاتَّخذْتُ أبا بكرٍ خليلًا، ولكن صاحبَكم خليلُ الله)[83] (ترجمہ: اگر میں زمین والوں میں سے کسی کو اپنا خلیل (پکا دوست) بناتا تو ابو بکر کو بناتا، لیکن تمہارا ساتھی کے خلیل اللہ ہے، نیز فرمایا (إني أبرأُ إلى كلِّ خليلٍ من خلتِه)[84] (ترجمہ: میں اپنے ہر ایک دوست سے خلیلی کے لئے برائت کا اظہار کرتا ہوں)

اسی لئے ابن قیم نے محبت کی قسموں کا تذکرہ فرمایا ہے اور اس کی دس قسمیں بتائی ہیں، (۱)العلاقة (۲) الإرادة (۳) الصبابة (۴) الغرام (۵) الوداد (۶) الشغف (۷) العشق (۸)التتميم (۹)التعبد (۱۰)الخلة، اورالخله کے بارے میں فرماتے ہیں: (مرتبة الخلّة الّتي انفردبها الخليلان، إبراهيم ومحمّد صلى الله عليهما وسلم)[85]

پھر اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو اتنا برگزیدہ بنالیا کہ آپ کی زندگی کو اسوہ قرار دیا، فرمایا: (قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ) (الممتحنہ:۴) (ترجمہ: (مسلمانو!) تمہارے لیے حضرت

---

(83) مسلم(۲۳۸۳)، صحیح الجامع(۵۲۹۶)

(84) صحیح ابن ماجہ:(۷۶) صحیح الجامع:(۲۶۳۵)، مسند احمد(۴۱۲۱)، نسائی رقم(۸۱۰۵)، ابن ماجہ رقم(۹۳)

(85) دیکھئے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں۔ ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض و عداوت ظاہر ہو گئی۔ لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی۔ کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں۔ اے ہمارے پروردگار تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے) اور پیارے نبی ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ بھی ان کی پیروی کیجیے، فرمایا:(ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ)(النحل:۱۲۳)(ترجمہ: پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف کی پیروی کریں، جو مشرکوں میں سے نہ تھے)، اور وجہ بھی بتلا دی، کہ کیوں آپ کو ان کی پیروی کرنی ہے، کیوں کہ وہ تمام مذاہب سے لاعلاقہ ہو کر ایک اللہ کی طرف مائل ہو گئے۔

یہی نہیں بلکہ حضرت ابراہیم کو تن تنہا ایک امت قرار دیا، فرمایا:(إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ)(النحل:۱۲۰)(ترجمہ: بے شک ابراہیم پیشوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور یک طرفہ مخلص تھے۔ وہ مشرکوں میں سے نہ تھے)حضرت ابراہیم کو اللہ تعالی نے تن تنہا امت کیسے قرار دیا، آپ سنجیدگی سے غور فرمائیں گے تو پتہ چلے گا کہ:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱)حضرت ابراہیم اپنی پوری زندگی توحید پر گامزن رہے، اور انتہائی مضبوطی، رسوخ اور پختگی کے ساتھ قائم رہے، کبھی لغزش نہیں آئی، کبھی اس باب میں آپ نے ٹھوکر نہیں کھائی اور نہ ہی مداہنت دکھائی

(۲)اپنے رب کی عبادت پر اطمینان اور یقین

اگر انسان اپنے رب پر یقین کرلیتا ہے تو اپنا سب کچھ قربان کرکے بھی افسوس کرتا ہے کہ میرے پاس کچھ اور ہوتا تو اللہ کے راستے میں قربان کرتا، انہی جیسے ایمانی فضاؤں میں حضرت ابراہیم نے زندگی گزاری تھی، قرآن کی ان چند آیات کا مطالعہ فرمائیں، حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی

(الف)غور فرمائیں: (وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ)(البقرۃ:۲۶۰)(ترجمہ: اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے دکھا تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟۔(جناب باری تعالیٰ نے) فرمایا، کیا تمہیں ایمان نہیں؟ جواب دیا ایمان تو ہے لیکن میرے دل کی تسکین ہو جائے گی، فرمایا چار پرند لو، ان کے ٹکڑے کر ڈالو، پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دو پھر انہیں پکارو، تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمتوں والا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:(ذکروا لسؤال إبراهيم عليه السلام، أسبابا، منها: أنه لما قال لنمروذ: (ربي الذي يحيي ويميت) أحب أن يترقى من علم اليقين في ذلك إلى عين اليقين، وأن يرى ذلك مشاهدة فقال: (رب أرني كيف تحي الموتى قال أولم تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي فأما الحديث الذي رواه البخاري عند هذه الآية: حدثنا أحمد بن صالح، حدثنا ابن وهب، أخبرني يونس، عن ابن شهاب، عن أبي سلمة وسعيد، عن أبي هريرة، رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " نحن أحق بالشك من إبراهيم، إذ قال: رب أرني كيف تحيي الموتى؟ قال: أولم تؤمن. قال: بلى، ولكن ليطمئن قلبي " وكذا رواه مسلم، عن حرملة بن يحيى، عن ابن وهب به فليس المراد هاهنا بالشك ما قد يفهمه من لا علم عنده، بلا خلاف[86] (ترجمہ: حضرت ابراہیم ۔علیہ السلام۔کے سوال کرنے کے کچھ اسباب ذکر کئے ہیں،ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: جب نمرود سے انہوں نے کہا (میرا رب مارتا اور جلاتا ہے) تو اس میں در حقیقت مسئلہ علم یقین سے عین الیقین تک پہنچنے کا تھا،اور اگر مشاہدہ کرنے کا معاملہ آیا تو فرمایا:(اے میرے پروردگار! مجھے دکھا تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟* (جناب باری تعالیٰ نے) فرمایا، کیا تمہیں ایمان نہیں؟ جواب دیا ایمان تو ہے لیکن میرے دل کی تسکین ہو جائے گی،)

جہاں تک حضرت ابو ہریرہ الی حدیث کی بات ہے،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:حضرت ابراہیم نے جب یہ کہہ کر شک کیا تھا:میرے رب!تو مردوں کو کیسے زندہ

---

(86) دیکھئے:تفسیر ابن کثیر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے گا، مجھے دکھادے، تو ہم تو زیادہ شک کے سزاوار ہیں، تو یہاں پر شک سے وہ چیز مراد نہیں ہے، جو بعض کم علم لوگ سمجھ بیٹھتے ہیں، اور اگر انسان کا دل مطمئن، ہو جائے، اسے قلبی سکون حاصل ہو جائے، تو اسے راحت و سکون کی ٹھنڈک، یقین کی حلاوت حاصل ہو جاتی ہے

(۳)صاف گوئی، صدق بافی۔

اگر انسان اپنی زندگی میں صاف گوئی سے کام لے، سچ بولنے لگے، اور سچائی کے ساتھ اپنے مشن میں لگ جائے تو پھر وہ اپنے آپ میں انجمن قرار پاتا ہے، اور اس امر کی گواہی اللہ نے حضرت ابراہیم کے لئے دی، فرمایا: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا﴾(سورۂ مریم:۴۱)(ترجمہ: اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کر، بیشک وہ بڑی سچائی والے پیغمبر تھے)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: (واذکر لهم ما کان من خبر إبراهیم خلیل الرحمن الذین هم من ذریته، ویدعون أنهم علی ملته، وهو کان صدیقا نبیا – مع أبیه کیف نهاه عن عبادة الأصنام فقال: (یا أبت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغني عنک شیئا) أي: لا ینفعک ولا یدفع عنک ضررا –)[87](ترجمہ: ان کو حضرت ابراہیم خلیل کے بارے میں بتاؤ، جو ان کے ہی ذریت میں سے تھے، جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ ان کے دین پر ہیں، اور وہ سچائی والے نبی تھے، اپنے والدِ محترم کے ساتھ کیسے تھے، جب انہوں نے ان کو بتوں کی

(87) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، تفسیر آیتِ مذکورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت سے منع فرمایا:(میرے ابا! آپ ایسی چیز کی پرستش کیوں کرتے ہیں جو نہ سن سکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے، اور نہ ہی کسی کام آسکتا ہے (یعنی نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے)

اب آیئے حضرت ابراہیم۔علیہ وعلی نبینا الصلاۃ والسلام۔کی سیرت کی چند جھلکیاں ملاحظہ کرتے ہیں:

(۱)حضرت ابراہیم کا دعوتی مشن:

دعوت الی اللہ انبیائی مشن ہے، رسولوں کی تحریک ہے، انبیاء کا راستہ ہے، دعوت الی اللہ نوعِ انسانی میں سے اللہ عزوجل کی سب سے معزز ہستیوں انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ و السلام کا راستہ ہے۔ تمام انبیائے کرام زندگی بھر یہی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ)(النحل:٦٣)(ترجمہ:ہم نے ہر امت میں پیغمبر بھیجے کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو) مزید فرمایا:(وَ مَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اِلَّا مُبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ)(الأنعام:٨٤)(ترجمہ:ہم نے پیغمبر مبعوث کیے تو بشارتیں دینے اور ڈرانے ہی کے لیے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابراہیم ۔علیہ السلام۔ اپنی زندگی میں دعوت کا مشن شروع کیا اور اپنے سب سے قریب ترین رشتہ دار سے کیا، جیسا کہ اللہ تعالی کا حکم ہے(وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ)(الشعراء:۲۱۴)(اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے) تو سب سے پہلے اپنے گھر سے نہیں بلکہ اپنے والد محترم سے شروع فرمایا، جیسا کہ قرآن کریم کی سورۂ مریم میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے، فرمایا: (إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا (●) يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا (●) يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا (●) يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا)(مریم:۴۲۔۴۵)(ترجمہ: جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابّا جان! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں؟ نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں میرے مہربان باپ! آپ دیکھیئے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں *، تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا میرے ابّا جان آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں شیطان تو رحم وکرم والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے ابّا جان! مجھے خوف لگا ہوا کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الٰہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں

پھر جب دھمکی آمیز لہجے میں بات کی اور آپ کی ایک نہ مانی تو سلام کہہ کر آگے بڑھ گئے(قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا)(مریم:۴۷)(ترجمہ: کہا اچھا تم پر سلام ہو، میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا*، وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے) اور استغفار کرنے کا یقین دلایا کہ مبادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کچھ بات سمجھ میں آجائے کہ بیٹا، باپ کا دشمن نہیں بلکہ حقیقی پیار کرنے والا محبِ صادق ہے، جس کے لہجے لہجے میں پیار ہے، اسلوب اسلوب میں الفت کی مٹھاس ہے، لب لب میں شیرینی محبت ہے، ذہن میں فکر ہے، اور سوچ سوچ میں جذبہ صادق ہے کہ باپ کو آخرت میں کوئی گزند نہ پہنچے

یہاں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک داعی اپنے مشن میں لگا رہتا ہے، نتیجہ کا انتظار نہیں کرتا ہے، بلکہ نتیجہ اللہ کے اوپر چھوڑ دیتا ہے، نتیجہ کی اسے بالکل پرواہ نہیں ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانیوں اور آزمائشوں میں ایک بڑی آزمائش یہ تھی، جس کا ذکر قرآن کریم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ وہ ظلم، کفر اور شرک پر قائم معاشرہ اور قوم کے خلاف تن تنہا کھڑے ہوگئے اور توحید ربانی کا پرچم بلند کیا۔ ان کی دعوت صرف سمجھانے تک محدود نہیں رہی بلکہ قوم کے اجتماعی کفر کو کھلے بندوں چیلنج کیا، انہیں لاجواب کیا اور خود اپنی قوم کے بت خانے میں گھس کر بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ قرآن کریم حضرت ابراہیم کی اس بت شکنی کے بعد قوم کی پنچائیت کے سامنے ان کی پیشی کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ جب قوم کے سرداروں نے سوال کیا کہ ابراہیم! ہمارے معبودوں کا یہ حشر تم نے کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے درمیان یہ بڑا بت جو سلامت کھڑا ہے اس نے کیا ہوگا، اور تم خود ان سے ہی کیوں نہیں پوچھ لیتے کہ ان کا یہ حشر کس نے کیا ہے؟ سرداروں کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا اور سب کے سب سر جھکائے یہ کہہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے کہ اے ابراہیم! تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے یہ معبود کلام نہیں کیا کرتے۔ حضرت ابراہیم کو اسی لمحے کا انتظار تھا، فوراً گویا ہوئے کہ افسوس ہے تم اور تمہارے ان معبودوں پر، کیااب بھی تم سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہو؟ اور پھر ایک نئے مرحلہ کی شروعات ہوئی:۔

(۲) دعوتی راہ میں تکلیفیں برداشت کرنا

اپنی بات یہاں سے شروع کرتا ہوں کہ

نارِ نمرود میں جس وقت کہ ڈالے گئے حضرت خلیل پھول بن بن کے شراروں نے قدم چوم لیا

دعوت کی راہ پھولوں کا سیج نہیں، کانٹے بھری راہ؛ بلکہ پل صراط ہے، جس سے داعی کو گزرنا پڑتا ہے، اور اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں

پھر آپ غور فرمائیں کہ آپ نے دعوت کے کارگر ہونے کے لئے جو طریقہ ہائے کار اور اسالیب اختیار کئے جانے چاہیے، سارے طریقے اختیار فرمائے، خوش اسلوبی، نرمی، نرم گوئی، پیار، محبت، چاؤ اور لگاؤ، اور سزاؤں سے بچانے کی فکر اور کوشش و خواہش، سارے اسالیب اختیار فرمائے۔

آپ حضرت ابراہیم کی عزیمت واستقامت اور جذبۂ تبلیغ ودعوت پر غور فرمایئے کہ کندھے پر کلہاڑی اٹھائے قوم کے بت خانے کارخ کیا اور قوم کے معبودوں کے ٹکڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹکڑے کر کے کلہاڑی بڑے بت کے کندھے پر رکھ دی اور کسی قسم کے فکر و تردد کیے بغیر اطمینان سے قوم کے سامنے آگئے۔ قوم پوچھتی ہے، سوال کرتی ہے، استفسار کرتی ہے، لیکن ابراہیم علیہ السلام کی ذہانت بلکہ عزیمت و استقامت کے سامنے سب بے بس ہیں، اور سوائے ندامت و پشیمانی کے قوم کے ہاتھ میں کچھ نہیں آتا۔ قوم بے بس اور لاچار ہو کر اس مرد قلندر کو آگ میں جلانے کا فیصلہ کرتی ہے، قرآن کہتا ہے (قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ)(الأنبیا:٦٨)(ترجمہ: کہنے لگے کہ اسے جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے)، پھر کیا ہوا؟

آگ جل رہی ہے اور شعلے آسمان سے باتیں کر رہے ہیں، حضرت ابراہیمؑ کو آگ کے سامنے لایا جاتا ہے، خدا کا خلیل مسکراتا ہے، آگے کی طرف دیکھتا ہے اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر اور مطمئن ہو کر خود کو آگے بھڑکانے والوں کے سپرد کر دیتا ہے، مگر کیا ہوتا ہے؟ اللہ کا فرمان جاری ہوتا ہے (قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ)(الأنبیاء:٦٩)(ترجمہ: ہم نے فرما دیا اے آگ! تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے سلامتی (اور آرام کی چیز) بن جا) آگ کی صلاحیت مفقود ہو جاتی ہے، اور اس کی لیاقت سلب کر لی جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ: میری مخلوق! اے آگ! خبردار جو تم نے میرے خلیل کو جلایا، آگ! تو ٹھنڈی ہو جا اور اتنی بھی ٹھنڈی مت ہو جانا کہ میرے خلیل کو گزند پہنچے، اور اسی لئے علامہ اقبال کو کہنا پڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نارِ نمرود میں جس وقت کہ ڈالے گئے حضرت خلیل پھول بن بن کے شراروں
نے قدم چوم لیا

(۳)اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور صدق دلی

ذرا تامل کیجئے اور اندازہ کیجئے کہ حضرت ابراہیم اللہ کے حکم سے نومولود لختِ جگر اور فرماں بردار بیوی کو مُلکِ شام سے ہزاروں میل دُور ایک ایسی وادی میں چھوڑ آئے کہ جہاں میلوں تک پانی تھا، نہ چرند پرند۔ اور آدم تھا، نہ آدم زاد، بالکل بے آب و گیاہ ویرانے میں

اب کہانی شروع ہوتی ہے:۔

وادیٔ فاران کے سنگلاخ کالے پہاڑوں کے درمیان، تپتے صحرا کے ایک بوڑھے درخت کے نیچے، اللہ کی ایک نیک اور برگزیدہ بندی اپنے نومولود معصوم بیٹے کے ساتھ چند روز سے قیام پزیر ہیں۔ جو زادِ راہ ساتھ تھا، ختم ہو چُکا۔ ماں، بیٹا بھوک، پیاس سے بے حال ہیں۔ ماں کو اپنی تو فکر نہیں، لیکن بھوکے، پیاسے بچّے کی بے چینی پر ممتا کی تڑپ فطری اَمر ہے، لیکن اس لق و دق صحرا میں پانی کہاں...؟ جوں جوں لختِ جگر کی شدّتِ پیاس میں اضافہ ہو رہا تھا، ممتا کی ماری ماں کی بے قراری بھی بڑھتی جارہی تھی۔ اسی حالتِ قلق و اضطراب میں قریب واقع پہاڑی، ”صفا“ پر چڑھیں کہ شاید کسی انسان یا پانی کا کوئی نشان مل جائے، لیکن بے سود۔ تڑپتے دِل کے ساتھ بھاگتے ہوئے ذرا دُور، دوسری پہاڑی ”مروہ“ پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

چڑھیں، لیکن بے فائدہ۔ اس طرح، دونوں پہاڑیوں کے درمیان پانی کی تلاش میں سات چکر مکمل کر لیے اور پھر زمزم جاری ہو جاتا ہے، اور یہاں سے حج و عمرہ میں سعی بین الصفاو المروہ کا منظر سانے آجاتا ہے۔

آبِ زَم زَم کا جاری ہونا

ادھر اللہ جل شانہ نے حضرت جبرائیل امین۔علیہ السلام۔کے ذریعے شیر خوار اسماعیل۔علیہ السلام۔ کے قدموں تلے دنیا کے سب سے متبرّک اور پاکیزہ پانی کا چشمہ جاری کر کے رہتی دنیا تک کے لیے یہ پیغام دے دیا کہ اللہ پر توکّل کرنے والے صابر و شاکر بندوں کو ایسے ہی بیش قیمت انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عبّاس۔رضی اللہ عنہما۔اس واقعہ کا نقشہ کھینچتے ہیں اور فرماتے ہیں (فجاءَ المَلَکُ بِها، حتى انتهى إلى مَوضِعِ زَمزَمَ، فضرَبَ بعقِبِه ففارَت عَيْنًا، فعجِلَتِ الإنسانَةُ، فجعَلَت تَقدَحُ في شَنَّتِها، فقال رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ: رحِمَ اللهُ أُمَّ إسماعيلَ، لولا أنَّها عجِلَت؛ لكانت زَمزَمُ عَيْنًا مَعينًا)[88] (فرشتہ انہیں زمزم کے کنواں تک لے کر آیا، اور اس زور کی ایڑی ماری کہ پانی کا چشمہ ابل پڑا، ام اسماعیل نے جلد بازی سے کام لیا، اور اپنا گھڑا ابھرنے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ، حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی والدہ پر رحمت فرمائے، اگر وہ پانی سے چُلّو نہ بھرتیں (اور اُسے رُکنے کا نہ کہتیں) تو وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔"

(88) بخاری: (۳۳۶۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ جس کے پاس توکل اور صدق و صفا کی دولت ہوتی ہے، اللہ تعالی ایسے ہی صلہ جات سے نوازتا ہے، اور اسے دنیا کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔

اسی طرح آپ کی قوتِ توکل وہاں بھی نمودار ہوتی ہے جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا، آپ نے فرمایا تھا: (حسبی اللہ ونعم الوکیل) اور نبی کریم ﷺ نے بھی حمراء الأسد میں یہی بات کہی تھی (ٱلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ ٱلنَّاسُ إِنَّ ٱلنَّاسَ قَدۡ جَمَعُواْ لَكُمۡ فَٱخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ إِيمَٰنًا وَقَالُواْ حَسۡبُنَا ٱللَّهُ وَنِعۡمَ ٱلۡوَكِيلُ) (آل عمران: ۱۷۳) (ترجمہ: وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے)[89]

(۴) وقتِ مصیبت نماز کی طرف دوڑ پڑنا اور دعا میں مشغول ہونا

جب بھی کوئی مصیبت آتی تو نبیٔ کریم ﷺ کا معمول تھا کہ نماز کی طرف لپک پڑتے، جیسا کہ حضرت حذیفہ ۔رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: (كَانَ النَّبِيُّ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ إذا حزبَهُ أمرٌ صلَّى)[90] (ترجمہ: جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو نماز پڑھتے

(89) دیکھئے بخاری: (۴۵۶۴)

(90) صحیح ابوداود (۱۳۱۹)، صحیح الجامع: (۴۷۰۳)، تخریج مشکاۃ المصابیح (۱۲۷۶)، فتح الباری: ۳/۲۰۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ انسان نماز پڑھتا ہے، تو اللہ سے جڑتا ہے، رابطہ کرتا ہے، اس سے لو لگاتا ہے، اور دعا و مناجات میں مشغول رہتا ہے

حضرت ابراہیم۔علیہ السلام۔نے جب اپنے اہل و عیال کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ دیا تو، اللہ سے انتہائی لجاجت و الحاح کے ساتھ رابطہ کیا، دعا مانگی اور عرض کیا:(رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ)(سورۂ ابراہیم:۳۷)(ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔اے ہمارے پروردگار! یہ اس لیے کہ وہ نماز قائم رکھیں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ اور انہیں پھلوں کی روزیاں عنایت فرما۔ تاکہ یہ شکر گزاری کریں)اور نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بھی اپنی امت کو اسی بات کی تعلیم دی ہے، فرمایا:(ابغوني الضُّعفاءَ، فإنّما تُرزَقونَ وتُنصَرونَ بضُعفائِكُم)[91]

ذرا اندازہ کیجئے کہ آپ علیہ السلام اپنے بال بچوں ایسی بیچارگی کی حالت میں چھوڑے جارہے ہیں، جہاں نہ پانی ہے، نہ دانہ، بے آب گیاہ، لق و دق صحرا، حضرت ہاجر پوچھتی ہیں: یہاں آپ ہم لوگوں کو چھوڑے جا رہے ہیں، جہاں انسان ہے، نہ چرند نہ

(91) صحیح ابو داؤد:۲۵۹۴,الأحکام الصغری از عبد الحق الأشبیلی(۵۳۸),ترمذی:۱۷۰۲,نسائی:۳۱۷۹,مسند احمد:۲۱۷۳۱,سلسلہ صحیحہ:۷۷۹, صحیح الجامع:۳۱,

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پرند، نہ پانی نہ خوراک، کس کے حوالے کئے جارہے ہیں، کیا اللہ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ہاں؛ فرمانے لگتی ہیں: تب اللہ ہم سب کو ضائع نہیں کرے گا(92)

پھر اس بات پر غور فرمایئے کہ وہ خاتون بھی کس قدر صابرہ، شاکرہ، اللہ پر بھروسہ کرنے والی، مضبوط اور چٹان جیسے عقیدہ والے ہوں گی، کہ جب اللہ کا نام آیا تو کہنے لگیں، کہ اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا

(۵) نیک کام کے کرنے کے بعد قبولیت کے لئے دستِ دعا دراز کرنا

اللہ اکبر! قرآن کا مطالعہ کیجئے، حضرت ابراہیم و اسماعیل خانہ کعبہ تعمیر فرمارہے ہیں، اور مکمل ہونے کے بعد قبولیت کے لئے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھاتے ہیں(وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) (البقرۃ:۱۲۷)(ترجمہ: ابراہیم ﴿علیہ السلام﴾ اور اسماعیل ﴿علیہ السلام﴾ کعبہ کی بنیادیں اور دیواریں اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جارہے تھے کہ ہمارے پروردگار! تو ہم سے قبول فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے)

امام جعفر طحاوی۔ رحمہ اللہ۔ فرماتے ہیں: باپ بیٹے نے خانہ کعبہ بنایا اور گڑگڑا کر دعا کررہے ہیں(رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)(93)()

---

(92) پورے واقعہ کے لئے دیکھئے بخاری: ۳۳۶۴)

(93)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بھی کہے جا رہے تھے: (رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ)(ابراہیم:۴۰)(ترجمہ: اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ اور میری اولاد سے بھی*، اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما)، نیز خاتونِ عمران اپنے پیٹ میں موجود بچے کو اللہ کے لئے وقف کر دیتی ہیں، اور کہتی ہے(رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)(آل عمران:۳۵)(ترجمہ: اے میرے رب! میرے پیٹ میں جو کچھ ہے، اسے میں نے تیرے نام آزاد کرنے کی نذر مانی، تو میری طرف سے قبول فرما! یقیناً تو خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے)

حضرات گرامی! حضرت ابراہیم کی سیرت اور ان کی زندگی کو پڑھتے جائیے اور اخلاص، عمل، نشاط، حرکت، عقیدہ، قربانی، توکل، اعتماد، وغیرہ جیسے امور کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے جائیے

قربانی سنت ابراھیمی

اسلامیانِ عالم ہر سال قربانی بجالاتے ہیں، اور جب جب قربانی کا تذکرہ ہوتا ہے، جب جب ایک مسلمان اللہ کی راہ میں قربانی پیش کرتا ہے، حضرت ابراہیم۔علیہ السلام۔ کا نام ضرور آتا ہے، اور مسلمانوں کے ذہنوں میں آپ علیہ السلام کی یاد گردش کرنے لگتی ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالی نے بڑی لجاجت و منت کے بعد اور ایک لمبی تڑپ اور طلب کے بعد حضرت ابراہیم کو حضرت اسماعیل جیسا فرزند ارجمند دیا تھا،، مگر یہاں بھی آزمائش کی گھڑی آپ کی منتظر کھڑی تھی، سو اللہ تعالی نے آزمالیا، جیسا کہ اللہ تعالی آپ کی ابتلاء و آزمائش کا تذکرہ فرمایا ہے،(وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ)(البقرہ:۱۲۴)اور بیٹے کو اللہ کے راستے میں قربان کرنے کا حکم دے دیا،اور اس عمل کی انجام دہی کے لئے باپ بیٹے دونوں تیار ہوگئے، حکم الہی آیا تو نہ باپ نے کوئی تامل کیا،اور نہ بیٹے نے کوئی تردد و تذبذب، دونوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا، قرآن نے اس کا نقشہ کتنا بہترین کھینچا ہے، حضرت ابراہیم کو جب حکم ہوا تو اپنے بیٹے کے سامنے اس بات کا تذکرہ فرمایا، قرآن نقشہ کھینچتا ہے،(فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ) اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرماں بردار بیٹے کے سانے اپنے خواب کو بیان کیا،اور مشورہ کیا، تو بردبار بیٹے نے بخوشی و مسرت، انتہائی متانت و سنجیدگی اور بیباک انداز میں کہا:(قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ)(الصافات:102)اے اباجان! آپ کو جو حکم ملاہے کر گزریئے ان شاء اللہ آپ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔

اور پھر ایک یادگار بن گئی، حضرت ابراہیم کی سنت قرار پائی، نبی کریم ﷺ نے اپنی پوری زندگی قربانی کی، کبھی ترک نہیں کیا، حتی کہ سفر میں بھی رہے، پھر بھی قربانی پیش کی؛حضرت عبد اللہ بن عمر۔رضی اللہ عنہما۔فرماتے ہیں:(أقام النبي صلى الله عليه وسلّم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالمدینة عشر سنین یضحي) [94]، نیز حضرت انس بن مالک۔رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں،:(ضحی النبي صلی اللہ علیہ وسلّم بکبشین أملحین ذبحهما بیده وسمی وکبر، وضع رجله علی صفاحهما) [95]، کیوں کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو حکم دیا تھا کہ آپ قربانی کریں، ارشادِ ربانی ہے:(إنا أعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر)

اس میں کوئی شک نہیں کہ قربانی حضرت ابراہیم کی سنت ہے، آپ کی یادگار ہے، بلکہ تاریخی یادگار، تاہم اس سلسلہ میں مروی حدیث انتہائی کمزور ہے، جس میں یہ آیا ہے کہ:(قالوا یا رسولَ اللہِ ما هذه الأضاحي قال سُنّةُ أبیکم إبراهیمَ) [96]

حضراتِ گرامی !عید الاضحی تو دراصل خلیل اللہ،اور امام الموحدین حضرت ابراہیم ۔علیہ السلام۔ کی اسی قربانی کی عظیم اور زندہ یادگار ہے جو آپ نے حضرت اسماعیل۔علیہ السلام۔ کی جگہ دنبہ کی شکل میں پیش فرمایا تھا:۔ ذرا اندازہ کیجئے حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے جلیل القدر اور برگزیدہ نبی نے اپنے دل کی گہرائی سے اپنی عمر کے اس پڑاؤ میں اولاد کے لئے دعائیں مانگی تھیں، مناجاتیں کیں تھیں، سجدوں کی نذر پیش کی تھی۔ اور بھیگی پلکوں کے سائے میں خالق مطلق سے بیٹے کی درخواست کی تھی،اور انتہائی

---

(94) مسند أحمد رقم(۴۹۵۵)،ترمذی:(۱۵۰۷)

(95) بخاری قم(۵۵۶۵)، مسلم رقم:(۱۹۶۶)، من حدیث أنس بن مالک)

(96) مسند احمد:۱۹۲۸۳،ابن ماجہ:۳۱۲۷)، مگر یہ حدیث حد درجہ کمزور ہے، محدثین کرام نے اسے ضعیف ہی نہیں ضعیف جدا قرار دیا ہے، مسند احمد کی تخریج میں شیخ شعیب ارناؤط نے اسے ضعیف جدا کہا ہے، علامہ البانی نے بھی اسے ضعیف جدا کہا ہے(دیکھئے:ضعیف ابن ماجہ:۶۱۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لجاجت و الحاح کے ساتھ (رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ) کہا تھا، جس عمر میں جاکر انسان یاس و قنوط کا شکار ہو جاتا ہے، اور ساری امیدیں ختم کر بیٹھتا ہے، ذرا عقیدہ کی مضبوطی اور اعتقاد کی پختگی تو دیکھئے، کہ عمر کی ۸۶ بہاریں دیکھنے کے بعد محرومیٔ اولاد کے شکار جلیل القدر پیغمبر صرف اور صرف ایک اللہ کریم سے آس لگائے بیٹھے ہیں اور (رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ) کی صدائیں لگا رہے ہیں، آپ کے والد محترم نہ یہ کہ بت پرست ہیں، بلکہ بتوں کے بنانے والے ہیں، مگر کبھی ایک لمحہ کے لئے امید نہیں لگائی کہ یہ غیر اللہ بھی اولاد دے سکتا ہے، فی زمانا اگر اولاد نہیں ہوتی ہے، بچے پیدا نہیں ہوتے ہیں، تو کتنے اغیار کے درباروں کے چکر لگائے جاتے ہیں، کبھی اس بابا کے پاس، کبھی اس مزار میں اپنی جبینِ نیاز ٹیکا جاتا ہے، ان سے منتیں مانی جاتی ہیں، ان سے اولادیں طلب کی جاتی ہیں، چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، نذر و نیاز پیش کئے جاتے ہیں، بکرے کاٹے جاتے ہیں، مگر امام الموحدین حضرت ابراہیم ـ علیہ السلام ـ کو دیکھئے، امیدیں لگائے بیٹھے ہیں کہ دینے والا تو وہی ہے، دوسرا نہ دے سکتا ہے اور نہ ہی لے سکتا ہے، بہر حال ایک لمبی مدت کے بعد دعائے خلیل قبول ہوئی تو چمن زار آرزو میں بہاریں مسکرانے لگیں، گھر کا گوشہ گوشہ منور ہو گیا، پورا گھرانہ بقعۂ نور بن گیا، اور جب یہ غنچۂ تر ایک شاداب پودے کی شکل میں رعنائی بکھیرنے لگا، بیٹا ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم پر بھی نہ رکھ سکا تھا کہ ایک اور امتحانِ عظیم نے دستک دی، وہ کیسی آزمائش کی گھڑی ہو گی جب رب کریم کے حکم کی محض تعمیل میں ایک دن وہی باپ اپنی تمناؤں کے مرکز، اپنی آرزوؤں کے پیکر اور اپنے ارمانوں کے حاصل اور مرادِ خاص سے بیابان کی بے آب و گیاہ، لق و دق سرزمین پر مشورہ طلب کر رہا ہے کہ "یٰبنیّ انی اری فی المنام انی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اذبحک فانظر ماذا تری (صافات۔ ۱۰۲)''یعنی''بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہیں ذبح کرنا چاہتے ہیں بتاؤ اس سلسلہ میں تمہاری رائے کیا ہے؟''اور برگزیدہ باپ کے سعادت فرزند نے والد محترم کے علم کو یقین کا جامہ پہناتے ہوئے اور جذبۂ ایثار کو نور علی نور بناتے ہوئے عرض کیا ''یابت افعل ما تؤمر ستجد نی ان شاء اللہ من الصٰبرین (صافات۔ ۱۰۲)''یعنی''میرے پدرِ بزرگوار آپکو جس بات کا حکم دیا گیا ہے بغیر کسی پس و پیش کے اسے کر گذرئے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔''

ایسی قربانی کی دنیا میں مثال نہیں کہ ایک طرف باپ اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کی قربانی پیش کر رہا ہے تو دوسری طرف سعادت شعار صاحبزادے اپنی متاع حیات کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک نئے عزم کے ساتھ کائنات گیتی پر تسلیم و رضا کا ایک نرالا امتحان دینے کیلئے اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ وادی منیٰ کی قربان گاہ میں موجود ہیں۔ قدرت کا عجیب کرشمہ تھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام الگ کھڑے مسکرا رہے تھے اور آپ کی جگہ ذبح ہونے والا ایک دنبہ تھا جسے حکم الٰہی سے حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے لاکر اسماعیل علیہ السلام کی جگہ لٹا دئے تھے۔ آج صدیاں گزر جانے کے بعد، مرورِ ایام کے ہچکولوں کے ساتھ، کتنے انقلابات آئے، اور فنا ہوگئے، کتنے قصے بپا ہوئے اور ختم ہوگئے، کتنے واقعات تو نما ہوئے اور طاق نسیاں بنا دئے گئے، لیکن تاریخ کی کوئی تبدیلی اور زمانے کا کوئی انقلاب آج تک اللہ کے خلیل و ذبیح کے بے مثال ایثار و قربانی کی حقیقت کو فراموش نہ کرسکا۔ باپ بیٹے کی یہ قربانی اللہ کی نظر میں اتنی مقبول ہوگئی کہ یہ سنت خلیلی تا صبح قیامت زندہ و پائندہ ہوگئی۔ ہر سال لاکھوں فرزندان توحید مخصوص

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متبرک ایام میں قول ہی سے نہیں بلکہ عملی نمونہ بن کر اس سنت ابراہیمی کو تازہ کیا کرتے ہیں

لیکن ایک مسلمہ حقیقت یہ بھی ہے کہ جانور کی قربانی پیش کرتے ہوئے جب تک حضرت ابراہیم۔علیہ السلام۔ کی قربانی ذہن میں نہ رکھا جائے، قربانی کی روح محسوس نہیں ہوتی، قربانی کی اہمیت سامنے نہیں آتا، جانور تو ذبح کر دیا جائے گا، مگر قربانی کی اصلیت سے بندہ محروم رہے گا

حضرت ابراہیم۔علیہ و علی نبینا الصلاۃ و السلام۔ کی قربانی کے دوام و ثبات حاصل ہونے کا راز یہ بھی ہے کہ اس قربانی کے یادگار و مقدس واقعہ میں جہاں اللہ کے خلیل و ذبیح کے قلب میں خلوص، جذبات میں صداقت اور فکر و نظر میں للّٰہیت کارفرما تھی۔ وہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی گہرائی سے نکلی زبان سے بار بار کہہ رہی تھی ”اے اللہ ! پھر سے ہماری نسل میں ایسی ہی امت پیدا فرما جو ہماری طرح اسلام پر قائم اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قربانی کے جانور: احکام ومسائل

اس عنوان کے تحت قربانی کے جانور اور اس کے احکام و آداب کا تذکرہ کرنے کی کوشش کریں گے ،خرید نے سے پہلے جن کا پاس و لحاظ کرنا ضروری ہے، لہذا ضروری تفصیلات سے اجتناب کرتے صرف مسائل واحکام بیان کریں گے

سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ

(۱) قربانی کے جانور کے خریدنے کے لئے حلال مال کا ہونا ضروری ہے، حرام مال سے خریدا ہوا جانور اللہ کے یہاں غیر مقبول ہے،جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا:(يا أيُّها النّاسُ إنَّ اللَّهَ طيِّبٌ لا يقبلُ إلّا طيِّبًا ، وإنَّ اللَّهَ أمرَ المؤمنينَ بما أمرَ بِه المرسلينَ فقالَ يا أيُّها الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّباتِ واعْمَلُوا صالِحًا إنِّي بِما تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ وقالَ يا أيُّها الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّباتِ ما رَزَقْناكُمْ قالَ وذَكرَ الرَّجلَ يُطيلُ السَّفرَ أشعثَ أغبرَ يمدُّ يدَه إلى السَّماءِ يا ربِّ يا ربِّ ومطعمُه حرامٌ ومشربُه حرامٌ وملبسُه حرامٌ وغذِّيَ بالحرامِ فأنّى يستجابُ لذلِك) [97]۔

(۲) قربانی جانور صدق دلی اور اللہ کے راستے میں قربانی کے لئے خریدا جائے، کھانے کے لئے صرف نہ خریدا جائے، اگر کھانا مقصود ہو گا تو پھر اللہ کے یہاں وہ قبول نہیں ہو گا

(97) مسلم رقم:(۱۰۱۵)، ترمذی رقم:(۲۹۸۹)، مسند أحمد رقم:(۸۳۴۸)، صحیح الجامع رقم:(۲۷۴۴)، صحیح الترغیب رقم:(۱۷۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) قربانی کے جانور کو خریدنے سے قبل اپنی نیت کی درستگی انتہائی ضروری ہے، اگر نیت میں دکھاوا، ریا، شہرت، نام ونمود، اور ایک دوسرے پر برتری مقصد ہو تو یہ قربانی بھی بیکار ہو گی، واللہ اعلم

اب آیئے مسائل واحکام جاننے کی کوشش کرتے ہیں، فأقول وباللہ التوفیق:۔

(۱) انسان کے پاس اگر استطاعت ہو تو قربانی ضرور کرنی چاہیئے، اگر استطاعت نہ ہو اور قربانی نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲) قربانی میں یا تو مکمل جانور ذبح کرے یا بڑے جانور میں ایک یا ایک سے زائد حصہ لے۔

(۳) قربانی میں انسان یہ نیت کرے کہ یہ میری طرف سے اور میرے گھر والوں کی طرف سے ہے، چاہے جس قدر لمبی فیملی ہو، تعداد جتنی بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۴) اگر بیٹا باپ کے ساتھ ہو تو باپ کی قربانی کافی ہو گی اور اگر باپ سے الگ ہو تو اس کو بھی اپنی طرف سے قربانی کرنی چاہیئے۔

(۵) اگر کئی بھائی ہوں تو اگر سب ساتھ میں ہوں تو ایک قربانی سب کی طرف سے کافی ہو گی اور اگر ایک دوسرے سے الگ ہوں تو سب کو اپنی اپنی قربانی کرنی چاہیئے۔

۶۔ قربانی بہیمۃ الأنعام میں سے ہی ہو گی (وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ) (الحج:۳۴) "بھیمۃ الانعام" سے مراد اونٹ گائے بھیڑ اور بکری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں عرب کے ہاں یہی معروف ہے نیز حسن اور قتادہ سمیت دیگر اہل علم کا بھی یہی موقف ہے۔

بہیمة الأنعام کی تفصیل خود قرآن میں یوں ہے: خود قرآنِ کریم نے الْأَنْعَام کی توضیح کرتے ہوئے۔

ضَأْن (بھیڑ)، مَعْز (بکری)۔ اِبل (اونٹ) اور بَقَر (گائے)

چار جانوروں کا تذکرہ فرمایا۔ اور ان کے مذکر ومؤنث کو ملا کر انہیں ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ

(جوڑوں کے لحاظ سے آٹھ) کہا۔ (الأنعام: 144-142)

انہی چار جانوروں کی قربانی پوری امتِ مسلمہ کے نزدیک اجماعی و اتفاقی طور پر مشروع ہے۔ ان جانوروں کی خواہ کوئی بھی نسل ہو اور اسے لوگ خواہ کوئی بھی نام دیتے ہوں، اس کی قربانی جائز ہے۔ مثلاً بھیڑ کی نسل میں سے دنبہ ہے۔ اس کی شکل اور نام اگرچہ بھیڑ سے کچھ مختلف بھی ہے، لیکن چونکہ وہ بھیڑ کی نسل اور قسم میں شامل ہے، لہٰذا اس کی قربانی مشروع ہے۔ اسی طرح مختلف ملکوں اور علاقوں میں بھیڑ کی اور بھی بہت سی قسمیں اور نسلیں ہیں جو دوسرے علاقے والوں کے لیے اجنبی ہیں اور وہ انہیں مختلف نام بھی دیتے ہیں۔ اس کے باوجود ان سب کی قربانی بھیڑ کی نسل و قسم ہونے کی بنا پر جائز اور مشروع ہے۔

اسی طرح اونٹوں وغیرہ کا معاملہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷) قربانی کا جانور معین عمر کا ہونا چاہئے، جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: (لاتذبحوا إلا مسنة إلا أن یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضأن)[98]، (مُسِنّہ ہی ذبح کرو، الا یہ کہ تم پر تنگی ہو تو بھیڑ کا کھیرا ذبح کرلو-") مُسِنّة (یعنی دوندا) ایسے جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت گر چکے ہوں

حدیث میں مذکور: "مسنه" کا لفظ ایسے جانور پر بولا جاتا ہے جس کے اگلے دو دانت گر چکے ہوں یا اس سے بھی بڑے جانور کو "مسنه" کہتے ہیں جبکہ "جذعه" (بھیڑ) اس سے کم عمر کا ہوتا ہے۔

- لہذا اونٹ پورے پانچ برس کا ہو تو اس کے اگلے دو دانت گرتے ہیں۔
- گائے کی عمر دو برس ہو تو اس کے اگلے دو دانت گرتے ہیں۔
- جبکہ بکری ایک برس کی ہو تو وہ تو اس کے اگلے دانت گرتے ہیں۔

(98) صحیح مسلم رقم: (۱۹۶۳) من حدیث جابر۔ رضی اللہ عنہ۔، مسند احمد رقم: (۱۴۵۰۲)، نسائی رقم: (۴۳۹۰)، ابن ماجہ رقم: (۳۱۴۱)، ابن خزیمہ رقم: (۲۹۱۸)، اس حدیث کو علامہ البانی نے آبو الزبیر (محمد بن مسلم بن تدرس مکی) کے مدلس ہونے کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، دیکھئے: سلسلہ ضعیفہ (۱/۹۱)، حالانکہ اس حدیث کو متعدد اہل علم محققین نے صحیح قرار دیا ہے، جیسے ابن خزیمہ نے صحیح ابن خزیمہ (۴/۲۹۴) میں، ابن الجارود نے المنتقی (۳۰۳) میں ابو عوانہ نے مستخرج ابو عوانہ (۵/۲۲۸) میں صحیح قرار دیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اور جذعہ چھ ماہ کے جانور کو کہتے ہیں، لہذا اونٹ گائے اور بکری میں سے آگے والے دو دانت گرنے سے کم عمر کے جانور کی قربانی نہیں ہو گی، اور اسی طرح بھیڑ میں سے جذعہ سے کم عمر [یعنی چھ ماہ سے کم] کی قربانی صحیح نہیں ہو گی۔

(۸) قربانی کا جانور عیوب سے پاک ہونا ضروری ہے، قربانی کے جانور کو درج ذیل عیوب سے پاک ہونا چاہیے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (العوراء بيِّنٌ عَوَرُها، والمريضة بيِّنٌ مرضها، والعرجاء بيِّنٌ ظَلْعُها، والكسير التي لا تَنقى؛ أي: ليس لها مخ)[99]۔

(۱) آنکھ میں واضح طور پر عیب: مثلاً: جس کی آنکھ بہہ کر دھنس چکی ہو یا پھر بٹن کی طرح ابھری ہوئی ہو، یا پھر آنکھ مکمل سفید ہو کر کانے پن کی واضح دلیل ہو۔

(۲) واضح طور بیمار جانور: اس سے بیمار جانور مراد ہیں مثلاً: جانور کو بخار ہو جس کی بنا پر جانور گھاس نہ کھائے اور اسے بھوک نہ لگے، اسی طرح جانور کی بہت زیادہ خارش جس سے گوشت متاثر ہو جائے، یا خارش جانور کی صحت پر اثر انداز ہو، ایسے ہی گہرا زخم اور اسی طرح کی دیگر بیماریاں ہیں جو جانور کی صحت پر اثر انداز ہوں۔

(۳) واضح طور پر پایا جانے والا لنگڑا پن: ایسا لنگڑا پن جو صحیح سالم جانوروں کے ہمراہ چلنے میں رکاوٹ بنے۔

---

(99) ابو داؤد رقم: (۲۸۰۲)، نسائی رقم: (۴۳۶۹)، ترمذی رقم: (۱۴۹۷)، ابن ماجہ رقم: (۳۱۴۴)، مسند أحمد رقم: (۱۸۵۱۰)، وصححہ الألبانی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) اتنا لاغر کہ ہڈیوں میں گودا باقی نہ رہے: کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا کہ قربانی کا جانور کن عیوب سے پاک ہونا چاہیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا چار عیوب سے: (وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو، اور آنکھ کے عیب والا جانور جس کی آنکھ کا عیب واضح ہو، اور بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو، اور وہ کمزور جانور جس کی ہڈیوں میں گودا ہی نہ ہو)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر معمولی عیب ہو تو قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے[100]۔

(۱۱) نبی کریم ﷺ کی قربانی کیسے ہوتی تھی؟ (ضحى النبي - صلى الله عليه وسلم - بكبشين أملحين، فرأيتُه واضعًا قدمه على صفاحهما، يسمي ويكبِّر، فذبحهما بيده)[101]۔

نیز آپ ﷺ کے بارے میں آیا: (كان رسول الله ! يضحي بكبش أقرن فحيل ينظر في سواد ويأكل في سواد ويمشي في سواد)[102]، (رسول ﷺ سینگ والا موٹا تازہ مینڈھا ذبح کرتے جس کی آنکھیں، منہ اور ٹانگیں سیاہ ہوتیں)

---

(100) دیکھئے: معالم السنن للخطابی: ۲/ ۱۹۹

(101) بخاری رقم: (۵۵۶۵)، مسلم رقم: (۱۹۶۶)

(102) ابوداود رقم: (2796)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۲) ایک بکری پورے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے

حضرت ابو ایوب انصاری سے پوچھا گیا کہ (فرماتے ہیں): كيفَ كانتِ الضَّحايا علَى عَهدِ رسولِ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ فقالَ كانَ الرَّجلُ يُضحِّي بالشَّاةِ عنهُ وعن أهلِ بيتِه فيأكلونَ ويَطعمونَ حتَّى تَباهى النَّاسُ فصارت كما تَرى [103]، شیخ الاسلام ابن تیمیہ بھی یہی فرماتے ہیں، [104]، ابن باز کا بھی یہی فتوی ہے [105]۔

(۱۳) کس جانور کی قربانی افضل ہے؟

سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، پھر گائے کی اور پھر بکری کی (شوکانی)، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (مَنْ راح في الساعة الأولى فكأنَّما قرَّب بدَنةً ، ومَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قرَّب بقَرةً، ومَنْ راحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فكأنَّما قرَّب كبْشًا أقْرنَ، ومَنْ راحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّما قرَّب دجاجةً ، ومَنْ راحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فكأنَّما قرَّب بيْضةً) [106] (ترجمہ: جو پہلی گھڑی میں (مسجد میں) گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو دوسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو تیسری گھڑی میں گیا

---

(103) صحیح ترمذی رقم: (۱۵۰۵)، ابن ماجہ رقم: (۳۱۴۷) وسندہ صحیح

(104) دیکھئے: مجموع فتاوی: ۲۳/۱۶۴۔

(105) دیکھئے: (https://binbaz.org.sa/fatwas/8615)

(106) بخاری رقم: (۸۸۱)، مسلم رقم: (۸۵۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گویا کہ اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک انڈہ قربان کیا)

یہی بات امام ابن قدامہ نے کہی ہے، قربانیوں میں افضل اونٹ ہے پھر گائے ہے پھر بکری ہے پھر اونٹ میں شریک ہونا ہے اور پھر گائے میں شریک ہونا ہے[107]، سعودی عرب کی دائمی افتاء کمیٹی سے سوال کیا گیا تو انہوں بھی یہی جواب دیا تھا[108]-

قربانیوں میں افضل اونٹ، پھر گائے پھر بکری اور پھر اونٹنی یا گائے کی قربانی میں شرکت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جمعہ کے متعلق فرمایا: "جو پہلی گھڑی میں (مسجد میں)گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو دوسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو تیسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک انڈا قربان کیا[109]۔

(۱۴) قربانی کے جانور میں سب سے افضل رنگ کونسا ہے؟

---

(107) المغنی:۱۳/۳۶۶

(108) دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۱۱/۳۹۸۔

(109) سعودی کمیٹی کا فتوی: فتاوی اسلامیہ:۲/۳۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے افضل رنگ وہ ہے جو آپ ﷺ نے کیا (چتکبرا)

نبیٔ اکرم ﷺ کی قربانی کے بارے میں آتا ہے (ضحى النبي صلى الله عليه وسلم بكبشين، أملحين أقرنين)[110]۔

(۱۵) قربانی کے جانور کا دودھ دوہا جا سکتا ہے: قربانی کا جانور دوہا جا سکتا ہے، جانور کے بچے سے جو بچ جائے، اسے پیا بھی جا سکتا ہے، بعض علماء کا کہنا ہے کہ اسے صدقہ کر دیا جائے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ قربانی کرنے والا بھی پی سکتا ہے، اِن شاء اللہ کوئی حرج نہیں ہے[111]، امام ابن حزم ظاہری کہتے ہیں، کہ اسے بیچ بھی سکتے ہیں، کوئی حرام کام نہیں ہو گا[112]

(۱۶) خصی کی قربانی جائز ہے

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں: (أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن يضحي، اشترى كبشين عظيمين، سمينين، أقرنين، أملحين، مَوْجُوءَيْنِ)[113] (ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ جب

---

(110) بخاری رقم: (۵۵۶۵)، مسلم رقم: (۱۹۶۶)

(111) دیکھئے: المغنی: ۹/ ۴۴۵، الحاوی الکبیر: ۱۵/ ۱۰۸، القوانین الفقہیۃ: ۱۲۸، روضۃ الطالبین: ۲/ ۴۹۴، بیہقی: ۹/ ۲۸۸)

(112) دیکھئے: المحلی: ۶/ ۳۸)

(113) ابن ماجہ رقم: (۳۱۲۲)، صحیح ابن ماجہ رقم: (۲۵۳۱)، ارواء الغلیل: ۴/ ۳۵۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے بڑے موٹے تازے سینگ والے' چتکبرے خصی مینڈھے خرید لاتے)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے قربانی کے دن سینگ والے دو چتکبرے خصی مینڈھے ذبح کیے۔"[114]

(۱۷) بھینس کی قربانی

اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، بلکہ شدید سے شدید تر ہوتا جارہا ہے

(۱۸) حاملہ جانور کی قربانی:۔ حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اس پر شاہد ہے، نبی ٔ اکرم ﷺ نے فرمایا::(ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ)[115]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ۔سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا،، اگر تم چاہو تو اسے کھالو،، اور مسدد۔ رحمہ اللہ۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم اونٹنی' گائے اور بکری ذبح کرتے ہیں تو ہم اس کے پیٹ میں بچہ پاتے ہیں کیا ہم اسے پھینک دیں یا اسے

---

(114) (ابو داود رقم:(2795)

(115) ابو داود رقم:(2827)،ترمذی رقم:(۱۴۷۶)،ابن ماجہ رقم:(۳۱۹۹)،مسند أحمد رقم:(۱۰۹۵۰)، صحیح الجامع رقم:(۳۴۳۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کھالیں ؟آپ ﷺ نے فرمایا:"اگر تم چاہو تو اسے کھالو کیونکہ اس کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی ہے"۔

(۱۹) قربانی کے جانور پر سوار ہونا جائز ہے

اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے، جس میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:(أَنَّ رَسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلّم رَأى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً، فَقالَ: ارْكَبْها فقالَ: إنّها بَدَنَةٌ فقالَ: ارْكَبْها قالَ: إنّها بَدَنَةٌ قالَ: ارْكَبْها ويْلَكَ في الثّالِثَةِ أوْفي الثّانِيَةِ) (ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ۔رضی اللہ عنہ۔سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو قربانی کا جانور لے جاتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا-اس شخص نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا-اس نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا افسوس!سوار بھی ہو جاؤ(ویلک آپ ﷺ نے)دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا۔"[116]۔

(۲۰) قربانی کے جانور کو فروخت کرنا

اگر انسان قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدے تو پھر اسے فروخت کرنا درست نہیں، جس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے (أَنَّ عُمَرَ بنَ الخَطّابِ أصابَ أرْضًا بخَيْبَرَ، فأتى النبيَّ ﷺ يَسْتَأْمِرُهُ فيها، فقالَ: يا رَسولَ اللّٰهِ، إنِّي أصَبْتُ أرْضًا بخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مالًا قَطُّ

(116) بخاری: کتاب الحج: باب رکوب البدن رقم:(1689)، مسلم رقم:(2323)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَنْفَسَ عِنْدِي منه، فَما تَأْمُرُ بِهِ؟ قالَ: إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا، وتَصَدَّقْتَ بها قالَ: فَتَصَدَّقَ بها عُمَرُ، أَنَّه لا يُبَاعُ ولا يُوهَبُ ولا يُورَثُ، وتَصَدَّقَ بها في الفُقَرَاءِ، وفي القُرْبَى وفي الرِّقَابِ، وفي سَبِيلِ اللَّهِ، وابْنِ السَّبِيلِ، والضَّيْفِ لا جُنَاحَ على مَن ولِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْها بالمَعروفِ، ويُطْعِمَ غيرَ مُتَمَوِّلٍ قالَ: فَحَدَّثْتُ به ابْنَ سِيرِينَ، فقالَ: غيرَ مُتَأَثِّلٍ مالًا.)[117]، کیونکہ اب وہ جانور اللہ تعالیٰ کا ہو چکا ہے اب اسے صرف اللہ کے لیے قربان کرنا ہی ضروری ہے جیسے وقف شدہ مال کو نہ فروخت کرنا جائز ہے، نہ ہبہ کرنا جائز ہے اور نہ ہی وراثت میں تقسیم کرنا جائز ہے بلکہ اسے اللہ ہی کے لیے صرف کرنا ضروری ہے۔

ہاں اگر اسے فروخت کرنے سے مقصود اسے تبدیل کرنا ہے تو درست ہے مثلا اگر کوئی شخص بکری خرید لایا ہے لیکن پھر وہ اسے فروخت کر کے گائے خریدنا چاہتا ہے تو یہ درست ہے کیونکہ یہ افضل قربانی کی طرف پیشرفت ہے۔ اور اس صورت میں بھی فروخت کرنا جائز ہے کہ اگر جانور خریدنے کے بعد علم ہو کہ یہ بیمار ہے یا اس میں کوئی ایسا نقص ہے جس کی وجہ سے یہ قربانی کے قابل نہیں تو اسے فروخت کر کے دوسرا جانور خریدا جاسکتا ہے

(۲۱) قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اگر عیب دار ہو جائے تو اس کی قربانی جائز ہے، سنن بیہقی میں ہے کہ حضرت ابن زبیر کے پاس ایک جانور لایا گیا جو کانا تھا، تو انہوں نے فرمایا:(إن كان أصابها بعد ما اشتريتموها فأمضوها ، وإن كان أصابها قبل أن تشتروها

(117) بخاری رقم:(۲۷۳۸)، مسلم رقم:(۴۲۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فأبدلوها)[118]، یہی بات امامانِ دین: حسن، نخعی، زہری، ثوری، مالک، اور شافعی اور اسحاق جیسے علمائے اسلام سے منقول ہے[119]۔

(۲۲) قربانی کے جانور کی تعیین:

قربانی کے جانور کی تعیین دو طریقے سے ہوگی (۱) یا تو دل ہی میں کہے کہ یہ جانور میں قربان کروں گا، اس سے بھی تعیین ہو جائے گی (۲) یا تو انسان خرید لے، خرید لیا تو جانور کی تعیین ہو جائے گی[120]

(۲۳) قرض لے کر قربانی کرنا:

اگر قرض اتارنے کی صلاحیت ہو یا امید ہو کہ قرض ادا ہو جائے گا تو قرض لے کر قربانی کیا جا سکتا ہے، بلکہ کرنا چاہئے، کیوں کہ یہ سنت مؤکدہ کے حکم میں ہے، خاص کر اگر قرض چکانے کی استطاعت ہو تو ضرور کرنا چاہئے، یہی بات صحیح ہے، اور علمائے محققین جیسے: شیخ الاِسلام ابن تیمیہ اور ابن باز وغیرہ نے کہی ہے،[121]۔

---

(118) امام نووی نے اپنی کتاب المجموع (۸/۳۲۸) میں اس اثر کو صحیح کہا ہے

(119) دیکھئے: المغنی: ۱۳/۳۷۳) نیز دیکھئے: ابن تیمیہ کی مجموع فتاوی: ۲۶/۳۰۴)

(120) دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمہ: ۱۱/۴۰۲)

(121) دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۶/۳۰۵, فتاوی ابن باز: ۱/۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر وہ قرض دار ہے تو پہلے قرض چکائے یا قربانی کرے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قرض چکانا واجب ہے، بعض اوقات میں نبی کریم ﷺ نے مقروض شخص کی نماز جنازہ تک نہیں پڑھی ہے، بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: (صلُّوا علی صاحِبِکُم فإنَّ علیہِ دَینًا. قالَ أبو قتادةَ: ھوَ عليَّ فقالَ رسولُ اللہِ صلّی اللہ علیہِ وعلی آلِہِ وسلَّمَ بالوفاءِ)[122] (ترجمہ: تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو، کیوں کہ اس پر قرض ہے، حضرت ابو قتادہ نے فرمایا: میں ان کی طرف سے قرض ادا کر دوں گا، آپ ﷺ نے فرمایا، یہ پورا کرنا ضروری ہے) اور قربانی کرنا یہ سنت مؤکدہ، لہذا پہلے قرض کی ادائیگی کی جانی چاہیے، اگر صاحبِ قرض مان لیتا ہے تو قرض لے کر بھی قربانی کی جاسکتی ہے

(۲۴) گائے میں ۷ اور اونٹ میں ۷ آدمی شریک ہوسکتے ہیں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((نحرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الحدیبیۃ البَدَنَۃَ عن سبعۃ، والبقرۃ عن سبعۃ))[123]، بعض علماء نے اونٹ

---

(122) دیکھئے: مسند أحمد (۲۲۸)، ترمذی: (۱۰۶۹)، نسائی: (۱۹۶۰)، ابن ماجہ: (۲۴۰۷)، صحیح ابن حبان: (۳۰۶۰) و سندہ صحیح

(123) مسلم رقم (1318)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دس افراد کی شرکت کی بات بھی بعض روایت کی بنیاد پر کہی ہے، لیکن اس میں قدرے اختلاف ہے، اونٹ میں سات آدمی کی شرکت سے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے

(۲۵) قربانی کے جانور کا چمڑا بیچنا جائز نہیں ہے (أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ - صلی الله علیه وسلم - أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ، وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجِلَّتِهَا، وَأَنْ لاَ أُعْطِيَ الجَزَّارَ مِنْهَا، قَالَ: ((نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا)).)[124]، علامہ شوکانی نے اجماع نقل فرمایا ہے[125]، ہاں اگر گوشت اسے دینا چاہے تو بطور صدقہ دیا جاسکتا ہے، بطورِ قیمت نہیں،

(۲۶) قربانی کا جانور اگر چوری ہو جائے، مر جائے، یا گم ہو جائے تو کوئی بات نہیں، دوسرا خرید کر قربانی کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر صاحبِ قربانی نے کوتاہی کی تو تاوان دینا پڑے گا، ابن قدامہ فرماتے ہیں: (إِذَا أَتْلَفَ الْأُضْحِيَّةَ الْوَاجِبَةَ، فَعَلَيْهِ قِيمَتُهَا؛ لِأَنَّهَا مِنْ الْمُتَقَوِّمَاتِ، وَتُعْتَبَرُ الْقِيمَةُ يَوْمَ أَتْلَفَهَا)[126]، شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: (وَالْإِرَادَةُ الْجَازِمَةُ إذَا فَعَلَ مَعَهَا الْإِنْسَانُ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ كَانَ فِي الشَّرْعِ بِمَنْزِلَةِ الْفَاعِلِ التَّامِّ: لَهُ ثَوَابُ الْفَاعِلِ التَّامِّ وَعِقَابُ الْفَاعِلِ التَّامِّ الَّذِي فَعَلَ جَمِيعَ الْفِعْلِ الْمُرَادِ حَتَّى يُثَابَ وَيُعَاقَبَ عَلَى مَا هُوَ خَارِجٌ عَنْ مَحَلِّ قُدْرَتِهِ مِثْلَ الْمُشْتَرِكِينَ والمتعاونين عَلَى أَفْعَالِ الْبِرِّ)[127]

---

(124) بخاری رقم (۱۷۱۷)، مسلم رقم: (۱۳۱۷)۔

(125) نیل الأوطار: ۵/۱۵۳)

(126) المغنی: ۹/۳۵۲)

(127) (مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۱۰/۷۲۲-۷۲۳، نیز دیکھئے: ۲۳/۳۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۷) قربان گاہ میں اگر جانور ادل بدل ہو جائے اور قربانی کا جانور بدل جائے تو کوئی حرج نہیں

(۲۸) مخنث جانور کی قربانی:۔ اس سلسلہ میں علماء کا قدرے اختلاف ہے، صحیح بات یہ ہے کہ جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ مخنث ہونا کوئی عیب نہیں ہے، اور نہ ہی اس سے اس کے گوشت میں کوئی فرق پڑتا ہے، امام نووی سے ایک بار ایسا ہی سوال کیا گیا تھا تو آں رحمہ اللہ نے جواز کا فتوی دیا تھا[128]، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے جن عیوب سے پاک رہنے کی تاکید فرمائی ہے، یہ ان میں شامل نہیں ہے، اس لئے بلا کراہت اس کی قربانی جائز ہے

ہذا ما تیسر جمعہ لہذا الباب، واللہ الموفق والمستعان

(128) دیکھئے: مواھب الجلیل: ۳/۲۳۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قربانی: احکام ومسائل

اس تعلق سے چند باتیں ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) قربانی کا معنی: اونٹ ٔ گائے، بیل، خصی، بکری میں جو عید الأضحی اور ایام تشریق میں بطور تقرب إلی اللہ ذبح کیا جاتا ہے، اسے قربانی کہا جاتا ہے (129)، فیروز اللغات میں لکھا ہے کہ قربانی وہ جانور ہے جو اللہ راستے میں کیا جائے (130)

(۲) قربانی کا لفظ قرآنِ کریم میں موجود ہے جو اسی معنی میں موجود ہے (وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ)(المائدہ:۲۷)

(۳) قربانی کے لئے قربان، اضحیہ، اور اضاحی اور نسک کا لفظ بولا جاتا ہے

(۴) قربانی کتاب وسنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے

(الف) قرآن کریم سے دلیل: (({فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ}[الکوثر:۲] پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے' نیز اللہ تعالی نے فرمایا: {قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ} الأنعام: ۱۶۲) ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز 'میری قربانی 'میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہے)

---

(129) فقہ السنۃ از سید سابق: 3/195۔

(130) دیکھئے فیروز اللغات ص ر ۹۵۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ب) احادیث سے دلائل: جب ہم احادیث پر نظر ڈالتے ہیں تو بیشتر احادیث اس باب پر دلالت کرتی ہیں

(۱) نبی کریم ﷺ نے سینگ دار چتکبرا دو مینڈھے قربانی کے لئے ذبح کئے' آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا' اور ذبح کرتے وقت (بسم اللہ' اللہ اکبر) کہا' اور اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھا:[131]۔

(۲) حضرت ام سلمہ ۔رضی اللہ عنہا۔ کی روایت (إذا دخلت العشر وأراد أحدكم أن يضحي فلا يمس من شعره وبشره شيئا)[132] (ترجمہ: جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے

(۳) حضرت براء بن عازب ۔رضی اللہ عنہما۔ کی حدیث: (من ذبح بعد الصلاة فقد تم نسكه وأصاب سنة المسلمين)[133] (ترجمہ: جس نے نمازِ (عید) کے بعد اپنی قربانی ذبح کی تو اس کی قربانی پوری ہو گئی اور مسلمانوں کی سنت کو اس نے پالیا)

(۴) قربانی کی حکمت: قربانی ایک عظیم عمل ہے جو بہت ساری حکمتوں کے پیش نظر انجام دیا جاتا ہے' مثلا:

---

(131) بخاری: رقم (۵۵۶۵)' مسلم رقم: (۱۹۶۶)

(132) مسلم رقم: (۵۲۳۲)

(133) بخاری رقم: (۵۲۲۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) قربانی اللہ کے تقرب کے حصول اور ثوابِ الٰہی کے لئے دی جاتی ہے {فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ} [الکوثر:۲] پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے' نیز اللہ تعالی نے فرمایا: {قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ } الأنعام :۱۶۲) ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہے

(۲) امام الموحدین حضرت ابراہیم اور امام الأنبیاء جناب محمد ﷺ کی سنت کے طور پر بھی دی جاتی ہے (وفدیناہ بذبحِ عظیم) (الصافات:۱۰۷)

(۳) اپنے اہل و عیال پر بقر عید کے دن توسیع کے لئے بھی قربانی پیش کی جاتی ہے
(۴) غرباء' فقراء' مساکین' محتاجگان اور ضرورت مندوں پر صدقہ و خیرات کرنے کے لئے ہ بھی قربانی پیش کی جاتی ہے

(۵) شکرانے کے طور پر بھی قربانی دی جاتی ہے' اللہ نے فرمایا: (فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ) (سورۂ الحج:۳۶) ترجمہ: اس سے کھاؤ' اور ضرورت مندوں اور محتاجوں کو کھلاؤ' اسی طرح ہم نے انہیں تمہارے لئے تابع کر دیا' تا کہ تم شکر گزاری کر سکو۔

(۶) اللہ تعالی کو راضی کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرنا بھی اس کا ایک مقصد ہوتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۷)اس سے مقصود اعلانِ توحید بھی ہوتا ہے، کہ اسے ذبح کرتے ہوئے صرف اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور دعا کے وقت بھی بار بار توحید کا اقرار کیا جاتا ہے، نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت کو زندہ کر کے اس ملتِ حنیفیت کی یاد تازہ ہوتی ہے جس کی طرف حضرت ابراہیم نے بلایا تھا اور جس کی پیروی کا حکم نبی کریم ﷺ کو بھی دیا گیا تھا

(۵) **قربانی کے دن کی فضیلت:** بہت سارے واعظین، مقررین اور خطباء ذی الحجہ آتے ہی قربانی کی فضیلت بیان کرتے ہیں، ابن العربی المالکی فرماتے ہیں: "قربانی کی فضیلت میں کوئی بھی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی ہے[134]، تاہم قربانی کا دن انتہائی اہم، عظیم اور قابل صد رشک دن ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إن أعظم الأيام عند الله تعالى يوم النحر ثم يوم القر"[135] (ترجمہ: اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑا دن قربانی کا دن ہے پھر منی میں ٹھہرنے کا پہلا دن ہے) اور قربانی کا دن اس لئے بھی انتہائی اہم اور مہتم بالشان ہے کہ اس دن عید کی نماز کے ساتھ ساتھ اللہ کی بارگاہ میں اپنے گاڑھی کمائی سے خرید کر رضائے الٰہی کی خاطر ایک بندۂ مومن مہنگا سے مہنگا جانور قربان کرتا ہے، اور اس لئے بھی قربانی کے ایام اللہ کے یہاں فضیلت مآب ہیں کہ ان دنوں میں کھانے پینے کے ساتھ ساتھ اللہ کریم کا خوب خوب ذکر کیا جاتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "((أيام التشريق أيام أكل

---

(134) دیکھئے: عارضۃ الأحوذی ۶/۲۲۸، تحفۃ الأحوذی: ۵/۶۲)

(135) ابو داود رقم: (۱۷۶۵)، مسند احمد رقم: (۳۱/۴۲۷) اور ابن خزیمہ رقم: (۲۸۶۶)، ۲۹۱۷، ۲۹۶۶ مستدرک حاکم (۴/۲۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وشرب))، وفي رواية: ((وذكر الله))،،[136](اور اس لئے بھی یہ ایام انتہائی عظیم ہیں کہ ان ایام میں بکثرت ذکر بجالانے کا حکم اللہ تعالی نے دیا ہے' اللہ تعالی نے فرمایا: :﴿واذكروا الله في أيام معدودات﴾[البقرة:۲۰۳](چند دنوں میں اللہ کا ذکر کیا کرو) میں مذکورہ ایام معدودات بھی یہی ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ کئی مفسرین نے نقل فرمایا ہے

(٦) قربانی حضرت ابراہیم۔علیہ السلام۔ کی سنت ہے۔ قربانی کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے' اس کے پس منظر پر تامل فرمایئے تو آپ کو بخوبی پتہ چلے گا کہ اس کا سرا حضرت ابراہیم۔علیہ السلام۔ حضرت اسماعیل۔علیہ السلام۔ کو ذبح کرنے سے ملتا ہے' ذرا غور کیجئے کہ جب حضرت ابراہیم۔علیہ السلام۔ نے اپنے بیٹے سے ذبح کرنے کی بات کہی تو بلا تردد و تامل حضرت اسماعیل۔علیہما السلام تیار ہوگئے' اور کسی پس وپیش کا اظہار نہیں کیا' اللہ تعالی کو ان دونوں فرمانبردار باپ' بیٹے کی ادا اس قدر بھائی کہ رہتی دنیا تک کے لئے اسے سنت بنادیا (سورۂ صافات آیت:۹۹ سے ۱۰۸ کا مطالعہ ترجمہ و تفسیر کے ساتھ کیجئے' بہت سے رازِ سربستہ واہوں گے' اور اطاعت وفرماں برداری کی بہت ساری گرہیں کھلیں گی)

شیخ صلاح الدین یوسف۔رحمہ اللہ۔ لکھتے ہیں:''مفسرین کے درمیان اس کی بابت اختلاف ہے کہ ذبیح کون ہے؟ اسماعیل علیہ السلام یا اسحاق علیہ السلام؟ امام ابن جریر نے حضرت اسحاق۔علیہ السلام۔ کو اور بن کثیر اور اکثر مفسرین نے حضرت اسماعیل۔علیہ

---

(136) صحیح مسلم رقم:(۱۱۴۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

السلام۔ کو ذبیح قرار دیا ہے، اور یہی بات صحیح ہے، امام شوکانی نے اس میں توقف اختیار کیا ہے[137]۔

(۸) **قربانی کا حکم:** قربانی کے حکم کے تعلق سے علمائے اسلام میں اختلاف رہا ہے کہ قربانی واجب ہے یا سنتِ مؤکدہ، امام ابو حنیفہ۔ رحمہ اللہ۔ کے علاوہ ائمہ ثلاثہ اور جمہور اہل علم کے یہاں قربانی سنتِ مؤکدہ ہے، حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہما) فرمایا کرتے تھے: ھی سنۃ و معروف ترجمہ: یہ سنت ہے، اور اسلام میں ایک معروف چیز ہے[138]، امام ترمذی فرماتے ہیں: "اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے اور اسی پر عمل کرنا مستحب ہے اور امام سفیان ثوری۔ رحمہ اللہ۔ اور امام ابن مبارک۔ رحمہ اللہ۔ بھی اسی کے قائل ہیں - "(ترمذی: بعد الحدیث رقم:۱۵۰۶"۔ حضرات ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کبھی کبھار قربانی اس خوف سے چھوڑ دیا کرتے تھے کہ اسے واجب نہ قرار دیا جائے[139] (جو اس بات کی قوی دلیل ہے، کہ قربانی واجب نہیں ہے، اور دلائل کا جائزہ لینے کے بعد راجح اور قوی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی سنتِ مؤکدہ ہے، ہاں اگر کسی نے قربانی کے لئے نذر مانی ہے، تو ایسی صورت میں اس پر واجب ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ،، **یوفون بالنذر**" (سورۃ الدہر:۷) ترجمہ: نذر

---

(137) تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر فتح القدیر، اور تفسیر ابن کثیر، دیکھئے: احسن البیان ص ۱۲۶۳)

(138) بخاری رقم:(۵۵۴۵)،

(139) دیکھئے: طبرانی رقم:۳۰۵۸، بیہقی رقم:۱۹۵۰۸، ارشاد الفقیہ (۳۵۲۱) میں ابن کثیر نے اس کی سند کو "جید" کہا ہے، جبکہ علامہ البانی نے (ارواء الغلیل: ۴/۳۵۵ رقم:۱۱۳۹) میں صحیح قرار دیا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوری کرتے ہیں' نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مَن نَذَرَ أن يُطيعَ الله فليُطِعْه، ومَن نَذَرَ أن يَعْصِيَه فلا يَعْصِه"[140] (ترجمہ: جس نے اللہ کی اطاعت کے لئے نذر مانی' تو اسے اپنی نذر پوری کرنی چاہیئے' اور جس نے معصیت کی نذر مانی' تو وہ اللہ کی معصیت نہ کرے[141]۔

(۹) **سب سے افضل اور بہتر قربانی:** وہ جانور ہے' جسے نبی کریم ﷺ نے ذبح فرمایا: نبی کریم ﷺ نے سینگ دار چتکبرا دو مینڈھے قربانی کے لئے ذبح کئے' آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا' اور ذبح کرتے وقت (بسم اللہ' اللہ اکبر) کہا' اور اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھا:[142]، اس سے معلوم ہوا کہ سب سے افضل قربانی سینگ دار چتکبرے مینڈھے کی قربانی ہے' کیوں کہ آپ ﷺ ہمیشہ افضل چیز کا انتخاب فرماتے تھے۔

(۱۰) **قربانی کے جانور کو موٹا کرنا:** قربانی کے جانور کو موٹا کرنا' اسے خوبصورت بنانا' اسے کھلا' پلا کر موٹا فربہ کرنا' تعظیم شعائر اللہ میں سے ہے' جسے تقویٰ الٰہی کہا گیا ہے' یہی بات حضرت ابن عباس۔ رضی اللہ عنہما۔ نے (و من يعظم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب) کی تفسیر میں فرمائی ہے[143]، صحابہ کرام قربانی کے جانور کو خوب فربہ کرتے تھے' اس کی نشو و نما میں خوب خوب حصہ لیتے تھے' حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں: "كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَّةَ

---

(140) بخاری رقم: (٦٦٩٦)

(141) دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۹/ ۴۱۳)

(142) بخاری: رقم (٥٥٦٥)، مسلم رقم: (١٩٦٦)'

(143) دیکھئے: تفسیرِ طبری: ١٧١٥٦)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ،،[144] (ترجمہ: ہم لوگ مدینہ میں قربانی کے جانور کو خوب موٹا کرتے تھے' اور مسلمان (یعنی تمام صحابہ) موٹا فربہ کرتے تھے، تاہم اس سلسلہ میں ایک مشہور حدیث ذکر کر دی جاتی ہے کہ (استفرہوا ضحایاکم، فإنہا مطایاکم علی الصراط)[145]۔

(۱۱) قربانی کا جانور جتنا مہنگا ہوا' اس قدر افضل اور اعلی ہو گا' جیسا کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "أغلاها ثمناً وأنفسها عند أهلها،، ترجمہ: سب سے بہتر وہ جو قیمت کے اعتبار سے مہنگا اور اس گھر والوں کے یہاں نفیس ہو،[146]، امام ابن خزیمہ فرماتے ہیں: "انسان کے نزدیک قربانی کا جانور دیکھنے میں جتنا اچھا لگے گا' اللہ کے نزدیک اتنا ہی بہتر ہو گا،،[147]۔

سعودی مجلس افتا کا فتویٰ: قربانی کے بہتر اور افضل ہونے کے تعلق سے مملکتِ سعودی عرب کی مجلسِ افتا کا فتوی ملاحظہ فرمائیں: "قربانیوں میں افضل اونٹ، پھر گائے پھر بکری اور پھر اونٹنی یا گائے کی قربانی میں شرکت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جمعہ کے متعلق فرمایا: "جو پہلی گھڑی میں (مسجد میں) گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو دوسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو تیسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے

---

(144) دیکھئے: بخاری بعد حدیث رقم: (۵۲۵۷)

(145) التلخیص الحبیر: ۴/۱۴۸۴، المقاصد الحسنۃ: (۸۰)، الفردوس از دیلمی (۲۶۸)، ضعیف الجامع (۸۲۴)، سلسلہ ضعیفہ (۱۲۵۵) اور کشف الخفاء: ۱/۱۳۳ میں تمام نے (ضعیف جدا) کہا ہے)

(146) بخاری رقم: (۲۵۱۸)

(147) صحیح ابن خزیمہ رقم: (۱۴۲۹۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک انڈا قربان کیا،،

اس حدیث میں محل شاہد اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب میں اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت کا وجود ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قربانی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اونٹ قیمت، گوشت اور نفع کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے- ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں اور امام مالک نے فرمایا کہ (قربانی میں) افضل بھیڑ کا کھیرا ہے پھر گائے اور پھر اونٹ ہے کیونکہ نبی ﷺ نے دو مینڈھے قربان کیے اور آپ ﷺ صرف افضل کام ہی کرتے تھے- اس کے جواب میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یقینا آپ ﷺ بعض اوقات غیر افضل کام کو بھی امت پر نرمی کرنے کی غرض سے اختیار فرما لیا کرتے تھے کیونکہ وہ آپ کی اقتدا کرتے تھے اور آپ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان پر مشقت ڈالیں لیکن آپ ﷺ نے اونٹ کو گائے اور بھیڑ بکریوں پر فضیلت بیان کر دی ہے جیسا کہ ابھی پیچھے گذرا ہے- واللہ اعلم [148]-

(۱۲) قربانی کی شرائط: کسی بھی عمل کے لئے شرائط ہوتی ہیں' جب تک انہیں بجانہ لایا جائے' اللہ وہ عمل قبول نہیں کرتا' قربانی کے شرائط میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

---

(148) دیکھئے: فتاویٰ اسلامیہ: ۲/ ۳۲۰-

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الف) **نیت: نیت کا خالص ہونا** ' اسے اللہ کے لئے خاص اور خالص کرنا قربانی کی قبولیت کی سب سے عظیم شرط ہے ' اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الانعام :162) (ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے)

(ب) **تقوی وللّٰہیت سے سرشار ہوکر قربانی کی جائے:** اللہ نے تعالی ہر عمل میں تقوی کے مقصد کو سب سے مقدم رکھا ہے ' اور وہی عمل قبول کرتا ہے جو تقوی سے سرشار ہوکر انجام دیا جاتا ہے ' اللہ تعالی نے فرمایا: (إنما يتقبل الله من المتقين: المائدۃ:۲۷)

(ج) **حلال مال سے قربانی کیا جائے:** قربانی کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ اسے حلال مال سے خریدا گیا ہو ' حرام مال سے خریدا گیا مال ذبح کرنے سے قربانی قبول نہیں ہوتی ہے ' نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا: }يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ{ البقرۃ:172 (ترجمہ: اے مومنو! ہم نے جو تم کو پاکیزہ مال دیا وہی کھاؤ ' اور اللہ کا شکر ادا کرو ' اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو ' نیز نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا: (أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا)[149] (ترجمہ: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔"

(149) مسلم رقم: (۲۳۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(د) قربانی سنت کے مطابق ہو' چنانچہ اگر کسی نے قربانی وقت سے پہلے کرلی تو اس کی قربانی قبول نہیں ہوگی' جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ضَحَّى خَالٌ لِي يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلاةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ)(150) (ترجمہ: حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ میرے ماموا بوبردہ نے نمازِ عید سے پہلے ہی قربانی کرلی' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری یہ بکری گوشت والی بکری ہے (یعنی یہ قربانی گوشت کھانے کے لئے کیا تھا)(151)-

(۱۳) **بھینس کی قربانی:** بھینس کی قربانی کے بارے میں علمائے اسلام کے مابین شدید اختلاف رہا ہے' خود علمائے اہل حدیث میں اختلاف پایا جاتا ہے' چنانچہ بعض اسے صحیح قرار دیتے ہیں، جیسے علامہ ثناء اللہ امر تسری (فتاوی ثنائی: ۱/ ۵۲۰) جیسے کبار علمائے اہل حدیث سرِ فہرست ہیں، جبکہ دوسری طرف بعض علمائے اہل حدیث بڑی شدت سے اس کا انکار کرتے ہیں' جن میں حافظ عبد اللہ روپڑی (فتاوی اہل حدیث ۲/ ۴۲۶۔۴۲۷)) جیسے کبار علمائے اہل حدیث شامل ہیں' عصرِ حاضر کے بعض محققین بھی اس میں سرِ فہرست ہیں' برادرم عنایت اللہ سنابلی مدنی نے اس کے جواز کے متعلق ایک کتابچہ (بھینس کی قربانی ایک علمی جائزہ) بھی ترتیب دیا ہے' جس میں اس کے جواز کو ثابت کیا گیا ہے' دونوں فریق اپنے اپنے انداز سے دلائل پیش کرتے ہیں' جن حضرات نے اسے لغوی اعتبار سے (نوع من

---

(150) بخاری رقم: (۵۵۶۰ مسلم رقم: (۱۹۶۱)

(151) اس بات پر ابن منذر نے (الإجماع: ۱/ ۶۰ میں)' ابن عبد البر نے (التمہید: ۲۳/ ۱۹۶ میں) اور قرطبی نے (تفسیر قرطبی ۱۲/ ۴۳ میں) اجماع نقل فرمایا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البقر) صحیح گردانا' انہوں نے اس کی قربانی کے جواز کا فتوی صادر فرمایا' اور جنہوں نے بہیمۃ الأنعام کو قرآن کی توضیح وتصریح کے مطابق یہ سمجھا کہ قرآن میں تو باقاعدہ بہیمۃ الأنعام کی صراحت کر دی گئی ہے' لہذا انہی موسوم بہیمۃ الأنعام کی قربانی ہو گی' انہوں نے بھینس کی قربانی کو غیر مشروع وغیر مسنون قرار دیا' ذاتی طور پر میرا میلان اس کے جواز کی طرف ہے' اور یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے' کیوں کہ قرآن وحدیث کو بغیر لغت کے نہیں سمجھا جا سکتا ہے' البتہ مجھے اس پر اصرار نہیں' جسے جو دلائل وزنی معلوم ہوں' اسے اس پر عمل کرنا چاہئے' اور اس موضوع پر شدت اختیار نہیں کرنا چاہئے

(۱۴) **بے نمازی کی قربانی:** آج کے اس دور میں جس بے رحمی (!!) سے انتہائی شاطرانہ (!!!) طور پر نماز ترک کی جارہی ہے، انتہائی افسوس ناک صورت حال ہے، اور ایسے ہی لوگ عیدین کے لئے سب سے آگے رہتے ہیں' جو نماز وروزہ کی ادائیگی میں پیچھے رہتے ہیں' اور عام مشاہدہ یہی ہے کہ قربانی کا سب سے مہنگا جانور وہی خریدتے ہیں' اور فخر ومباہاۃ سے کام لیتے ہیں' اور غرباء ومساکین کے دلوں کو پاش پاش کرنے کی سعیٔ منحوس کرتے ہیں' حالانکہ ان کی قربانی مشکوک' مشتبہ اور راجح ترین قول کے مطابق درست نہیں ہے' کیوں کہ اللہ تعالی نے فرمایا: فصل لربک وانحر (نماز پڑھو اور قربانی کرو) یہاں گو کہ معنی یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھو' پھر قربانی کرو' مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نماز پڑھو اور قربانی کرو یعنی جو نماز نہیں پڑھتا اسے قربانی کا کوئی حق نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۷) **قربانی کا وقت:** قربانی کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ وقت پر ذبح کیا جائے‘ چنانچہ اگر کسی نے وقت سے پہلے قربانی کرلی تو اس کی قربانی قبول نہیں ہوگی‘ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بیان ہوا (قربانی کا نماز عید کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ کے غروبِ آفتاب تک ممتد رہتا ہے)

(۱۶) کوئی شخص اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو اس کی اجازت کے بعد کرسکتا ہے

(۱۷) قربانی کس دن افضل؟ یقیناً قربانی کا دن سب سے افضل دن وہ ہے جسے یوم النحر کہا جاتا ہے (یعنی قربانی کا دن) جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إن أعظم الأيام عند الله تعالى يوم النحر ثم يوم القر،،"[152] (ترجمہ: اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بڑا دن قربانی کا دن ہے پھر منی میں ٹھہرنے کا پہلا دن ہے)‘ اور اس لئے بھی کہ اسی دن نبیٔ کریم ﷺ نے اپنی قربانی اللہ کی راہ میں پیش فرمایا‘ اور اس لئے بھی کہ یہی (یوم النحر) ایامِ قربانی میں سب سے پہلا دن ہوا کرتا ہے

(۱۸) ذبح کرتے وقت کیا کہنا چاہئے؟ ذبح کے وقت کی دعا یہ ہے (إني وجهت وجهي للذي فطر السموات والأرض حنيفاً وما أنا من المشركين، إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك أمرت وأنا من المسلمين، پھر جب ذبح کرنے لگتے تو

---

[152] ابو داود رقم: (۱۷۶۵)، مسند احمد (۴۲۷/۳۱) اور ابن خزیمہ رقم (۲۸۶۶، ۲۹۱۷، ۲۹۶۶ مستدرک حاکم (۴/ ۲۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے: « باسم الله والله أكبر، اللهم هذا منك ولك) بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے' اور لکھا ہے کہ بسم اللہ اکبر کہہ کر قربانی کرنی چاہیئے' لیکن محققین علماء نے اسے صحیح کہا ہے' جن میں سرِ فہرست استادِ گرامی شیخ محفوظ الرحمن فیضی۔ سابق شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ فیض عام مئوناتھ بھنجن' یوپی۔ آتے ہیں'[153]۔

(۱۹) قربانی کا طریقہ: قربانی کا صحیح طریقہ یہ ہے: قربانی کرنے والا چھری تیز کرلے، جانور کو قبلہ رخ لٹالے (اگر قبلہ رخ نہ بھی ہو تب بھی کوئی بات نہیں) جانور کو بایاں پہلو پر لٹالے، اور اپنے پاؤں کو گردن رکھ لے، اور دعا پڑھ کر ذبح کر ڈالے اور جانور کی گردن کی رگ ضرور کاٹے۔

(۲۰) **افضل یہ ہے کہ انسان خود ذبح کرے**' اگر کسی کو وکیل بنادے تو بھی جائز ہے' نبیٔ کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خود اونٹ (نحر) ذبح فرمائے' باقی کو ذبح کرنے کے لئے حضرت علی کو مقرر فرمایا جو اس بات کی دلیل ہے کہ کسی دوسرے کو بھی ذبح کرنے کے لئے مقرر کیا جاسکتا ہے'[154]۔

---

(153) دیکھئے: سنن ابوداؤد حدیث نمبر (۲۸۰۵) شیخ محفوظ الرحمن فیضی کی کتاب: چند مضامینِ فیضی ص/ ۱۲۱۔۱۲۷)

(154) دیکھئے: حج سے متعلق حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہما) کی لمبی حدیث مسلم رقم: (۱۲۱۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۱)اگر صرف بسم اللہ کہہ کر بھی قربانی کرے تو کوئی حرج نہیں ہے، یہ بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے[155]۔

(۲۲)اگر کسی دوسرے شخص کی طرف سے ذبح کرے تو ذبح کرتے ہوئے اس آدمی کا نام لینا چاہئے، اور یہ کہنا چاہئے کہ یہ قربانی اس کی طرف سے ہے

(۲۳)اگر اللہ تعالی نے کسی کو مستطیع بنایا ہے، اور وہ کئی قربانیاں کرنا چاہتا ہے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ ظاہر ہے کہ اس سے فائدہ تو غرباء وفقراء کا ہی ہو گا

(۲۴) قربانی اور عقیقہ ایک ساتھ جمع کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ قربانی ایک الگ عبادت ہے اور عقیقہ ایک دوسری چیز، اور عقیقہ کے لئے ایک جانور ضروری ہے، اور ہر بچہ اس کے ساتھ گروی ہے، جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا(كُلُّ غلامٍ رَهينةٌ بعَقيقتِهِ تُذبَحُ عنهُ يومَ السَّابعِ ويُحلَقُ رأسُهُ ويُدمَّى فكانَ قتادةُ إذا سُئلَ عنِ الدَّمِ كيفَ يُصنَعُ بهِ قالَ إذا ذَبحتَ العقيقةَ أخذتَ منها صوفةً واستقبلتَ بهِ أوداجَها ثمَّ توضَعُ علَى يافوخِ الصَّبيِّ حتَّى يَسيلَ علَى رأسِهِ مثلَ الخيطِ ثمَّ يُغسَلُ رأسُهُ بعدُ ويُحلَقُ)[156]، اگر لڑکا ہے تو دو بکرا یا دو بکریاں اور اگر استطاعت نہیں ہے تو لڑکے کی پیدائش پر ایک بکرا یا بکری اور لڑکی کی پیدائش پر ایک بکری، لہذا عقیقہ الگ ہو گا اور قربانی علی حدہ۔

---

(155) دیکھئے: مسلم ۱۹۶۷)

(156) ابو داوٗد رقم:(۲۸۳۷, ابن ماجہ رقم:(۲۵۸۰), نسائی رقم:۴۲۲۰, مسند أحمد رقم:(۲۰۱۸۸), وسندہ صحیح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۴)خواتین کو اگر اللہ نے مستطیع بنایا ہے تو وہ بھی مستقل قربانی کرسکتی ہیں۔

(۲۰)قربانی کا جانور بیچا نہیں جاسکتا ہے'اگر کسی نے کوئی جانور قربانی کے لئے خریدا'تو اس کا بیچنا قطعی جائز نہیں ہوگا[157]'ہاں اگر کوئی اس جانور سے بہتر'افضل'موٹا اور فربہ خریدنے کی نیت سے بیچنا چاہے تو اس کی گنجائش ہوگی'کیوں کہ یہ افضل قربانی کی طرف پیش رفت شمار ہوگی'اور افضل قربانی بہر حال اہم ہے

(۲۱)ذبح کرنے کے آداب: شریعتِ مطہرہ میں آداب واخلاق کا عظیم مقام ہے'اور اسلام رحمت وعطوفت وشفقت بھرا احسان آموز دین ہے'اس کی تعلیمات کے ہر ہر عنصر سے احسان اور خوش اسلوبی مترشح ہوتی ہے'قربانی کرتے وقت بھی چند اہم تعلیمات کا خیال رکھا جانا چاہئے'جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے'چند آداب ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱)جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلیا جائے[158]۔

(۲)جانور کے سامنے چھری تیز نہ کیا جائے[159]

(۳)جانور کو قبلہ رخ کرلینا بھی محبوب عمل ہے'اور آداب میں شامل ہے[160]

---

(157) دیکھئے:مسلم رقم:(۴۲۲۴)

(158) مسلم رقم:(۱۹۵۵)

(159) صحیح الترغیب رقم ۱۰۹۰)

(160) (ابوداؤد رقم۲۷۹۵ سندہ صحیح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴)اونٹ کے علاوہ دوسرے جانور کو لٹا کر ذبح کرنا[161]۔

(۵)ذبح کرتے وقت ذبیحہ کے پہلو پر قدم رکھنا[162]۔

(۶)جانور ذبح کرنے سے پہلے دعا پڑھنا[163]۔

(۷)اونٹ کو کھڑے کھڑے نحر کرنا' اللہ تعالی کے فرمان فاذکرواسم اللہ علیہا صوافّ (الحج:۳۶) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صوافّ کی تفسیر (قیاما) ہے' یعنی اونٹ کو کھڑے کھڑے نحر کرنا[164]، نبی کریم ﷺ کے عمل کے بارے میں حضرت انس۔ رضی اللہ عنہ۔نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ نے اونٹ ذبح کئے تو کھڑے نحر فرمایا تھا[165]۔

(۲۲)قربانی کے وقت اگر بسم اللہ کہنا بھول جائے تو کوئی حرج نہیں' کیوں کہ اللہ نے بھول چوک معاف فرما دیا ہے[166]۔

---

(161) دیکھئے: مسلم رقم ۱۹۶۷)

(162) دیکھئے: بخاری رقم ۵۰۵۸' مسلم رقم: ۱۹۶۶)

(163) ابو داؤد رقم: ۲۷۹۵)

(164) دیکھئے: بخاری کتاب الحج باب نحر البد قائما)۔

(165) دیکھئے: بخاری رقم: ۱۷۱۲' ابو داؤد رقم: ۱۷۹۶)

(166) دیکھئے: ابن ماجہ رقم: (۲۰۴۳) وسندہ صحیح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۳)ذبح کرتے وقت اگر جانور کی گردن علیحدہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں[167]

(۲۴)عید الاضحی اور اس کے بعد تین دن یعنی تیرہ 13 / ذوالحجہ کی شام (مغرب تک)تک قربانی کی جاسکتی ہے کیونکہ عید الاضحی کے بعد 13،12،11 ذوالحجہ کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں[168]۔

اور تمام ایام تشریق کو ذبح کا دن قرار دیا گیا ہے اس کی دلیل مندجہ ذیل حدیث ہے:(عن جبیر بن مطعم عن النبي صلی اللہ علیه و سلم :کل أیام التشریق ذبح)ترجمہ: تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں)۔"[169]۔

(۲۵)ایام تشریق کی راتوں میں بھی قربانی کی جاسکتی ہے[170]

(۲۶)اگر کسی کے پاس وقتی طور پر پیسے نہ ہوں'اور قرض لے کر قربانی دینے کی نوبت آجائے' جسے بعد میں ادا کرنے کی امید ہو تو قرض لے کر قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے'ایسا کرنا ضروری نہیں مگر بہتر ضرور ہے[171]

---

(167) (دیکھئے بخاری قبل رقم:۵۵۱۰)

(168) دیکھئے:تفسیر احسن البیان:ص ۸۲،نیل الاوطار:۳/ ۴۹۰

(169) احمد رقم:۱۶۷۹۷'طبرانی رقم:۱۵۸۳'بیہقی رقم:۱۰۵۲۵' صحیح ابن حبان:۳۸۴۲، صحیح الجامع الصغیر:۴۵۳۷)

(170) دیکھئے:المغنی ابن قدامہ:۹/ ۴۵۴'نووی کی کشف القناع:۳/ ۱۰)

(171) دیکھئے: مجموع فتاوی ابن تیمیہ ۲۶/ ۳۰۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۷)اونٹ میں دس اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَیْبِیَۃِ الْبَدَنَۃَ عَنْ سَبْعَۃٍ، وَالْبَقَرَۃَ عَنْ سَبْعَۃٍ)[172]،نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(کنّا مع رسولِ اللہ صلَّی اللہ علیہِ وسلَّمَ في سفرٍ ، فحضرَ الأضحى ، فاشترَکنا في الجزورِ عن عشرۃٍ ، والبقرۃِ عن سبعۃٍ)[173](ترجمہ:ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے،عید الاضحی آگئی تو ہم اونٹ میں دس آدمی شریک ہوگئے اور گائے میں سات آدمی،،یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اونٹ میں دس آدمی شریک ہوسکتے ہیں،مگر ایسا ضروری نہیں،کچھ لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ ان کی غلط فہمی ہے

(۲۸)پورے گھر والے کی طرف سے ایک بکری کافی ہے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:(کَانَ الرَّجُلُ فِي عَھْدِ النَّبِيِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یُضَحِّي بِالشَّاۃِ عَنْہُ ، وَعَنْ أَھْلِ بَیْتِہِ فَیَأْکُلُونَ وَیُطْعِمُونَ)[174](ترجمہ:"نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص اپنی طرف سے اور اپنے پورے گھر والے کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دیا کرتے تھے،چنانچہ وہ خود کھاتے تھے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تھے،،۔لہذا ایک بکری ایک گھر کی طرف سے کافی ہے گو کہ اس گھر میں ۱۰۰ سو زائد افراد ہوں[175]۔

---

(172) مسلم رقم:(۱۳۱۸)

(173) ابن ماجہ رقم:(۲۵۵۳)وصححہ الألبانی)

(174) ترمذی رقم:۱۵۰۵،ابن ماجہ رقم:۳۱۴۷،علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)ترجمہ

(175) (الشرح الممتع ۵/۲۷۵،فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۱۱/۴۰۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۹)اگر کسی کے پاس ایک سے زائد بیویاں ہوں تو بھی ایک قربانی سب کی طرف سے کافی ہو گی، نبیٔ کریم ﷺ نے اپنی تمام ازواجِ مطہرات کی طرف سے ایک قربانی کی

(۳۰)عورتیں بھی قربانی کر سکتی ہیں' حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو قربانی کرنے کا حکم دیتے تھے' اور وہ اپنے ہاتھوں سے قربانی کیا کرتی تھیں[176]، جو لوگ عورتوں کے ذبح کرنے کو معیوب سمجھتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں اور اسوۂ صحابہ سے دور

(۳۱)جو قربانی کا ارادہ رکھے' وہ اپنے بال' ناخن' چمڑے میں سے کچھ بھی نہ لے' جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: (**إذا رأيتم هلال ذي الحجة وأراد أحدكم أن يضحي فليمسك عن شعره وأظفاره**)[177] (ترجمہ: جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے۔

(۳۲)اگر کسی نے اپنے بال ناخن کاٹ لئے (چاہے عمداً کاٹے یا سہواً) تو اسے توبہ و استغفار کرنا چاہئے' اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا' اور نہ ہی اسے فدیہ دینا ہو گا[178]، یہ حکم صرف ان کے لئے ہے' جو قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں' جن کی طرف سے قربانی نہیں ہو گی' ان پر یہ

---

(176) دیکھئے بخاری قبل رقم:۵۵۵۹' مصنف ابن ابی شیبہ رقم:۸۱۶۹' فتح الباری ۱۰/۲۵'

(177) مسلم رقم:(۳۶۵۵)

(178) دیکھئے: المغنی از ابن قدامہ:۹/۴۳۷' مرداوی کی الانصاف:۴/۸۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پابندی نہیں ہے' نیز یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ اگر کسی کا ارادہ بعد میں قربانی کرنے کا بنا' اور اس نے ناخن بال عشر ذی الحجہ میں کاٹ لئے تھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ان شاء اللہ

(۳۳) جن خواتین کی طرف سے قربانی کی جائے گی، وہ بھی اپنے بال ناخن نہیں لیں گی، کیوں کہ اس حکم میں وہ بھی شامل ہیں

(۳۴) اگر کوئی شخص ایسا ملک میں ہو، جہاں قربانی کرنا دشوار ہو، یا قانونا ممنوع ہو تو وہ ایسے ملک میں اپنے قربانی کے پیسے کو بھیج دے، جہاں قربانی کی جاسکتی ہو اور اپنے بال و ناخن نہ لے

(۳۵) **قربانی کے گوشت کی تقسیم کا مسئلہ :** بعض علمانے کہا ہے کہ قربانی کا گوشت تقسیم کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں - ایک حصہ خود کھایا جائے، دوسرا حصہ اپنے اقربا اور دوست احباب وغیرہ کو کھلا دیا جائے اور تیسرا حصہ غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیا جائے- امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں- ان حضرات کی دلیل ابن عمر سے مروی یہ قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ

"قربانی کا تیسرا حصہ تمہارے لیے ہے اور تیسرا حصہ تمہارے گھر والوں کے لیے ہے اور تیسرا حصہ مساکین کے لیے ہے "(179)-

(179) مزید تفصیل کیلئے: دیکھئے: المغنی لابن قدامہ :۹/ ۳۷۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر چہ علمانے اس تقسیم کو افضل کہا ہے لیکن یہ تقسیم ضروری نہیں ہے بلکہ حسبِ ضرورت ،حالات کے مطابق بھی گوشت تقسیم کیا جاسکتا ہے یعنی اگر فقراء ومساکین زیادہ ہوں توزیادہ گوشت صدقہ کر دیناچاہیے اور اگر ایسانہ ہو بلکہ اکثر و بیشتر لوگ خوشحال ہوں توزیادہ گوشت خود بھی استعمال کیاجاسکتاہے اور اسی طرح آئندہ ایام کے لیے ذخیرہ بھی کیاجاسکتاہے کیونکہ قرآن میں مطلقاً قربانی کاگوشت کھانے اور کھلانے کاحکم دیا گیاہے جیساکہ ارشادِ باری ہے:﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّـهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ﴾ (الحج:٣٦)قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔پس انہیں کھڑا کرکے ان پر اللہ کانام لو،پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے (خود بھی) کھاؤاور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔"

ایک اور آیت میں ہے کہ "اپنے فائدے حاصل کرنے کے لیے آجائیں اور ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں ،ان مقررہ دنوں میں اللہ کانام یاد کریں -پس تم خود بھی کھاؤاور فقیروں کو کھلاؤ

درج بالا آیات سے معلوم ہوا کہ حسبِ ضرورت قربانی کا گوشت کھایااور کھلایا جاسکتاہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳٦) قربانی کا گوشت کتنے دنوں تک رکھا جا سکتا ہے؟ البتہ تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے خاص مصلحت کے تحت ابتداء اسلام میں منع فرمادیا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے اوپر نہ کھائے۔"[180]۔

لیکن پھر اس کی اجازت دے دی تھی جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے جو قربانی کرے تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں اس میں سے کوئی چیز باقی نہ ہو- پس اگلے سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس سال بھی ہم اسی طرح کریں جس طرح ہم نے گذشتہ سال کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔ بے شک اُس سال لوگ مشقت میں تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ تم ان کی مدد کردو[181] مذکورہ دلائل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین یا دو حصے کر کے تقسیم کرنا ضروری نہیں بلکہ حالات کے مطابق کسی بھی طریقے سے گوشت کھایا اور کھلایا جا سکتا ہے اور ذخیرہ اندوزی بھی کی جا سکتی ہے

(180) مسلم رقم:(۵۱۰۰)

(181) بخاری رقم:۵۵٦۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے،،(182)۔

(۳۷) قربانی کا گوشت کفار کو دیا جاسکتا ہے' قربانی کے اہم مسائل میں ایک مسئلہ قربانی کے گوشت کو کافروں کو دینے سے متعلق ہے کہ کیا قربانی کا گوشت کافروں کو جو مانگنے آتے ہیں دیا جاسکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قربانی کا گوشت انہیں بلاشبہ دیا جاسکتا ہے' اللہ تعالی نے فرمایا: (لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ) (الممتحنۃ:۸) ترجمہ: اللہ تعالی تمہیں ان لوگوں کیساتھ احسان اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے جنگ نہیں لڑتے، اور تمہیں تمہارے گھروں سے بے دخل نہیں کرتے، بیشک اللہ تعالی انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے' ابن قدامہ فرماتے ہیں: (یہ بھی جائز ہے کہ اس [قربانی کے گوشت] سے کافر کو بھی کھلایا جائے۔۔۔، کیونکہ یہ نفلی صدقہ ہے، اس لئے یہ ذمی اور قیدی کو کھلانا جائز ہے، جیسے کہ دیگر صدقات انہیں دیئے جاسکتے ہیں)(183)۔

(۳۸) قربانی کا گوشت خود کھانا ضروری نہیں ہے' بعض لوگ جو ایسا سمجھتے ہیں' وہ درست نہیں ہے' قربانی کرنے والا اگر نہ چاہے تو کھانا ضروری نہیں ہے

(182) دیکھئے: المغنی: ۹/۳۸۱

(183) دیکھئے: المغنی ۹/۴۵۰, فتاوی اللجنۃ الدائمۃ: ۱۱/۲۴۲, مجموع فتاوی ابن باز: ۱۸/۴۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳۹) قربانی کے گوشت سے روزہ افطار کرنے کا عقیدہ درست نہیں ہے' البتہ یہ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ عید الأضحی کے لئے بغیر کھائے پیئے نماز عید کے لئے نکلتے تھے' اور گوشت سے کھانے کی ابتدا فرماتے تھے' کلیجے سے کھانے کی ابتدا بھی کوئی ضروری نہیں (184)

(۴۰) نبیٔ کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا بدعت ہے' صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم سے زیادہ کسی کو بھی آپ سے محبت نہیں ہو سکتی ہے' اس کے باوجود ان میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا ہے' نہ ہی کسی صحیح اور صریح حدیث سے ایسا ثابت نہیں ہے' جو اس کے بعدت ہونے کی واضح دلیل ہے' اس تعلق سے جو حدیث مروی ہے' وہ ضعیف ہے' محققین علمائے حدیث نے اس صراحت کی ہے (185)۔

(۴۱) **میت کی طرف سے قربانی**: مستقل طور پر میت کی طرف سے قربانی نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، نہ صحابۂ کرام سے اور اسلافِ عظام سے اور نہ ہی امامانِ دین متبوعین سے، نہ ہی ایسی کوئی صحیح اور صریح دلیل موجود ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ علمائے محققین خود اس بارے میں مختلف موقف رکھتے ہیں، تاہم صحیح اور راجح بات یہی ہے کہ میت کی طرف سے مستقلا قربانی درست نہیں ہے، میت کو فائدہ پہنچانے' ثواب پہنچانے اور اس

---

(184) دیکھئے: مجموع فتاوی ورسائل شیخ محمد بن عثیمین ۱۶/۱۲۰۔

(185) دیکھئے: ترمذی رقم: ۱۴۹۵, وقال: ھذا حدیث غریب لا نعرفہ إلا من حدیث شریک, علامہ البانی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے, استاذ گرامی فضیلۃ الشیخ عبد المحسن العباد۔ محدث مدینہ۔ سے جب اس بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ حدیث ضعیف ہے' صاحبِ تحفۃ الأحوذی نے بھی (ابو الحسناء شیخ عبد اللہ مجھول کہہ کر) اسے ضعیف قرار دیا ہے, دیکھئے: تحفۃ الأحوذی ۵/۵۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے میزانِ حسنات میں اضافہ کے اور بھی صحیح طریقے شریعت نے بتلائے ہیں، انہیں اپنانا اور اختیار کرنا چاہئے[186]۔

(۴۲) قربانی کے چرم کو اپنے مصرف میں لایا جا سکتا ہے، اسے دوسرے کو ہدیہ کیا جا سکتا ہے، مگر اسے بیچا نہیں جا سکتا[187]، ہاں اگر غرباء وفقراء کو دے دیا گیا تو غریب آدمی بیچ بھی سکتا ہے اور اسے استعمال بھی کر سکتا ہے

(۴۳) قربانی کا چمڑا قصاب کو بطورِ اجرت دینا بھی ناجائز ہے (دیکھئے: مسلم رقم ۱۳۱۷)'قصاب کو بطورِ اجرت معین مبلغ دے، مگر قربانی کرنے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ چرم کو بطورِ اجرت دے

(۴۳) چرمہائے قربانی کو مدرسین کی تنخواہوں، طلباء کے قیام و طعام کے لئے دیا جا سکتا ہے، یہی فتوی علمائے محققین کا ہے[188]۔

(۴۴) قربانی کی جگہ صدقہ و خیرات کرنا: قربانی ایک مستقل امتیازی عبادت ہے، اور صدقہ و خیرات دوسری مستقل عبادت، اس لئے ہر عبادت کی اپنی جگہ ایک الگ مقام اور جگہ ہے، صدقہ و خیرات کو قربانی کا بدل قرار نہیں دیا جا سکتا ہے، جو لوگ ایسا حالات کے پیش

(186) دیکھئے: تحفۃ الأحوذی ۵/۶۰)

(187) دیکھئے: فیض القدیر: ۶/۱۲۱، المغنی ۹/۱۹۵۔

(188) دیکھئے: فتاوی اہل حدیث ۵/۱۰۶, مجموعہ فتاوی عبد اللہ غازی پوری (کتاب الصلاہ ص ۳۰۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر فتوی دیتے ہیں وہ صریح غلطی پر ہیں، ان کا یہ نظریہ بے بنیاد اور لا اساس ہے، اس سے کئی چیزیں لازم آتی ہیں

(۱)اس بے بنیاد فتوی سے یہ لازم آئے گا کہ قربانی نہ کرکے صلہ رحمی کو بجالایا جائے' کیوں کہ صلہ رحمی تو ضروری ہے' صلہ رحمی نہ کرنا تو باعثِ دخول جہنم ہے' کئی لعنتوں کا سبب ہے' اور دنیا و آخرت میں بربادی کا سبب بھی ہے (پھر قربانی کا حکم ہی باطل ہو جائے گا' اور اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی)

(۲)اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ اسلام نے ۔نعوذ باللہ۔ غریبوں کے مسائل کا حل پیش نہیں کیا' جو سرتاسر اسلام کی تعلیمات کے ساتھ ظلم وجور ہے

(۳)جو قربانی کے بدلے صدقہ کا فتوی صادر فرماتے ہیں' اس سے بہت ساری عبادتوں کو یکسر نظر انداز کرنا بھی لازم آئے گا۔

(۴)اس لئے بھی قربانی کے بدلے صدقہ کرنا درست نہیں کہ اس سے نبی کریم ﷺ کی سنت چھوٹ جاتی ہے' جو کسی بھی طرح درست نہیں ہے (خاص کر ایسے وقت میں جبکہ معمولی معمولی امور کی بنیاد پر سنتِ رسول ﷺ کو ترک کیا جارہا ہے' اور اس میں کوئی قباحت وشناعت محسوس نہیں کی جاتی ہے) (وغیرہ وغیرہ)

اس لئے یہ کہنا کہ قربانی کی جگہ صدقہ وخیرات اور غریبوں میں انفاق سے کام لیا جائے ،بے بنیاد ، مضحکہ خیز اور عجیب و غریب بات ہے' بیشک آپ صدقہ و خیرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیجئے، لیکن قربانی کا بدل قرار نہ دیجئے، کیا دونوں ایک ساتھ انجام نہیں دئے جاسکتے ہیں؟ بیشک دئے جاسکتے ہیں، تو پھر قربانی کو صدقہ میں کیوں تبدیل کریں؟

(۴۳) قربانی سے متعلق بعض اغلاط وبدعات

(۱) قربانی کرنے سے پہلے جانور کو دھونا

(۲) قربانی کرنے سے پہلے پورے گھر والوں کا جانور کے پاس جمع ہونا

(۳) قربانی اور عقیقہ ایک ساتھ کرنا: بعض لوگ عقیقہ کے جانور ہی میں قربانی کافی سمجھتے ہیں، جو غلط ہے، کیوں کہ قربانی ایک الگ چیز ہے، اور عقیقہ دوسرا الگ حکم [189]

(۴) قربانی کے جانور کے پاس جاکر رونا

(۵) جانور ذبح کرتے ہوئے سب کا اجتماعی طور پر دعا پڑھنا

(۶) قربانی کے جانور پر پھولوں وغیرہ کی بارش کرنا

(۷) بعض لوگوں کا یہ اعتقاد رکھنا کہ قربانی صرف پہلے دن (۱۰ ذی الحجہ) کو ہی جائز ہے

(۸) بعض قربانی کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ محرم کی طرح ہیں، نہ عطر لگانا جائز ہے اور نہ ہی عورتوں سے ہمبستری صحیح ہے، حالانکہ یہ غلط ہے

---

[189] دیکھئے: تحفۃ المولود از ابن القیم ص ۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۹) بعض لوگ جانور ذبح کرتے ہوئے وضوء کرنا ضروری سمجھتے ہیں، پتہ نہیں یہ امر کہاں سے اٹھالائے ہیں، جبکہ اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے (دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۱۱/ ۴۳۲)

(۱۰) قربانی کے بعد داڑھی وغیرہ منڈوانا، داڑھی منڈوانا تو ویسے بھی گناہ کا کام ہے، لیکن اس اعتقاد کے ساتھ کہ مونچھ داڑھی آج منڈوانے کا دن ہے، شریعت کے ساتھ مذاق ہے

(۱۱) قربانی کرنے سے پہلے وضوء کرنا

(۱۲) ذبح کرنے کے لئے جانور کے سامنے چھری تیز کرنا

(۱۳) ایک دوسرے جانور کے سامنے قربانی کا جور ذبح کرنا، بایں طور کہ ایک جانور ذبح کیا جا رہا ہو اور دوسرا اسے دیکھے، یہ بھی غلط ہے

(۱۴) رب کریم ہمیں سنت کے مطابق ہر عمل کرنے کی توفیق ارزانی کرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوم عرفہ: فضائل ومسائل

عرفہ کی وجہ تسمیہ:

عرفہ ایک مخصوص جگہ کا نام ہے اور یہ زمان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، بایں طور کہ نویں ذی الحجہ کو عرفہ کا دن کہتے ہیں لیکن عرفات جمع کے لفظ کے ساتھ صرف اس مخصوص جگہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یہ جمع اطراف وجوانب کے اعتبار سے ہے۔ عرفات، مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے پندرہ میل (۲۵-۲۰ کلو میٹر) کے فاصلے پر ہے، یہ ایک وسیع میدان ہے جو اپنی تینوں جانب سے پہاڑیوں میں گھرا ہوا ہے، اس کے درمیان میں شمالی جانب جبلِ رحمت ہے۔

عرفات کی وجہِ تسمیہ کے متعلق بہت سے اقوال ہیں؛ جن میں سے تین کو علماء کرام نے بہ طور خاص بیان فرمایا ہے:

(۱) حضرت ابراہیم کو آٹھ ذی الحجہ کی رات خواب میں نظر آیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں، تو ان کو اس خواب کے اللہ تعالی کی طرف سے ہونے یا نہ ہونے میں کچھ تردد ہوا، پھر نو ذی الحجہ کو دوبارہ یہی خواب نظر آیا تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ خواب اللہ تعالی کی طرف سے ہی ہے، چونکہ حضرت ابراہیمؑ کو یہ معرفت اور یقین نو ذی الحجہ کو حاصل ہوا تھا، اسی وجہ سے نو ذی الحجہ کو "یومِ عرفہ" کہتے ہیں[190]

[190] دیکھیے: جزء فضل فی یوم عرفہ از محمد ناصر الدین دمشقی: ص ۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲)نو ذی الحجہ کو حضرت جبرائیل نے حضرت ابراہیم ۔علیہ السلام ۔کو تمام مناسکِ حج سکھلائے تھے، وہ اس دوران ان سے پوچھتے؛ عرفتَ؟یعنی جو تعلیم میں نے دی ہے، کیا تم نے اسے جان لیا؟ حضرت ابراہیم جواب میں کہتے؛ عرفتُ، ہاں میں نے جان لیا۔ آخر کار دونوں کے سوال وجواب میں اس کلمے کا استعمال اس جگہ کی وجہ تسمیہ بن گیا[191]

(۳)حضرت آدم اور حضرت حوا۔ علیہا السلام۔ جنت سے اتر کر اس دنیا میں آئے تو وہ دونوں سب سے پہلے اسی جگہ ملے، اس تعارف کی مناسبت سے اس کا نام عرفہ پڑ گیا اور یہ جگہ عرفات کہلائی[192]۔

کچھ اور وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر عرفہ کو عرفہ کہا جاتا ہے، جیسے:

۴۔عرفہ کو ایک خوشبو بنام (عرف)(عرّفہا لہم) کی وجہ سے بھی عرفہ کہا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:(وَيُدۡخِلُهُمُ الۡجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمۡ)(سورۂ محمد:٦)

---

(191) دیکھئے:جزء فضل فی یوم عرفہ از محمد ناصر الدین دمشقی: ص ۳۳۔۳۵،۳۴,نیز دیکھئے:تفسیر طبری:۲/۲۸٦۔۲۸۷,تفسیر در منثور:۱/۲۲۲)

(192) دیکھئے:جزء فضل فی یوم عرفہ از محمد ناصر الدین دمشقی:ص۳۵،۳۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[193]، نیز امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس۔ رضی اللہ عنہما۔ سے یہ تفسیر نقل فرمائی ہے، [194]، العَرْف ایک شاندار خوشبو ہوتی ہے [195]

۵۔ عرفہ کو عرفہ اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ لوگ اس جگہ اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں [196]

٦۔ اس لئے بھی عرفہ کو عرفہ کہتے ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کو وہاں پہچانتے ہیں [197]۔

۷۔ اس دن کے اور کچھ نام ہیں

(۱) یوم التمام، کیوں کہ اس دن دینّ اسلام کی تکمیل کی گئی (جیسا کہ حضراتِ علی و عمر سے منسوب ہے، [198]۔

(۲) یوم الحج الأکبر [199]۔

---

(193) دیکھئے: جزء فضل فی یوم عرفہ از محمد ناصر الدین دمشقی: ص ۳۳۔ ۳۵، ۳۴۔

(194) دیکھئے: تفسیر قرطبی: تفسیر آیتِ مذکورہ۔

(195) دیکھئے: عربی کی لغات: المعجم الوسیط، لسان العرب، القاموس المحیط

(196) دیکھئے: جزء فضل فی یوم عرفہ از محمد ناصر الدین دمشقی: ص ۳۳۔ ۳۵، ۳۴۔

(197) دیکھئے: جزء فضل فی یوم عرفہ از محمد ناصر الدین دمشقی: ص ۳۳۔ ۳۵، ۳۴۔

(198) دیکھئے: دیکھئے: جزء فضل فی یوم عرفہ از محمد ناصر الدین دمشقی: ص ۳۳۔ ۳۵، ۳۴۔

(199) دیکھئے: الدر المنثور: ۳/ ۲۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳)یوم مشہود جیسا کہ قرآن کی سورۂ البروج میں آیا ہے

یوم عرفہ کے فضائل:

عرفہ جس دن حجاج عرفہ میں وقوف کرتے ہیں، جس کے بغیر حج نا مکمل رہتا ہے،حاجیوں کے لئے وقوفِ عرفہ انتہائی ضروری ہے،اس دن کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے،یوم عرفہ کے چند فضائل کا تذکرہ مفیدِ مطلب ہو گا

(۱)عرفہ وہ دن ہے ، جس دن دین مکمل ہوا ،اللہ تعالی نے فرمایا،جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں:

ایک یہودی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا، لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ اليَهُودِ نَزَلَتْ، لاَتَّخَذْنَا ذَلِكَ اليَوْمَ عِيدًا.(اے امیر المومنین! تمھاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنا لیتے)قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ آپ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے ؟فرمایا{الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا} [المائدة: 3]اس نے جواب دیا (سورہ مائدہ کی یہ آیت کہ) "آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا،قَالَ عُمَرُ: «قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ اليَوْمَ، وَالمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ» (حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو (خوب) جانتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے[200]

اس حدیث مبارک سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ جس دن کو شریعت نے عید نہیں قرار دیا ہے، ہم عید نہیں کہہ سکتے، جس جگہ جشن منانا جائز نہیں ہے، ہم نہیں منا سکتے، ہم شریعت کے پابند ہیں

(۲) عرفہ کا دن وہ دن ہے جس دن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کا دن قرار دیا ہے («یوم عرفة ویوم النحر وأیام التشریق عیدنا أهل الإسلام وهي أیام أكل وشرب»)[201]

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں، فرماتے ہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یوم عرفہ، قربانی کا دن اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کے لیے عید ہیں اور یہ ایام کھانے پینے کے ہیں۔

(۳) یوم عرفہ کی قسم اللہ نے کھائی ہے، اور اللہ عظیم ہے، اور عظیم چیزوں کی ہی قسم کھاتا ہے، اگر عرفہ کا دن عظیم نہ ہوتا تو اللہ کریم و عظیم اس دن کی قسم ہرگز نہیں کھاتا حضرت ابو ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔ فرماتے ہیں: «الیوم الموعود: یوم القیامة، والیوم المشهود: یوم

---

(200) بخاری: ۴۲۶۸، مسلم: ۷۰۱۷

(201) (أبو داود: ۲۴۱۹، ترمذی: ۷۷۳، نسائی: ۳۰۰۷، وسندہ صحیح کما قال الشیخ الألبانی, شیخ شعیب ارناؤط نے بھی اس کی سند کو صحیح کہا ہے, دیکھئے: تخریج زاد المعاد: ۱/ ۶۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرفة، والشاهد: يوم الجمعة..» [202](حضرت ابو ہریرہ رضي اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم موعود قیامت کا دن اور یوم مشہود عرفہ کا دن اور شاھد جمعہ کا دن ہے۔

سورۂ الفجر میں وارد: الوتر سے مراد بھی عرفہ کا مبارک دن ہے، جس کی قسم اللہ نے کھائی ہے، فرمایا: {وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ} [الفجر: 3] حضرت ابن عباس فرماتے ہیں:: "الشفع يوم الأضحى، والوتر يوم عرفة"، الشفع سے مراد: قرباں کا دن، اور الوتر سے مراد عرفہ کا دن ہے، یہی بات حضرت عکرمہ اور امام ضحاک سے بھی منقول ہے[203]، حضرت جابر سے منقول ہے، (العَشرُ عَشرُ الأَضحى والوِترُ يومُ عرفةَ والشَّفعُ يومُ النَّحر)[204]۔

حضرات گرامی: عظیم الشان اور مرتبہ والی ذات عظیم الشان چیز ہی کی قسم اٹھاتی ہے اور یہی وہ یوم المشھود ہے جو اللہ تعالی نے اپنے اس فرمان میں کہا ہے (وشاهد ومشهود. البروج 3) قسم ہے اُس دن کی جو حاضر ہوتا ہے اور اُس کی کہ جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں. روایات میں آیا کہ "شاہد" جمعہ کا دن ہے اور "مشہود" عرفہ کا دن اس کے علاوہ شاہد و مشہود کی تفسیر میں اقوال بہت ہیں۔ لیکن اوفق بالروایات یہی قول ہے۔ واللہ اعلم۔

---

(202) ترمذی: ۳۳۳۹، مسند أحمد: ۲:۷۹۷، المعجم الأوسط: ۱۰۸۷، علامہ البانی نے صحیح کہا ہے۔

(203) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر، قرطبی، تفسیر آیتِ مذکورہ۔

(204) لطائف المعارف: ۴۷۰، اور حافظ ابن رجب نے حسن کہا ہے، دیکھئے: مسند أحمد: ۱۴۵۵۱، نسائی: ۱۲۱۶۷۲، شیخ شعیب ارناؤط نے حسن کہا ہے، تخریج مسند: ۱۴۵۱۱، جبکہ علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) یہی وہ دن ہے جس دن اللہ تعالی نے تمام بنی نوع انسان سے عہد و میثاق لیا ہے،

حضرت ابن عباس۔رضی اللہ عنہما۔ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: إنّ الله أخذ الميثاق من ظهر آدم بِنَعْمان – يعني عرفة – وأخرج من صلبه كل ذرية ذرأها، فنثرهم بين يديه كالذّر، ثم كلمهم قِبَلا، قال: ألست بربكم قالوا بلى شهدنا أن تقولوا يوم القيامة إنا كنا عن هذا غافلين، أو تقولوا {إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ}[205] (ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی ذریت سے عرفہ میں میثاق لیا اور آدم علیہ السلام کی پشت سے ساری ذریت نکال کر ذروں کی مانند اپنے سامنے پھیلا دی اوران سے آمنے سامنے بات کرتے ہوئے فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں؟ ہم سب گواہ بنتے ہیں، تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ تم تو اس سے محض بے خبر تھے یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے تو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟ الاعراف)

(۵) یوم عرفہ کے روزے کی بھی انتہائی فضیلت وارد ہوئی ہے، اور اس کے روزہ رکھنے سے ایک سال پچھلے اور ایک سال اگلے گناہ کی بخشش ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت ابو قتادہ۔رضی اللہ عنہ۔فرماتے ہیں: (يكفر السنة الماضية والسنة القابلة)[206]

---

(205) نسائی:۱۱۱۹۱, مسند احمد:۲۴۵۵, شرح الطحاویہ:۲۴۰, تخریج مشکاۃ:۱۱۷)

(206) (التمہید:۲۱/۱۶۲, نسائی رقم:(۲۸۲۶) تخریج مشکل الآثار رقم:(۲۹۶۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا:(صِيامُ يومِ عَرَفَةَ ، إنّي أحْتَسِبُ على اللهِ أنْ يُكَفِّرَ السنَةَ التي قَبلَهُ ، و السنَةَ التي بَعدَهُ ، و صِيامُ يومِ عاشُوراءَ ، إنّي أحْتَسِبُ على اللهِ أنْ يُكَفِّرَ السنَةَ التِي قَبْلَهُ)[207](ترجمہ: عرفہ کے دن کا روزہ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے، اور عاشوراء کا روزہ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ ایک سال پچھلے گناہ کا کفارہ ہے)

(٦)عرفہ کا دن ،مغفرت و بخششِ عام کا دن ہے،جیسا کہ حضرت عائشہ ۔رضی اللہ عنہا۔ فرماتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:(ما من يوم أكثر من أن يعتق الله فيه عبداً من النار من يوم عرفة، وإنّه ليدنو ثم يباهي بهم الملائكة فيقول: ما أراد هؤلاء؟)(اللہ تعالی یوم عرفہ سے زیادہ کسی اوردن اپنے بندوں کو آگ سے آزادی نہیں دیتا اور بلاشبہ اللہ تعالی ان کے قریب ہوتا ہے اور پھر فرشتوں کے سامنے ان سے فخر کرکے فرماتا ہے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟)[208]۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا(إنّ الله تعالى يباهي ملائكته عشية عرفة بأهل عرفة، فيقول: انظروا إلى عبادي، أتوني شعثا غبراً »[209](ترجمہ : اللہ تعالی یوم عرفہ کی شام

---

(207) مسلم رقم:(١١٦٢),ابو داؤد رقم:(٢٤٢٥),ابن ماجہ رقم:(١٧٣٠),ترمذی رقم:(٧٤٩),ابن حبان رقم:(٣٦٣٢),مسند أحمد رقم:(٢٢٦٥٠), صحیح الجامع رقم:(٣٨٥٣)

(208) مسلم رقم:(١٣٤٨)

(209) مسند أحمد رقم:(٧٠٨٩),طبرانی رقم:(١٤٥٢٢),وصححہ الألباني صحیح الجامع رقم:(١٨٦٨,)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرشتوں سے میدان عرفات میں وقوف کرنے والوں کے ساتھ فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں میرے ان بندوں کو دیکھو میرے پاس گرد وغبار سے اٹے ہوئے آئے ہیں)

اس دن کرنے والے کچھ کام:

(۱) ہر قسم کی برائیوں، معصیتوں اور بدکاریوں سے مکمل اجتناب۔

(۲) تکبیر و تہلیل بہ کثرت پکارنا(«کنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غداة عرفة، فمنّا المكبر ومنا المهلل...»[210] (ترجمہ: ہم لوگ عرفہ کی صبح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، تو ہم میں سے کچھ لوگ تکبیر پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ تہلیل میں مشغول تھے)

(۳) کثرت دعا اور اللہ سے جہنم سے گلو خلاصی طلب کرنا(خير الدعاء دعاء يوم عرفة، وخير ما قلت أنا والنبيّون من قبلي: لا إله إلا الله وحده لا شريک له، له الملک، وله الحمد، وهو على كل شيء قدير)[211]۔(ترجمہ: سب سے بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے، اور سب سے بہتر دعا وہ ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے تمام نبیوں نے پڑھی)

یوم عرفہ کو نبی کریم ﷺ کا طریقہ:

---

(210) مسلم رقم: (۱۲۸۵)

(211) ترمذی رقم: (۳۵۸۵) سندہ حسن صحیح الترغیب رقم: (۱۵۳۶)، تخریج مشکاۃ المصابیح رقم: (۲۵۳۱)، تخریج زاد المعاد: ۲/ ۲۱۸، مسند أحمد رقم: (۶۹۶۱)، شعب الإیمان بیہقی رقم: (۴۰۷۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- منی سے تکبیر و تہلیل کے ساتھ عرفہ کے لئے روانگی
- نمرہ میں پڑاؤ کرنا، زوال شمس کے بعد بطن وادی میں پہنچ کر خطبہ ارشاد فرمانا
- ایک اذان اور دو اقامت سے ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ ادا فرمایا
- نماز سے فراغت کے بعد جبل رحمت کے پاس جاکر بہ تضرع و ابتہال دعا میں مشغول ہوگئے
- غروب شمس کے بعد تلبیہ پکاتے ہوئے مزدلفہ کے لئے کوچ فرمایا
- پھر مزدلفہ پہنچ کر مغرب وعشاء کی نمازیں ادا فرمائیں (مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعات ادا فرمائیں)

ہمارے اسلافِ کرام کا یومِ عرفہ طریقہ کار

کچھ تو ایسے ہوا کرتے تھے جو خوف و دہشت اور شرم و حیا میں مبتلا ہو کر گزار دیا کرتے تھے (مشہور تابعی مطرف بن عبد اللہ اور بکر مزنی، کہا کرتے تھے: جناب مطرف کہا کرتے تھے: میرے مولا! میری وجہ سے عرفہ والوں کو خالی ہاتھ نہ لوٹانا، جبکہ بکر مزنی کہتے تھے: آج کتنے شرف والا دن ہے، اور امید بھرا دن اگر میں یہاں نہیں ہوتا)[212]۔

مشہور محدث عبد اللہ بن مبارک فرمایا کرتے: میں حضرت سفیان ثوری کی خدمت میں عرفہ کی شام کو حاضر ہوا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر رو رہے ہیں

(212) لطائف المعارف:۳۲۳، تعطیر الأنفاس من حدیث الإخلاص از د/سید حسین عفانی: ص ۱۶۶، اتحاف السادۃ المتقین از زبیدی: ص ۶۴۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور زار و قطار رو رہے ہیں، میری طرف متوجہ ہوئے، میں پوچھا: اس وقت سب سے برا آدمی کون ہے؟ فرمانے لگے: جو یہ گمان کرے کہ اللہ اس کو نہیں بخشے گا[213]

اگر اسلاف کے احوال کا مطالعہ فرمائیں گے تو بیشتر اسلاف کے احوال نظر آئیں گے جو یوم عرفہ کو روتے تھے، گڑگڑاتے تھے اور اللہ کے حضور شرمندگی کا اظہار فرمایا کرتے تھے

[213] دیکھئے: کتاب حسن الظن باللہ, از ابن ابی الدنیا: ص ۹۲, نمبر (۷۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایّامِ تشریق

کچھ باتیں کچھ وضاحتیں

اس وقت پورا عالمِ اسلام ماہِ ذی الحجہ کے مبارک ایامِ تشریق سے گزر رہا ہے، عیدِ قرباں کی خوشیوں میں نہار رہا ہے، مسرت وانبساط کے فرحت آمیز لمحات سے شاد کام ہو رہا ہے، اور سنتِ ابراہیمی کے بیش قیمت ایام وساعات سے بھرپور مستفید ومستفیض ہو رہا ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلق سے چند باتیں عرض کر دی جائیں، فأقول وباللہ التوفیق:۔

ایام تشریق کی وجہ تسمیہ: ایام تشریق کو ایام تشریق اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں پرانے زمانے میں لوگ قربانی کے گوشت کو دھوپ میں سوکھایا کرتے تھے

ایام تشریق کیا ہیں؟: قربانی کے دن (یوم النحر) کے بعد مسلسل تین دن (۱۳، ۱۲، ۱۱) کو ایام تشریق کہا جاتا ہے

ایام تشریق کے فضائل واحکام:

(۱) ایام تشریق عید کے دن ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ: "یومُ عرفةَ، ویومُ النّحرِ، وأیّامُ التّشریقِ؛ عیدُنا أهلَ الإسلامِ، وهي أیّامُ أکلٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وشربٍ". [214] ترجمہ: یومِ عرفہ (حاجیوں کے لئے)، اور یوم النحر و ایام تشریق؛ ہم اہل اسلام کے لئے' عید کے دن ہیں. اور یہ کھانے، پینے کے دن ہیں)

(۲) ایام تشریق میں سب سے افضل دن: ۱۱ر ذی الحجہ ہے.

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "إنَّ أعظمَ الأيّامِ عندَاللهِ تبارَكَ وتعالى يومُ النَّحرِ ثمَّ يومُ القرِّ" [215] (ترجمہ: اللہ کے یہاں سب سے عظیم دن قربانی کا دن (یوم النحر) ہے پھر یوم القر (۱۱ ذی الحجہ) ہے

۱۱ ذی الحجہ کو یوم القر اس لئے کہا جاتا ہے کہ حجاجِ کرام منی میں قرار اختیار کر لیتے ہیں اور کم از کم دو دن (۱۱، اور ۱۲) کو منی میں رات کا قیام کرنا واجب ہو جاتا ہے

(۳) ایام تشریق ایامِ تکبیر ہیں: جن میں تکبیرات مطلق و مقید پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے،

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾ (البقرة: ۲۰۳) اور اللہ تعالیٰ کا ذکر گنتی کے ان چند دنوں (ایام تشریق) میں کرو)، یہاں ایام معدودات سے مراد ایام تشریق ہیں، جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ "ایام معدودات" سے مراد ایام تشریق ہیں. [216]

---

(214) ابو داود: ۲۴۱۹، ترمذی: ۷۷۳، نسائی: ۳۰۰۴، مسند أحمد: ۱۷۳۷۹، صحیح الجامع: ۸۱۹۲

(215) ابو داود: ۱۷۶۵، ابن خزیمہ: ۲۹۱۷، مسند أحمد: ۱۹۰۹۸، شرح مشکل الآثار للطحاوی: ۲۹۷۱، صحیح الجامع: ۱۰۶۴)

(216) (بخاری تعلیقا بصیغۃ الجزم: قبل رقم: ۹۶۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کرنے کے ایام ہیں، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "اَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وذكرٍ لله"[217] (ترجمہ: ایام تشریق؛ یہ کھانے، پینے اور ذکرِ الٰہی کے دن ہیں)

(۵) ایامِ تشریق پورا کا پورا قربانی کے ایام ہیں: ایام تشریق (۱۳، ۱۲، ۱۱) قربانی کے دن ہیں

اور بلا شبہ اِن دنوں میں قربانی کرنا جائز و درست ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: "كُلُّ أَيَّامِ التَّشريقِ ذَبحٌ".[218] (ترجمہ: تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں)، یہ حدیث صاف طور پر بتلاتی ہے کہ ایام تشریق (۱۳، ۱۲، ۱۱) قربانی کے ایام ہیں، یعنی یوم النحر کے علاوہ تین دن، قربانی کی جا سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ اس سنت کو زندہ کرنا چاہئے اور ایام تشریق میں بھی قربانی کرنی چاہئے۔

نوٹ: ایک عام بلوی ہے کہ جس طرح آج کل لوگ ۱۳ ویں تاریخ کو منی میں حاجی قیام نہیں کرنا چاہتے ہیں، ٹھیک اسی طرح لوگ ۱۳ ویں تاریخ کو قربانی نہیں کرنا چاہتے، بعض حضرات کے یہاں تو یہ شجرِ ممنوعہ کی حیثیت کا حامل ہے، جب حجاجِ کرام کا تیرہ تاریخ تک منی میں ٹھہرنا جائز ہے، بلکہ یہی افضل ہے، اور نبیٔ اکرم ﷺ کی یہی سنت ہے تو قربانی کرنا کیوں درست نہیں ہے، جیسا کہ نبیٔ کریم ﷺ کی حدیث سے صاف واضح ہے، حجاجِ کرام کے بارے میں اللہ تعالی کا حکم انتہائی واضح ہے، فرمایا: (وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ

---

(217) مسلم: ۱۱۴۱)

(218) (مسند أحمد: ۱۶۷۵۱، صحیح ابن حبان: ۳۸۵۴، السلسلة الضعيفة: ۲۴۷۶، صحیح الجامع: ۴۵۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَّعۡدُودَٰتٖۚ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوۡمَيۡنِ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِۖ لِمَنِ ٱتَّقَىٰۗ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّكُمۡ إِلَيۡهِ تُحۡشَرُونَ)(البقرہ:۲۰۳)(ترجمہ:اور اللہ تعالی کیا یاد ان گنتی کے چند ایام دنوں(ایام تشریق)میں کرو،دو دن کی جلدی کرنے والے پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں،یہ پرہیز گار کے لئے ہے،اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے)

مسئلہ:ایامِ تشریق میں روزہ رکھنے کا حکم:

مذاہب اربعہ کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے[219] علامہ ابن عبد البر نے تو اس بات پر اجماع نقل فرمایا ہے[220] کیونکہ یہ عید کے ایام ہیں،(سوائے اُس حج کرنے والے کے جو حج تمتع کر رہا ہو، اور وہ ھدی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو،جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت اس پر شاہدِ عدل ہے،جس میں آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"لم يُرخَّصْ في أيَّامِ التَّشريقِ أن يُصمْنَ، إلَّا

(219) البحر الرائق:۲/۲۷۷,الکافی:۱/۳۴۶,مغنی المحتاج:۱/۴۳۳,الفروع:۵/۱۰۹),نیز دیکھئے:الإنصاف از مرداوی:۳/۲۴۸,المجموع از نووی:۶/۴۴۱۔۴۴۵,المغنی:۳/۱۷۰

(220) دیکھئے التمہید:۱۲/۱۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لِمَن لم یجِدِ الهَدْيَ". [221] [ترجمہ: ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے، سوائے اس حاجی کے جسے ہدی کا جانور نہ مل سکا ہو [222]

نیز رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ: "أيَّامُ التَّشريقِ أيَّامُ أُكُلٍ وشُربٍ". [223] [صحیح مسلم: ۱۱۴۱، من حدیث نبیشہ الھذلی] (ترجمہ: ایام تشریق کھانے اور پینے کے دن ہیں)

نیز اس لئے بھی کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان ایام میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، ارشاد نبوی ہے (لا تصوموا هذه الأيام ، فإنها أيام أكل وشرب وذكر لله عز وجل) [224]

آیئے ربِ کریم سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اس طرح کے مواسمِ خیر سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق ارزانی کرے، آمین یارب العالمین

---

(221) بخاری: ۱۹۹۷

(222) دیکھئے: بخاری ۱۹۹۷.

(223) اردو کے لیے

(224) مسند احمد: ۱۰۲۸۶, نسائی: ۲۸۸۳, ابن ماجہ: ۱۷۱۹, دار قطنی: ۲۴۰۸, سلسلہ صحیحہ: ۳۵۷۳, صحیح الجامع: ۷۳۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قربانی کی قربانی

(قربانی کا مقصد)

ایک مسلمان چاہے وہ نماز پڑھے نہ پڑھے، قربانی ضرور کرتا ہے، جانور ضرور ذبح کرتا ہے، غریب ہو یا امیر، پیسے ہوں یا نہ ہوں، قربانی کرنا ضروری خیال کرتا ہے، قربانی کرنے کے لئے (بلفظ دیگر) جانور ذبح کرنے کے لئے جو بھی کرنا پڑے، کرتا ہے، مگر عید قرباں کے موقع پر جانور ضرور خریدتا ہے، اسی پر بس نہیں، بلکہ جانور خریدنے ح میں فخر و مباہاۃ سے بھی کام لیتا ہے، اور اس کے لئے بھی جتنا جتن کرنے پڑے، بندۂ مؤمن ضرور کرتا ہے، ایک دوسرے پر قیمتی بکرا خرید میں سبقت لے جانے وقت کی سب سے اہم چیز ہے، فلاں کا بکرا سب سے قیمتی ہے، فلاں نے سب سے زیادہ گوشت نکلنے والا جانور خریدا ہے،

آج ہم اگر صحیح معنوں میں عید قرباں کی روح حاصل کرنا چاہتے اور سنت ابراہیمی کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو ہمارا سب سے پہلا فریضہ ہے کہ ہم قربانی کی روح کو سمجھیں، قربانی کی حقیقت معلوم کریں، جانور کی قربانی پیش کرتے ہوئے حضرت ابراہیم کی قربانی یاد کرنا ہو گا، حضرت ابراہیم کے جذبہ کو یاد کرنا ہو گا، اپنے دلوں میں وہ جذبۂ فراواں جگانا اور شعور بیدار کرنا ہو گا اور اپنے دلوں کو صاف کرنا ہو گا، حق و صداقت، توحید و سنت، یقین کامل اور ایمان صادق پر جمے رہنے کا عزم کرنا ہو گا اور خود اپنے اندر غور کرنا ہو گا کہ ہمارا اعتماد وبھروسہ اللہ پر کس حد تک ہے، ہم اللہ کی وحدانیت کا کس حد تک عملی ثبوت پیش کررہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ہم اللہ کی باتوں کو کتنا مان رہے اور اس کے مطابق عمل کر رہے ہیں، ہم کس قدر آپس میں بھائی چارگی کو فروغ دے رہے ہیں، ہم کہاں تک اپنوں، رشتہ داروں اور عام مسلمانوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں۔ ہم کس قدر سماج کو جوڑنے اور انتشار سے دور رکھنے کا کام کر رہے ہیں، ہم کس قدر اتحاد واتفاق قائم کرنے کیلئے کوشاں اور سماجی تعاون کو فروغ دینے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ہم کس قدر یتیموں، اسیروں، اور بیواؤں کا سہارا بن رہے ہیں۔ ہم کس قدر مظلوموں کی مدد کیلئے دست تعاون دراز کر رہے اور فقراء ومساکین کی حاجت روائی کر رہے ہیں، ہم کس حد تک چھوٹوں کیساتھ شفقت ورحمت کا برتاؤ کر رہے اور بڑوں کی عزت وتوقیر کرتے ہوئے باہمی الفت ومحبت کو عام کر رہے ہیں۔

ہم کہاں تک اس بات کے لئے کوشاں ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان اخوت اور الفت ومحبت عام ہو، ان کے حالات کس طرح بہتر ہوں، انہیں کس طرح فائدہ پہنچایا اور مستغنی کیا جاسکتا ہے، انہیں کس طرح ظالموں کے ظلم سے بچایا جاسکتا ہے اور جابروں کے جبر کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔

ہماری قربانی خوشی کا پیغام اسی وقت لا سکتی ہے جبکہ ہمارے شب وروز اس طرح گزریں کہ ہم اللہ کی نافرمانی سے کنارہ کش ہوں، ہمارے قلوب آپسی کدورتوں سے صاف ہوں، بغض ونفرت سے دور اور بہت دور بھاگیں، ہم قطع رحمی سے تائب ہو کر صلہ رحمی کیساتھ زندگی گذار رہے ہوں، ہماری دونوں عیدیں بڑی عظیم الشان عبادتوں کے اختتام اور اس کے خلاصہ کے طور پر آتی ہیں، عید الفطر رمضان کے روزوں کے بعد اور عید قرباں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج کے سب سے اہم اور بڑے رکن وقوف عرفہ کے بعد جس کا ایک اہم پیغام اور حکمت وموعظت سے لبریز اشارہ ہے، کہ ہم حدودِ الٰہی کے سامنے وقوف کریں گے، ان کی پاس داری کریں گے، حدود الٰہی سے قطعی تجاوز نہیں کریں گے

حضرت ابراہیم سے قربانی کا مقصد یہ تھا کہ محبتِ الٰہی میں فنائیت کو پار کر جائے، اور اسی لئے جب امتحان میں کامیاب ہوگئے تو اللہ تعالی نے فرمایا: (قد صدقت الرؤیا، إنا کذلک نجزی المحسنین)

قربانی کا مقصد صرف خون بہانا یا محض گوشت کھانا نہیں بلکہ ایک جانور کی قربانی دے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی فنائیت کا اظہار اور قدم قدم پر حکمِ الٰہی کے سامنے سر جھکا دینے کا اعلان ہے، گویا ایک مسلمان زبانِ حال سے اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا کے لئے اپنی نفسانی خواہشات ،غلط جذبات اور بے ہودہ اخلاق و کردار سے دستبر داری کا عہد کر رہا ہے، وہ اس موقع پر ہمدردی، جذبہ ٔخیر سگالی اور انسانیت کی خدمت کے لئے اپنا سب کچھ اور اپنی سب سے قیمتی متاع بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرے گا، اور لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون کا عملی جامہ پہنا رہا ہوتا ہے۔ قربانی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور عنایات کا عجز و بندگی کے ساتھ اعتراف کیا جائے، اُس کے حضور خلوصِ دل سے اظہار تشکر کیا جائے، اخوت و ہمدردی، تدبُرو تنظیم، محبت ومروت ،ہمت وحوصلہ اور حق وانصاف کو اپنایا جائے اور لطف وکرم اور تواضع کو زندگی کا محور قرار دیا جائے۔ مذہب اسلام کی بنیاد سُنتِ ابراہیمی پر رکھی گئی ہے۔ یہ قربانی جو در حقیقت سیدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابراہیمؑ کی اپنے بیٹے سیدنا اسماعیلؑ کے حلقوم پر چھُری چلا دینے اور اپنے بُڑھاپے کے سہارے کو راہِ الٰہی میں قربان کر دینے کی یاد گار ہے، ہمیں سکھاتی ہے کہ رضائے الٰہی کے مقابلے میں ہمیں دنیا کی کوئی چیز عزیز نہیں، ہمارا سب کچھ ہمارے خالق کی امانت ہے اور اُسے رضائے الٰہی کے لئے استعمال کرنا ہے۔ حکمِ ربانی پر لختِ جگر کی قربانی کے لئے راضی ہو جانا کوئی کھیل نہیں، لختِ جگر کا بہ رضا و رغبت گردن کٹا لینے پر تیا ہو جانا کوئی تماشا نہیں ،بلکہ یہ طریقہ تسلیم و رضا کی انتہا ہے، یہی وہ علم و عرفان ہے جس نے آتشِ نمرود کو گُل و گلزار کر دیا تھا اور یہی وہ صدقِ خلیل ہے جس سے سارے عالم میں توحید کا ڈنکا گونج اُٹھا تھا۔

نارِ نمرود میں جس وقت ڈالے گئے حضرت خلیل ☆☆ پھول پھول بن بن کر شراروں نے قدم چوم لیا

قربانی کا مقصد جانور ذبح کرنا نہیں ہے، جانور ذبح کر کے اگر گوشت کھانا ہی قربانی کا مقصد ہوتا تو اُس کے لئے سال بھر انتظار کر کے اور تزک و اہتمام سے عید منانے کی کیا ضرورت تھی، ایسی قربانی تو مسلمان ہر روز کرتا ہے، ہر دن ہزاروں لاکھوں جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور گوشت کھایا جاتا ہے۔ اسوۂ ابراہیمی اور پیغامِ محمدی جس قربانی کا درس دیتے ہیں وہ محض ایک بے زبان جانور کی قربانی نہیں بلکہ یہ تو قربانی کی علامت ہے، اور قربانی ہی اصل مقصد ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے جذبات کو قبول کریں، اپنی انا کو اللہ کے لئے قربان کر دیں، اپنی شہوات و ناجائز خواہشات کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیں، اصل مطالبہ تو پورے وجود کی قربانی ہے ،جس میں جان و مال ، قوت و جذبات ،خواہشات و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفادات اور تعلقات کی قربانی شامل ہے۔ایک مسلمان کو اس بات کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے کہ بارگاہِ الٰہی سے جس وقت اور جس چیز کی قربانی کا مطالبہ ہو، جس چیز کی قربانی کی طلب کی جائے ، اُسے پورا کرنے میں کوئی پش و پیش نہ کرے،کوئی تردد و تذبذب کا شکار قطعی اور بالکل نہ ہو، حضرت ابراہیم ۔علیہ السلام۔نے اللہ کی طرف سے دئے خواب کو عملی جامہ پہنا کر اور اپنے فرزند حضرت اسماعیل ۔علیہ السلام۔ کو قربان گاہ میں لِٹا کر یہی سبق دیا ہے کہ بوڑھے باپ کے لئے جوان بیٹے سے پیاری اور قیمتی کوئی چیز نہیں مگر اللہ کو زندہ چاہیئے تو یہ بھی حاضر ہے۔یہ سبق یاد دلانے کے لئے ہر سال قربانی کی رسم ہم بھی ادا کرتے ہیں اور سارے مسلمانان بھی۔

مگر افسوس! یہ رسم ہم ایک رسم کے طور پر ہی ادا کرتے ہیں کوئی سبق ہمیں یاد نہیں رہتا،کاش قربانی کرنے والا اس رسم سے یہ سبق حاصل کرتا کہ صرف جانور ہی کا خون نہ بہے بلکہ خواہشاتِ نفس کا بھی خون ہو جائے لیکن ہماری سچی قربانی کی راہ میں ہمارے حقیر مفادات اہم رُکاوٹ ہیں۔یہ مفادات ہمیں کسی بڑی قربانی پر آمادہ ہی نہیں ہونے دیتے جبکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مفاد پرستی اور قربانی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔خود غرضی، نفس پرستی، حرص و طمع،بغض وعداوت، حسد و منافقت، کم ظرفی،بزدلی،احساسِ کمتری،کینہ پروری اور ایک دوسرے کی دِل آزاری اسی مفاد پرستی کے نتائج ہیں۔

ہم مسلمان۔جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں،اور اس فخر محسوس کرتے۔ بھی عیدیں مناتے ہیں لیکن ایمانداری کی بات تو یہ ہے کہ ان مقدس تہواروں پر بھی ہم شراب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی پیتے ہیں، جُوا بھی کھیلتے ہیں، حرام کاریاں بھی ہوتی ہیں، اختلاط و مرد وزن سے ہمارے بازار سجتے ہیں، کچھ زنا جیسی خباثت میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں، والعیاذ باللہ، اور ایسی اخلاق سوز حرکتوں کے مرتکب بھی ہوتے ہیں جو شاید غیر قوموں میں بھی نہ پائی جاتی ہوں، ہندوانہ رسمیں ادا کرنا ہم فخر سمجھتے ہیں، بال کی کٹنگ ایسی ہوتی ہے کہ **الأمان و الحفیظ**، خوشی و مسرت، انبساط و فرحت کے ان دو مواقع پر اب یہاں آتش بازی کا وہ سماں بندھ جاتا ہے کہ باہر سے کوئی آیا ہوا انسان یہ سمجھ ہی نہیں پاتا ہے کہ یہاں عید منائی جاتی ہے یا دیوالی۔

سچ تو یہ ہے کہ خوشحال گھرانوں میں مال وزَر کی فراوانی اسراف، فضول خرچی اور نام و نمود کا باعث بن گئی ہے، ایسے لوگ اپنی ضروریات زندگی کی تکمیل سے زیادہ اپنی جھوٹی شان و شوکت کے اظہار پر توجہ دینے لگتے ہیں۔ یہاں قربانی کے گوشت کی تقسیم میں ایسا دکھاوا کیا جاتا ہے جو شاید دنیا کی کسی اور مسلم ریاست میں بھی دیکھنے کو نہ ملے، اگر خاندان میں ایک دو لڑکوں یا لڑکیوں کی بات ابھی پکی ہوئی ہو تو اُن رشتہ داروں کے لئے ایک سالم جانور بھی کم پڑتا ہے اور مانگنے والے سائل کے حصے میں جانور کے صرف اندرونی اعضاء ہی آتے ہیں، جنہیں وہ اپنی توہین اور قربانی کرنے والے کی ریاکاری سمجھ کر لینے سے ہی انکار کرتا ہے۔ یہ بات قابل غور و فکر ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے اپنے جذبات و خواہشات کو نہ دبا سکے، ذاتی مفادات کو قربان نہ کرسکے اور بُرے رسم و رواج کو ذبح نہ کرسکے، وہ صرف ایک جانور ذبح کرکے اللہ کے نزدیک کیسے سرخ رُو ہو سکتا ہے۔ جانور بے عقل اور بے شعور ہوتا ہے، وہ صرف جسم و جان، ہڈی، خون اور گوشت و پوست کا مجموعہ ہوتا ہے، اس لئے اخلاقی اصول اور مذہبی احکام کا مکلف نہیں ہوتا تو اللہ کا حکم ہے کہ اچھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانور کی قربانی کرو، اللہ کے حضور تقوی پہنچتا ہے، گوشت پوست نہیں، اللہ تعالی نے فرمایا: (لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ) (الحج:۳۷)

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے قربانی کرنا اور پھر تقسیم کرنا دراصل ہمیں اس کی عطا کردہ نعمتوں اور انعامات کو دُوسروں میں تقسیم کرکے حاصل ہونے والی خوشی سے لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اس طرح دوستوں اور عزیزوں سے تعلقات کی مضبوطی اور ضرورت مندوں کی مدد کے لیے ہم ایک ہاتھ آگے بڑھاتے ہیں تو دُوسرے ہاتھ سے مزید نعمتیں سمیٹ لیتے ہیں۔ قربانی صرف جانور کو قربان کرنا نہیں قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ "ان کا گوشت اللہ تک پہنچتا ہے اور نہ ہی ان کا خون۔ لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔" ہمیں عید قرباں پر گھر کی صفائی، کھانوں کی نت نئی تراکیب اور قربانی کے جانور کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچّوں پر بھی توجہ دینی چاہئے۔

حضراتِ گرامی!

اپنے بچّوں کو بتائیں، سمجھائیں اور محسوس کروائیں کہ قربانی صرف جانور کو خریدنا، اسے کھلانا پلانا، گھمانا اور ذبح کر دینا ہی نہیں ہے بلکہ قربانی کا مقصد دُوسروں کو ان کا حق پہنچانا بھی ہے۔ ان کا حق ادا کرنا بھی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: (لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْبَائِسَ الْفَقِيرَ)(الحج:٢٨) ۔ نیز فرمایا: (فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ)(الحج:٣٦)

نئے کپڑے پہن کر قربانی کر کے دوست احباب اور غریبوں میں قربانی کے گوشت کی تقسیم کے بعد ہمارا کام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس دن سے نئے جذبے کے ساتھ کام کا آغاز ہوتا ہے۔ قربانی صرف جانور کی نہیں بلکہ قربانی اپنے وسائل، وقت اور آرام کی بھی ہوتی ہے جو ہم دُوسروں کو سہولت پہنچا کر، دُوسروں کو خوشی میں شامل کر کے اور دُوسروں کو اپنا وقت دے کر بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

ہمارے ارد گرد، قرب و جوار میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو محتاج ہیں، ضرورت مند ہیں، فقیر و بے بس ہیں، غریب و لاچار ہے۔ فی زمانہ تو ان کی تعداد خاصی زیادہ ہے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی خود آ کر ہم سے مدد کرنے کا سوال کرے۔ ہمیں خود ہی آگے بڑھ کر ایسے لوگوں کی مدد کرنا ہو گی، لاک ڈاؤن جیسے حالات میں تو ہماری ذمہ داری کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتی ہے۔ قربانی کا اصل مفہوم بھی یہی ہے کہ اپنے اندر جذبہ پیدا کریں، اپنی ضروریات کو محدود کریں، فضول خرچی اور دکھاوے سے پرہیز کریں تو بے وسیلہ لوگوں کی مدد کی جا سکتی ہے۔ یہ بھی قربانی ہے۔ کسی کے دُکھ اور تکلیف کو محسوس کرنا کسی کی پریشانی کو دُور کرنا اور اپنے حصے کی خوشیاں دُوسروں کی خالی جھولی میں ڈال دینا بھی قربانی ہے۔ بے آسرا، بے سہارا، زمینی اور آسمانی آفات کی زَد میں آئے ہوئے لوگوں کی مالی اور جذباتی مدد کرنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا جانور جو تندرست و توانا ہو اور ہر طرح صحیح و سالم ہو، مگر انسان تو عقل و ہوش کا حامل ہے، دینی و اخلاقی اصولوں کا پابند ہے، بھلے اور بُرے کی تمیز رکھتا ہے۔ جس رب نے نذر کے لئے بے عیب جانور کی قربانی کا مطالبہ کیا ہے اُس کی حکمت اور عدالت قربانی کرنے والے کو بھی اخلاقی عیوب سے پاک اور نفسانی امراض سے محفوظ دیکھنا چاہتی ہے۔ اگر قربانی کا جانور بے عیب ہو اور قربانی کرنے والا عیب دار، جانور تو اپنے مالک یعنی انسان کے لئے اپنی گردن کٹا دے مگر قربانی کرنے والا اپنے مالکِ حقیقی کے حکم پر اپنی گردن نہ جھکا سکے تو بارگاہِ الٰہی میں اُس کی قربانی کیونکر قبول ہو سکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ صاف اعلان کر چکا ہے: "اللہ تو صرف پاکبازوں کی قبول کرتا ہے۔"

جانور ذبح کرنے سے پہلے یہ دُعا پڑھنے کا حکم ہے: "(إني وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض على ملة إبراهيم حنيفاً وما أنا من المشركين ، إن صلاتي نسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين، لا شريك له وبذلك أمرت وأنا من المسلمين اللهم منك ولك وعن محمد وأمته باسم الله والله أكبر) (الأنعام: ۱۶۲۔۱۶۳)[225]"

جانور ذبح کرتے وقت جب یہ دُعا پڑھی جائے تو قربانی کرنے والا اپنے آئینۂ دِل میں جھانکے کہ جو اقرار اُس کی زبان پر ہے کیا وہی تصور اُس کے دل میں بھی ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ نماز، روزہ تو بے شک اللہ کے لئے ہے مگر جینا اور مرنا شخصی مفاد کے لئے ہے، جاہ و

---

(225) ابو داؤد رقم (۲۷۹۵)، ابن ماجہ رقم: (۲۱۱) و (۳۱۲۱)، مسند احمد رقم (۱۵۰۲۲)؛ تخریج المشکاۃ: (۱۴۰۶)، تخریج شرح السنۃ از شعیب آرناؤط: ۴/ ۳۳۵، الأجوبۃ المرضیہ از سخاوی: ۲/ ۸۰۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منصب کے لئے ہے، نام ونمود کے لئے ہے اور طاغوتی قوتوں کے بنائے جھوٹے معیارِ زندگی کے لئے ہے اور اگر ضمیر گواہی دے کہ بے شک ایسا ہی ہے تو جانور ذبح کرنے کے ساتھ اُن چھپے ہوئے دیوتاؤں مدیوتاؤں کو بھی ذبح کرنا ہوگا کہ حقیقی قربانی کا یہی مقصد ہے۔

"انا" اور "میں" کی قربانی

- قربانی کی سنت کو جس شوق اور جذبے کے ساتھ ہر سال ہم زندہ کرتے ہیں بڑی اچھی بات ہے، ہونا چاہئے، یقیناً ہونا چاہئے، یہ پسندیدہ بھی ہے اور محبوب بھی اور اس طرح کے جذبات کی قدر بھی ہونی چاہئے، لیکن جانور کا خون بہانے سے پہلے جس "اَنَا" کا جانور ہم پر سوار ہے پہلے اس کا خون بہایئے، اس کے گلے پر چھری چلایئے، قربانی کا چمڑا صاف کرنے سے پہلے اپنے دل پر قبضہ جمائے تکبر، غرور، گھمنڈ، حسد، جلن، کینہ کپٹ، بغض ونفرت، عداوت، اور کدورت وعناد کے گرد کو پہلے صاف کیجئے، کیونکہ اللہ کی نگاہ آپ کی گائے اور بکرے پر نہیں، آپ کے دل پر جاتی ہے، جیسا کہ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے(إنَّ الله لا ینظر إلی أجسامکم ولا إلی صورکم، ولکن ینظر إلی قلوبکم وأعمالکم)[226](ترجمہ: اللہ تمہیں شکل وصورت نہیں دیکھتا ہے بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے)

---

(226) مسلم رقم: (۲۵۶۴) من حدیث ابی ہریرہ۔ رضی اللہ عنہ۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- قربانی صرف جانور کی نہیں بلکہ مخالف شریعت خواہشات کی بھی قربانی ضروری ہے، جانور کی قربانی تو محض سنت ہے جو ہر مسلمان سے مطلوب نہیں، لیکن دل کی صفائی تو فرض ہے جو ہر مسلمان سے مطلوب ہے.
- یہ کیا بات ہوئی کہ اللہ کی رضا کے لئے قربانی تو کی جائے، لیکن اللہ کی رضا کے لئے اپنے اقارب اور رشتہ داروں سے بات بھی نہ کی جائے! یہ عجیب بات ہے مبارک باد دینے کے لئے سوشل میڈیا کا مکمل سہارا لے کر اپنی تصاویر سمیت تمام اہل اسلام کو عید کی مبارک باد پیش کی جائے، مگر اپنے روٹھے ہوئے بھائی کو منانے کی یکسر کوئی کوشش نہ کی جائے، انہیں سلام بھی نہ کیا جائے! ان سے مصافحہ تک کرنا بھی گوارا نہ کیا جائے! ان تک محبت کا پیغام بھی نہ بھیجا جائے!

کیسے لوگ ہیں کہ دنیا کے گوشے گوشے میں بیٹھے تمام لوگوں کو تلاش کر کر کے تو انہیں خصوصی مبارک باد ضرور پیش کرتے ہیں مگر بوڑھے ماں باپ (جو بسترِ علالت پر دراز ہوتے ہیں) ان تک جانا کسرِ شان سمجھتے ہیں (وائے رے ناکامی و خیبت و خسران و نامرادی)

ہم کیسے لوگ ہیں اور کیسی قربانی پیش کرتے ہیں کہ اپنے شریعت مخالف جذبات و خواہشات کو قربان کرنا حرام نہیں بلکہ حرامِ کبیر سمجھتے ہیں

ہم اللہ رب العزت کی خوشنودی کی طلب میں جانور کی قربانی تو پیش کرتے ہیں مگر برس ہا برس کی عداوتیں ختم نہیں ہوتیں، سالہا سال کی دشمنیاں ہماری انا کی چھری کی وجہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے محفوظ رہ جاتی ہیں، بلکہ عرصہ ٔدراز سے محفوظ ہیں اور روز افزوں ترقی پر ہیں (افسوس صد افسوس، حیف صد حیف)

عجیب لوگ ہیں ہم کہ جانور کی قربانی تو ضرور کرتے ہیں، کیوں کہ اس کا گوشت لذیذ ہے ، ہمیں پسند ہے، ہمیں خوب محبوب ہے، مگر ہمارے اندر کا تکبر، غرور، نخوت، اور (انا) اور گھمنڈ اب تک زندہ ہے، پائندہ ہے اور ہم اسے روزانہ اپنی انا کے کنواں سے سیراب کرتے ہیں۔

قربانی کے جانور کو زمین پر گرانے اور اس کے گلے پر چھری پھیرنے سے قبل وہ اپنے گھمنڈ و تکبر کے موٹا و فربہ جانور چھری پھیرلیں، اسے بسم اللہ کہہ کر ذبح کرلیں، پھر اپنے جانور کی چربانی پیش کریں، کیوں کہ اللہ تعالی تکبر کرنے والوں؛ اترانے والوں اور گھمنڈ سے چور لوگوں کو قطعی پسند نہیں کرتا (وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ)(لقمان:۱۸)(ترجمہ: لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا، اور زمین پر اترا کر نہ چل، کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا)

جو لوگ زمین پر اتراتے ہوئے چلتے ہیں، دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں، اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھنے کی منحوس کوشش کرتے ہیں، وہ فربہ سے فربہ جانور قربان کرلیں، موٹا سے موٹا جانور کی قربانی کرلیں، قیمتی اور خوبصورت جانور اللہ کی راہ میں ذبح کردیں، مگر اللہ تعالی کے یہاں سرخ رو نہیں ہوسکتے، کیوں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:(يُحشَرُ المتكَبِّرونَ يومَ القيامةِ أمثالَ الذَّرِّفي صُوَرِ الرِّجالِ يغشاهمُ الذُّلُّ من كلِّ مَكانٍ، يُساقونَ إلى سجنٍ في

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جَهَنَّمَ يسمَّى بولُسَ تعلوهُم نارُ الأنْيارِ يَسقونَ من عُصارةِ أَهْلِ النَّارِ طينةَ الخبالِ) [227]

(ترجمہ: متکبر (گھمنڈ کرنے والے) لوگوں کو قیامت کے دن میدان حشر میں چھوٹی چیونٹیوں کے مانند لوگوں کی صورتوں میں لایا جائے گا، انہیں ہر جگہ ذلت ڈھانپے رہے گی، پھر وہ جہنم کے ایک ایسے قید خانے کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام "بولس" ہے۔ اس میں انہیں بھڑکتی ہوئی آگ ابالے گی، وہ اس میں جہنمیوں کے زخموں کی پیپ پئیں گے جسے " طینۃ الخبال " کہتے ہیں، یعنی سڑی ہوئی بدبودار کیچڑ)(اللہ تعالی ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے)

اس لئے آیئے سب سے پہلے اپنی انا، ہم، جذبات، ناجائز خواہشات کی پہلے قربانی پیش کریں اور اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کریں، پھر جانور کی قربانی پیش کریں۔

اللہ تعالی ہمیں دنیا و آخرت کی سعادتیں نصیب کرے، ہماری قربانیاں قبول فرمائے، اور مدام نیک اعمال کی توفیق ارزانی کرے، آمین یارب العالمین وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا محمد وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین

(227) (صحیح ترمذی:۲۴۹۲، مسند أحمد:۶۶۷۷، صحیح الجامع رقم:(۸۰۴۰)، صحیح الأدب المفرد رقم:(۴۳۴)، صحیح الترغیب رقم:(۲۹۱۱)، شرح السنۃ از بغوی:۵۳۷/۶، تخریج شرح السنۃ رقم(۳۵۹۰)(ارناؤط)، تخریج المشکاۃ رقم:(۵۰۳۹) وسندہ حسن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طالبِ دعا:

ابو اسامہ / عبد السلام بن صلاح الدین مدنی ماتھاسیر وی

بروز جمعہ ۱۹ محرم ۱۴۴۳ھ۔ مطابق ۲۷ اگست ۲۰۲۱ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ASHRA - E - ZIL HIJJAH

SAMARAT - O - BARKAAT

جمعية الدعوة والإرشاد بمحافظة ميسان